خطبة الہامیة

(اردو ترجمہ)

تصنیف

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

خطبة الہامیة مع اُردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہِ الکریم

پیش لفظ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی زبان میں تصانیف کے اُردو تراجم کا سلسلہ جاری ہے۔

خطبہ الہامیہ۔عید الاضحیٰ جو ۱۱/اپریل ۱۹۰۰ء کو ہوئی عید کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو خطبہ الہامیہ کے نام سے معروف ومشہور ہے۔اسی وجہ سے اس کتاب کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا، جو **الباب الاوّل** ہے۔ بقیہ چار ابواب اور اشتہار ’’الاعلان‘‘ اور حواشی آپ نے ۱۹۰۰ء سے لے کر ۱۹۰۲ء میں کسی وقت تصنیف فرمائے اور اس کی اشاعت موجودہ کتاب کی صورت میں اکتوبر ۱۹۰۲ء کے بعد ہوئی۔

خطبہ الہامیہ جو کتاب خطبہ الہامیہ کی ابتداء میں **الباب الاوّل** کے طور پر چھپا ہوا ہے، آپ نے نہایت اہتمام سے اس کو کاتب سے لکھوایا اور فارسی اور اُردو میں ترجمہ بھی خود کیا اور اس خطبہ پر اعراب بھی لگوائے۔

کتاب خطبہ الہامیہ کا اُردو ترجمہ طبع اوّل کے وقت ایک ساتھ ہی اشاعت پذیر ہوا تھا لیکن اشتہار ’’الاعلان‘‘ اور حواشی کا ترجمہ کیا جانا باقی تھا ان کا ترجمہ کیا اور اب مکمل ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔ عربی متن کے بالمقابل اُردو ترجمہ دیا گیا ہے تا کہ مطالعہ میں آسانی ہو۔

ٹائیٹل بار اول

هذا هو الكتاب الذى الهمت حصة منه من رب العباد ـ فى يوم عيد من الاعياد ـ فقرءته على الحاضرين ـ بانطاق الروح الامين ـ من غير مدد الترقيم والتدوين ـ فلا شك انه اٰية من الاٰيات ـ وما كان لبشر ان ينطق كمثلى مرتجلا متحصرا فى مثل هذه العبارات ـ وكان الناس يرتقبون طبعه رقبة يوم العيد ـ ويستطلعون بعيون المشتاق المريد ـ فالحمد لله الذى اراهم مقصودهم بعد الانتظار ـ ووجد واطلوبهم كبستان مذللة اغصانه من الثمار ـ وانه صنيعة احسان الحضرة ـ وعطية تبليغ الناس الى السعادة وانه غيث من الله بعد ما محلت البلاد وعم الفساد ـ ولن تجد هذه المعارف فى الاٰثار المنتقاة المدونة من الثقات ـ بل هى حقايق اوحيت الىّ من رب الكائنات ـ وانه اظهار تام وهل بعد المسيح كتم ـ وهل بعد خاتم الخلفاء على السر ختم ـ وليس من العجب ان نسمع من خاتم الائمة نكاتا ما سمعت من قبلُ من علماء الملة بل العجب كل العجب ان ياتى المسيح الموعود والامام المنتظر وحَكَمُ الناس وخاتم الخلفاء ـ ثم لا ياتى بمعرفة جديدة من حضرة الكبرياء ـ ويتكلم كتكلم العامة من العلماء ـ ولا يفرق فرقا بيّنا بين الظلمة والضياء ـ وانى سميت هذه الرسالة

خُطبَةَ اِلهَامِيَّة

وَاِنّى عُلِّمتُهَا اِلهَامًا مِّنْ رَّبّى وَكَانَتْ اٰيَةً

تعداد الاشاعة ۲۱۰۰

ثمن نسخة واحدة ۸/

وانها طبع فى مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام الحكيم فضل الدين البهيروى فى سنة ۱۳۱۹ من الهجرة المقدسة

(اردو ترجمہ ٹائٹل بار اوّل)

یہ وہ کتاب ہے جس کا ایک حصہ ربّ العباد کی طرف سے، ایک عید کے روز مجھے الہام ہوا تو میں نے اسے روح الامین کے قوت گویائی بخشنے سے حاضرین پر پڑھا۔ بغیر کسی تحریر وتدوین کی مدد سے۔ بے شک یہ (خدا کے) نشانوں میں سے ایک عظیم نشان ہے۔ کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ وہ اس قسم کی عبارات میری طرح فی البدیہہ، زبانی، پیش کر سکے۔ اور لوگ عید کے دن کے انتظار کی مانند اس کی طباعت کے منتظر تھے اور ارادت اور اشتیاق رکھنے والے اس کے منظرِ عام پر آنے کے لئے چشم براہ تھے۔ پس تعریف ہے اللہ کی جس نے انتظار کے بعد ان کو ان کا مقصود دکھا دیا اور انہوں نے اپنے مطلوب کو پھلوں سے جھکی ہوئی شاخوں والے باغ کی مانند پایا۔ اور یہ حضرت باری کے احسان کا کرشمہ ہے اور لوگوں کو خوش بختی تک پہنچانے کی سواری ہے۔ اور ملک کے قحط زدہ ہو جانے اور فساد کے عام ہونے کے بعد اللہ کی طرف سے رحمت کی بارش ہے اور تم یہ معارف بڑے بڑے ثقہ علماء کی رقم کردہ منتخب تحریروں میں بھی نہیں پاؤ گے بلکہ یہ وہ حقائق ہیں جو ربّ الکائنات کی طرف سے مجھے وحی کئے گئے ہیں۔ یہ کامل اظہار ہے۔ اور کیا مسیح کے بعد بھی اخفاء ہے اور کیا خاتم الخلفاء کے بعد بھی کوئی راز سربمہر ہے۔ اور یہ جائے تعجب نہیں کہ تو خاتم الائمہ سے ایسے نکات سنے جو تم نے اس سے قبل علماءِ امت سے نہیں سنے۔ بلکہ تعجب پر تعجب تو یہ ہوتا کہ مسیح موعود، امام منتظر اور لوگوں کا حَکَم اور خاتم الخلفاء آتا اور پھر حضرت کبریا کی جانب سے کوئی نئی معرفت نہ لاتا، اور عام علماء کی طرح کلام کرتا اور تاریکی اور روشنی کے درمیان واضح فرق نہ دکھلاتا اور میں نے اس رسالے کا نام

خطبہ الہامیہ

رکھا ہے اور یہ مجھے میرے رب سے الہاماً سکھایا گیا اور یہ عظیم نشان ہے۔

(اور یہ ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام حکیم فضل دین بھیروی صاحب ۱۳۱۹ھ میں طبع ہوا)

﴿ ا ﴾

الاعــــــلان

ايّهــا الاخــوان مـن الـعـرب وفارس والشام. وغيرها من بلاد الاسلام. اعـلـمـوا رحمكم الله انــي كتبـت هٰـذا الـكـتـاب لكم مـلـهـمًـا مـن ربّـي. واُمـرت ان ادعوكم الى صراط هُديتُ اليه و أُؤدبـكـم بــادبـي. وهٰـذا بعدما انـقـطـع الامـل مِـن عـلـمـاء هٰذه الـديـار. وتـحـقـق انهم لا يبالون عـقبى الدار. وانقطعت حركتهم الى الصدق من تفالجٍ لامن فالجٍ. ومــا نـفـعـهـم اثـر دواء ولاسعـي مـعالج. ومابقى لِاَجَارِدِ المعارف فـي ارضهـم مـرتع. ولا في اهلها مـطـمـع. فـعـنـد ذالک القى فى قـلبى من الحضرة ان اٰوى اليكم لـطلب النصرة لتكونوا انصارى كـاهـل الـمـديـنة ومـن نصرني وصـدقـنـي فـقـد ارضـى ربـه

اے عرب، فارس، شام اور دیگر بلادِ اسلام سے تعلق رکھنے والے بھائیو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ جان لو۔ میں نے یہ کتاب تمہارے لئے اپنے رب سے الہام پا کر لکھی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں اس رستے کی طرف بلاؤں جس کی طرف میری رہنمائی کی گئی ہے اور اپنے آداب سے تمہیں آراستہ کروں اور یہ حکم اس کے بعد ملا جب اس ملک کے علماء سے امید ختم ہوگئی اور ثابت ہو گیا کہ وہ دارِ آخرت کے انجام کی پرواہ نہیں کرتے اور صدق کی طرف ان کی حرکت مصنوعی فالج سے رُک گئی ہے نہ کہ حقیقی فالج سے۔ اور نہ کسی دوا کی تاثیر اور نہ کسی معالج کی کوشش نے انہیں نفع دیا اور نہ ہی معارف کے عمدہ گھوڑوں کے لئے ان کی زمین میں کوئی چراگاہ باقی رہی۔ اور نہ ہی اس زمین کے باسیوں سے کوئی امید باقی رہی۔ پس اس وقت حضرت باری کی طرف سے میرے دل میں ڈالا گیا کہ میں طلب مدد کے لئے تمہاری طرف آؤں تا کہ تم اہلِ مدینہ کی طرح میرے انصار بن جاؤ اور جس نے میری مدد کی اور میری تصدیق کی۔ اس نے اپنے رب اور

وخیرَالْبریة. وان شرالدواب الصمّ البُکم الذین لا یصغون الی الحق والحکمة. ولا یسمعون برهانًا ولوکان من الحجج البالغة. واذا قیل لهم اٰمنوا بما اتاکم من ربّکم من الحقّ والبیّنة. بعد ایام کثرت الفِرق واختلافهم فیها وتلاطم بحر الضلالة. قالوا لانعرف ماالحق وانا وجدنا اٰباء نا علی عقیدة. وانا علیها الی یوم المنیّة. وماقلت لهم الا ما قال القراٰن. فما کان جوابهم الّا السب والهذیان. وان اللّٰه قد علّمنی ان عیسی ابن مریم قد مات. ولحق الاموات. واماالذی کان نازلا من السماء. فهو هٰذا **القائم** بینکم کما اوحی الیّ من حضرة الکبریاء. وکانت حقیقة النزول☆ ظهور المسیح الموعود عند انقطاع الاسباب. وضعف

خیرالبریۃ کوراضی کرلیا اور بدترین جانور وہ بہرے گونگے لوگ ہیں جوحق اور حکمت کی طرف توجہ نہیں کرتے اور وہ کوئی دلیل نہیں سنتے خواہ وہ مؤثر دلائل میں سے ہو۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ فرقوں کی کثرت اوران کے اندرونی اختلافات اور بحرِضلالت کے تلاطم کے زمانے کے بعدحق اور روشن دلیل سے تمہارے رب کی طرف سے جو تمہارے پاس آیا ہے اُس پر ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ حق کیا ہے اور ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک عقیدے پر پایا اور ہم موت کے دن تک اسی پر قائم ہیں اور میں نے ان سے وہی کہا جو قرآن کہتا ہے تو ان کا جواب گالی گلوچ اور بیہودہ گوئی کے سوا کچھ نہ تھا اور اللہ نے مجھے علم دیا ہے کہ عیسٰی بن مریم فوت ہوگئے اور وفات یافتگان سے جاملے۔ رہا وہ جس نے آسمان سے نازل ہونا تھا تو وہ یہ تمہارے درمیان کھڑا ہے جیسا کہ حضرتِ کبریا کی طرف سے میری طرف وحی کی گئی اور نزول کی اصل حقیقت، اسباب کے منقطع ہوجانے، دولت اسلامیہ کے ضعف اور مخالف گروہوں کے غلبہ کے وقت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور ہے۔ اور یہ اس

☆ الحاشیة ۔ اعلموا انّ لفظ النزول قد اختیر للمسیح الموعود للوجهین

حاشیہ۔ جان لو کہ مسیح موعود کے لئے نزول کا لفظ دو وجہ سے اختیار کیا گیا ہے۔ (۱) پہلی وجہ زمینی ذرائع

الـــدولة الاســـــلامية وغـــلبة الاحزاب وكان هٰذا اشارة الى ان

طرف اشارہ ہے کہ گردنیں اڑائے اور دشمنوں کو قتل کئے بغیر یہ تمام تر امر آسمان سے اترے گا اور

بـقية الحاشية۔ (۱)احد هـما لاظهار انـقطاع الاسباب الارضية كالحكومة و الـرياسة والوسائل الحربية فى مُلك يُبـعث فيه من الحضرة الاحديّة. كانّه كانت اشارة الٰى ان المسيح الموعود لايـأتـى الا فـى مُلك لايبقٰى فيه للاسلام قوةٌ ولا للمسلمين طاقة ومع ذالك يقومون للانكار و يريدون اَن يطفئوا نور اللّٰه فضلا من ان يكونوا من الانصار فيؤيّد المسيح من لدن ربّ السـمـاء ولايـكـون عليـه منّة احــد مـن مـلـوك الارض واهـل الدول والامراء ولايستعمل السيف والسـنـان فـكـانّـه نزل من السماء ونـصـره الـلّـه مـن لدنـه و أعـان. (۲)ثانيهما لاظهار شهرة المسيح الموعود فى اسرع الاوقات والزمان فى جميع البلدان. فان الشئ الذى يـنـزل من السماء يراه كل احدٍ من قريبٍ وبعيدٍ ومن الاطراف والانحاء. ولايبـقٰـى عليه سِتْرٌ فى اَعْين ذوى الانصاف. ويشاهد كبرقٍ يبرق من طـرفٍ الـى طـرفٍ حتّى يـحيـط كدائرةٍ على الاطراف. منه

بقیہ حاشیہ۔ یعنی حکومت، ریاست اور حربی وسائل کے اس ملک میں انقطاع کے اظہار کے لئے جس میں حضرتِ احدیّت کی طرف سے اُس (مسیح موعود) نے مبعوث ہونا تھا۔ گویا کہ اشارہ تھا کہ مسیح موعود ایسے ملک میں ہی آئے گا جس میں اسلام کی قوت اور مسلمانوں کی طاقت نہیں رہے گی اس کے باوجود بھی وہ انکار کے لئے کمربستہ ہوجائیں گے اور اللہ کے نور کو بجھانے کے درپے ہوں گے بجائے اس کے کہ وہ اس کے انصار بنیں۔ پس رَبُّ السَّمَآء کی جناب سے مسیح کی تائید کی جائے گی اور اُس پر زمین کے بادشاہوں اور حاکموں اور امرا میں سے کسی کا احسان نہ ہوگا اور نہ ہی وہ شمشیر وسناں کو کام میں لائے گا گویا کہ وہ آسمان سے اترا ہے اور اللہ نے اپنی جناب سے اس کی تائید ونصرت فرمائی ہے۔ (۲) اور دوسری وجہ مسیح موعود کی تمام ملکوں میں شہرت کا جلد سے جلدتر وقت اور زمانے میں ظاہر ہو جانا ہے۔ کیونکہ جو چیز آسمان سے نازل ہوتی ہے اسے ہر دُور ونزدیک اور مختلف اطراف و اکناف والے دیکھ لیتے ہیں اور منصفوں کی نظر میں اس پر کوئی پردہ نہیں رہتا اور اس بجلی کی طرح اس کا مشاہدہ کرلیا جاتا ہے جو ایک طرف سے دوسری طرف کوندتی ہے اور تمام اطراف پر دائرے کی طرح محیط ہوجاتی ہے۔

الامر کلہ ینزل من السماء. من غیر ضرب الاعناق وقتل الاعداء. ویُریٰ کالشمس فی الضیاء. ثم نقل اھل الظاھر ھٰذہ الاستعارۃ الی الحقیقۃ. فھٰذہ اوّل مصیبۃ نزلت علٰی ھٰذہ الملۃ. وما اراد اللّٰہ من انزال المسیح. الّا لیُری مقابلۃ الملتین بالتصریح. فان نبینا المصطفٰی کان مثیل موسٰی. وکانت سلسلۃ خلافۃ الاسلام. کمثل سلسلۃ خلافۃ الکلیم من اللّٰہ العلام. فوجب من ضرورۃ ھٰذہ المماثلۃ والمقابلۃ ان یظھر فی اٰخر ھٰذہ السلسلۃ مسیح کمسیح السلسلۃ الموسویۃ. ویھود کالیھود الذین کفّروا عیسٰی وکذّبوہ و ارادوا قتلہ وجروہ الٰی ارباب الحکومۃ فمن العجب ان علماء الاسلام اعترفوا بان الیھود الموعودون فی اٰخر الزمان لیسوا یھودًا فی الحقیقۃ بل ھم مثلھم من المسلمین فی

اپنی روشنی میں سورج کی طرح دکھائی دے گا۔ پھر ظاہر پرستوں نے اس استعارے کو حقیقت پر محمول کر لیا۔ پس یہ سب سے پہلی مصیبت تھی جو اس امت پر نازل ہوئی اور انزال مسیح سے اللہ تعالیٰ کی مراد صرف یہ تھی کہ دونوں ملتوں کے درمیان مقابلہ بالصراحت دکھادے کیونکہ ہمارے نبی مصطفیٰ ؐ مثیل موسیٰ ہیں۔ اور خدائے عَلّام کی طرف سے خلافتِ اسلام کا سلسلہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ ؑ کی خلافت کے سلسلہ کی طرح ہے۔ پس اس مماثلت اور مقابلے کا لازمی تقاضا تھا کہ سلسلہ موسویہ کے مسیح کی طرح اس سلسلہ کے آخر میں بھی مسیح ظاہر ہو اور اس سلسلہ میں بھی ان یہود جیسے یہود ہوں جنہوں نے عیسیٰ ؑ کی تکفیر کی اُن کو جھٹلایا اور اُن کے قتل کا ارادہ کیا اور اَربابِ حکومت کی طرف اُن کو کھینچ کر لے گئے۔ پس تعجب کی بات ہے کہ علماء اسلام نے یہ تو اعتراف کیا کہ آخری زمانہ میں ہونے والے موعود یہودی درحقیقت یہود نہیں بلکہ وہ مسلمانوں میں سے اعمال و عادات میں اُن

الاعمال وَالعادة. ثم يقولون مع ذالک ان المسيح ينزل من السماء. وهو ابن مريم رسول اللّٰه فى الحقيقة لامثيله من الاصفياء. فكأَنّهم حسبوا هٰذه الامة اردء الامم واخبثهم فانهم زعموا ان المسلمين قوم ليس فيهم احد يقال له انه مثيل بعض الاخيار السابقين. وامّا مثيل الاشرار فكثيرفيهم ففكروا فيه يامعشر العاقلين. ثم ان مسئلة نزول عيسٰى نبى اللّٰهِ كانت من اختراعات النصرانيين. واماالقراٰن فتوفاه والحقه بالميتين. وما اضطرت النصارٰى الٰى نحت هٰذه العقيدة الواهية الا فى ايام اليأس و قطع الامل من النصرة الموعودة. فان اليهود كانوا يسخرون منهم ويضحكون عليهم ويؤذونهم بانواع الكلمات. عندما رَأَوا خذلانهم وتقلبهم فى الاٰفات.

کے مثیل ہیں۔ اس کے باوجود وہ کہتے ہیں کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا اور درحقیقت وہ ابن مریم رسول اللہ ہوگا نہ کہ اصفیاء میں سے اس کا کوئی مثیل۔ گویا کہ انہوں نے اس امت کو تمام امتوں میں سے ردّی اور ناپاک ترین خیال کیا ہے کیونکہ وہ یہ عقیدہ اپنائے بیٹھے ہیں کہ مسلمان ایسی قوم ہیں جن میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں کہ اسے سابقہ نیک لوگوں کا مثیل کہا جا سکے۔ ہاں شریروں کے مثیل ان میں بکثرت ہیں پس اے عاقلین کے گروہ اس میں غور کرو۔ پھر عیسیٰؑ نبی اللہ کے نزول کا مسئلہ نصرانیوں کی اختراع ہے اور جہاں تک قرآن کا تعلق ہے تو اُس نے اُسے وفات یافتہ قرار دیا اور فوت شدگان سے ملایا ہے۔ اس لغو عقیدہ الوہیت مسیح کو تراشنے پر عیسائی مایوسی اور موعودہ نصرت سے نااُمیدی کے وقت ہی مجبور ہوئے۔ کیونکہ یہود جب انہیں رسوا ہوتے اور آفات میں پھنسے دیکھتے تھے تو اُن کا تمسخر اڑاتے اور اُن پر ہنستے اور طرح طرح کے کلمات سے انہیں تکلیف دیتے تھے۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ تمہارا وہ مسیح کہاں گیا جو یہ سمجھتا تھا

فکانوا یقولون این مسیحکم الذی کان یزعم انه یرث سریر داؤد وینال السلطنة وینجی الیهود فتألم النصاریٰ من سماع ھٰذہ المطاعن. و الام الصبرُ باللّاعن. فنحتوا الجوابَین. عند ھٰذین الطعنین والخطابین. فقالوا ان یسوع ابن مریم وان کان مانال السلطنة فی ھٰذہ الاٰوان. ولٰکنه ینزل بصورة الملوک الجبارین القھارین فی اٰخر الزمان. فیقطع ایدی الیھود وارجلھم وانوفھم ویھلکھم باشد العذاب والھوان. ویُجلس احبابه بعد ھٰذا العقاب. علی سرر مرفوعة موعودة فی الکتاب. و اما قول المسیح انه من اٰمن به فینجیه من الشدائد التی نزلت علٰی بنی اسرائیل. فمعناہ انه ینجیه بدمه من الذنوب لامن جور الحکومة الرومیة کما ظنّ وقیل. فحاصل

کہ وہ تختِ داؤد کا وارث ہوگا اور سلطنت پائے گا اور یہود کو نجات دلائے گا۔ ان طعنوں کو سن کر عیسائی بہت تکلیف محسوس کرتے تھے اور لعنت ملامت پر صبر کب تک۔ پس انہوں نے ان دو طعنوں اور دو خطابوں پر دو جواب گھڑے۔ پس انہوں نے کہا کہ یسوع ابن مریم نے اگر اس دور میں سلطنت نہیں پائی لیکن آخری زمانہ میں وہ جابر قاہر بادشاہوں کی صورت میں نازل ہوگا اور وہ یہودیوں کے ہاتھ، پاؤں اور ناک کاٹے گا اور انہیں شدید ترین عذاب اور ذلت سے ہلاک کرے گا۔ اور اس سزا کے بعد اپنے پیاروں کو اُن عالی شان تختوں پر بٹھائے گا جن کا کتاب میں وعدہ ہے۔ اور جہاں تک مسیح کے اس قول کا تعلق ہے کہ اپنے پر ایمان لانے والوں کو وہ بنی اسرائیل پر نازل ہونے والے شدائد سے نجات دلائے گا تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے خون کے کفّارہ سے گناہوں سے نجات دلائے گا نہ کہ رومی حکومت کے ظلم وستم سے جیسا کہ خیال کیا جاتا اور کہا جاتا ہے۔ پس حاصل کلام یہ کہ جب مصیبتوں میں لمبا عرصہ مبتلا رہنے نے

الکلام ان النصارٰی لمّا اٰذاهم
طول مکثهم فی المصائب.
واطال الیهود السنهم فی امرهم
وحسبوهم کالخاسر الخایب.
شق علیهم هٰذا الاستهزاء.
فنحتوا العقیدتین المذکورتین
لیسکت الاعداء. وانّ من
عادات الانسان. انه یتشبّث
بامانی عند هبوب ریاح
الحرمان. واٰذا رأی انه مابقی له
مقام رجاء. فیسرّ نفسه باَهْواءٍ.
فیطلب ما ندّ عن الاذهان. وشذّ
عن الأذان. فقد یطلب الکیمیاء
عند نفاد الاموال. وقد یتوجه
الی تسخیر النجوم والاعمال.
وکذالک النصارٰی اذا وقع
علیهم قول الاعداء. وما کان
مَفَرٌّ من هٰذا البلاء. فنحتوا
مانحتوا واتّکئوا علی الامانی.
کماهوسیرة الاسیر والعانی.
فاشاعوا الاصولین المذکورین
کما تعلم وترٰی. ووفّوا حق

عیسائیوں کو تکلیف دی اور یہود نے ان کے
معاملہ میں زبان درازی کی اور انہیں خائب
وخاسر جانا۔ تو یہ تمسخر ان پر بہت گراں گزرا
تو انہوں نے یہ دو مذکورہ عقیدے گھڑے
تا کہ دشمن خاموش ہو جائیں۔ اور یہ انسانی
عادات میں سے ہے کہ وہ محرومی کی ہواؤں
کے چلنے کے وقت خواہشات کا سہارا لیتا
ہے۔ اور جب وہ دیکھتا ہے کہ امید کی کوئی
کرن باقی نہیں رہی تو وہ اپنے نفس کو
﴿ب﴾ خواہشات سے خوش کرتا ہے۔ اور وہ اس چیز کو
طلب کرتا ہے جو نہ کبھی ذہنوں میں آئی اور نہ
کانوں نے سنی۔ پس کبھی وہ اموال کے ختم
ہونے پر کیمیا طلب کرتا ہے اور کبھی وہ ستاروں
کو مسخر کرنے اور عملیات کی طرف متوجہ ہوتا
ہے۔ اور اسی طرح نصاریٰ کا حال ہے کہ
جب ان کو دشمنوں کے قول کی زَد پہنچی اور
اس بلا سے راہِ فرار باقی نہ رہی تو جو انہوں
نے تراشا سو تراشا اور انہوں نے
خواہشات کا سہارا لیا جیسا کہ قیدی و اسیر کی
عادت ہے۔ پس انہوں نے یہ دو مذکورہ
اصول پھیلا دیئے جیسا کہ تو دیکھتا اور جانتا ہے
اور اندھے ہونے کا پورا حق ادا کیا۔ اور جب

العمٰی. ولما صار اعتقاد نزول المسیح جزو طبیعتهم. واحاط علی مجاری الفهم وعادتهم. کانت عنایتهم مصروفة لامحالة الی نزول عیسٰی. لیهلک اعداء هم ویجلسهم علی سرر العزة و العُلٰی . فهٰذا هو سبب سریان هٰذه العقیدة فی الفِرق المسیحیة. ومثلهم فی الاسلام یوجدفی الشیعة. فانّه لمّا طال علیهم امد الحرمان. وما قام فیهم ملک الی قرون من الزمان. نحتوا من عند انفسهم ان مهدیهم مستترفی مغارة. ویخرج فی اٰخرالزمان و یحیی صحابة رسول اللّٰہؐ لیقتلهم بِاَذِیّةٍ. وان حسینًا بن علی وان کان مانجّاهم من ظلم یزید. ولٰکن ینجّیهم بدمه فی الیوم الاٰخر من عذاب شدید. وکذالک کل من خسر وخاب نَحَتَ هٰذا الجواب.

عقیدہ نزول مسیح ان کی فطرت کا حصہ بن گیا اور ان کی سوچ اور مزاج کے دھاروں پر قابض ہوگیا تو لامحالہ ان کی ساری توجہ نزول عیسٰیؑ پر مرکوز ہوگئی تا کہ وہ اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرے اور انہیں عزت و رفعت کے تختوں پر بَراجمان کرے۔ پس عیسائیوں کے مختلف فرقوں میں اس عقیدے کے سرایت کر جانے کا یہی سبب ہے۔ اور اسلام میں اُن کی مثال شیعوں میں پائی جاتی ہے۔ پس جب ان پر محرومی کا زمانہ طول پکڑ گیا اور صدیوں تک ان میں کوئی بادشاہ نہ ہوا۔ تو انہوں نے اپنے پاس سے یہ بات گھڑ لی کہ ان کا مہدی غار میں چھپا ہوا ہے اور وہ آخری زمانہ میں نکلے گا اور وہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرے گا تا کہ انہیں اذیت دے کر قتل کرے۔ اور حسین ابن علی اگر چہ انہیں یزید کے ظلم سے نہیں بچا سکا لیکن وہ یوم آخر میں اپنے خون سے انہیں عذاب شدید سے بچائے گا اور اسی طرح پر ہر ناکام و نامراد رہنے والے نے یہ جواب گھڑ لیا ہے۔

وسمعت ان فرقة من الوهابيين الهنديين ينتظرون كمثل هٰذه الفرق شيخهم سيد احمد البريلوى وانفدوا اعمارهم فى فلوات منتظرين فهؤلاء كلهم محل رحم بمالم يرجع احد من كبراء هم الى هٰذاالحين. بل رجع المنتظرون اليهم وكم حسرات فى قلوب المقبورين. فملخّص القول ان عقيدة رجوع المسيح وحياته كانت من نسج النصارٰى و مفترياتهم. ليطمئنوا بالامانى و يذبّوا اليهود وهمزاتهم. واما المسلمون فدخلوها من غير ضرورة. و اُخذوا من غير شبكة. واكلوا السم من غير حلاوة. واذا قبلوا ركنًا من ركنَى الملّة النصرانية. فما معنى الانكار من الركن الثانى اعنى الكفّارة. وانا فصّلنا هٰذه الامور كلها فى الكتاب. وكفاك هٰذا ان كنت من

اور میں نے سنا ہے کہ ان فرقوں کی طرح ہندوستانی وہابیوں میں سے ایک فرقہ، اپنے شیخ سید احمد بریلوی کا منتظر ہے۔اور انہوں نے جنگلوں میں اپنی عمریں اسی انتظار میں گزار دیں۔ پس یہ سب کے سب قابل رحم ہیں کہ ان کے بڑوں میں سے ابھی تک کوئی واپس نہیں لوٹا بلکہ انتظار کرنے والے اُن کے پاس پہنچ گئے اور کتنی ہی حسرتیں دل میں لئے وہ قبروں میں چلے گئے۔خلاصہ کلام یہ کہ ان کا مسیح کے رجوع اور حیات کا عقیدہ دراصل عیسائیوں کا تانا بانا اور ان کی مفتریات میں سے ہے۔ تاکہ وہ خواہشات کے ذریعہ اطمینان حاصل کریں اور یہودیوں اور ان کی طعنہ زنی کو دفع کریں۔ رہے مسلمان تو وہ بلاضرورت اس میں داخل ہوگئے اور بغیر جال کے پھنس گئے اور بغیر شیرینی کے زہر کھایا (اور گناہِ بے لذّت کیا) اور جب انہوں نے عیسائی مذہب کے دو میں سے ایک رکن کو قبول کرلیا تو دوسرے رکن یعنی کفّارہ کے انکار کے کیا معنٰی ؟ اور ہم نے یہ تمام امور مفصل طور پر اس کتاب میں بیان کر دیئے ہیں اور اگر تو حق کا طالب ہے تو تیرے لئے یہ کافی ہے۔

الطُّلّاب. ان الذين ظنوا من المسلمين ان عيسٰی نازل من السماء مااتبعوا الحق بل هم فی وادی الضلال يتيهون. ما لهم بذالک من علم ان هم الا يخرصون. اَمْ اُوْتوا من البرهان اوعُلّموا من القراٰن فهم به مستمسكون. كلّا بل اتبعوا اهواء الذين ضلّوا من قبل وتركوا ما قال ربّهم ولا يبالون. وقد ذكر الفرقان ان عيسٰی قد توفّی فبأی حديث بعد ذالک يؤمنون. الايفكرون فی سرّمجيء المسيح ام علی القلوب اقفالها ام هم قوم لايبصرون. ان اللّٰه كان قد مَنّ علی بنی اسرائيل بموسٰی و النبيين الذين جاء وا من بعده منهم فعصوا انبياء هم ففريقًا كذبوا وفريقًا يقتلون. فاراد اللّٰه ان ينزع منهم نعمته ويؤتيها قومًا اٰخرين ثم ينظر كيف يعملون. فبعث مثيل موسٰی من

مسلمانوں میں سے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ عیسیٰ ؑ آسمان سے نازل ہونے والے ہیں انہوں نے حق کی پیروی نہیں کی بلکہ وہ گمراہی کی وادی میں سرگرداں پھر رہے ہیں۔ انہیں اس کا کوئی علم نہیں وہ تو صرف تخمینے لگا رہے ہیں۔ کیا انہیں کوئی برہان دی گئی ہے یا انہیں قرآن سے سکھایا گیا ہے جس سے وہ چمٹے ہوئے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ انہوں نے ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی جو ان سے پہلے گمراہ ہوئے اور اپنے رب کے فرمان کو ترک کر دیا اور وہ کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اور فرقان حمید نے بیان کیا ہے کہ عیسیٰ فوت ہو گئے اس کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔ کیا وہ مسیح کی آمد کے راز میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر ایسے قُفل ہیں جو ان کے دلوں ہی کی پیداوار ہیں یا وہ ایسی قوم ہے جو بصیرت نہیں رکھتی۔ یقیناً اللہ نے موسیٰ ؑ اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کو جو ان میں سے تھے مبعوث کر کے بنی اسرائیل پر احسان کیا۔ پس انہوں نے اپنے نبیوں کی نافرمانی کی ایک فریق کو جھٹلایا اور ایک فریق کو قتل کرنے کے دَرپے ہوئے۔ پس اللہ نے ارادہ کیا کہ ان سے اپنی نعمت چھین لے اور دوسری قوم کو دے دے۔ پھر وہ دیکھے کہ وہ کیسے اعمال کرتے ہیں۔ پس اس

قوم بنی اسماعیل وجعل علماء امته کانبیاء سلسلة الکلیم وکسر غرور الیهود بها بما کانوا یستکبرون. واٰتٰی نبیّنا کلّما اوتی موسٰی وزیاده. واٰتاه من الکتاب والخلفاء کمثله واحرق به قلوب الذین ظلموا واستکبروا لعلّهم یرجعون. فکما انه خلق الازواج کلّها کذالک جعل السلسلة الاسماعیلیة زوجًا للسلسلة الاسرائیلیة. وذالک امر نطق به القراٰن ولا ینکره الا العمون. الا تری قوله تعالٰی فی سورة الجاثیة

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ. وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ. ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ

نے مثیل موسیٰ کو قوم بنی اسماعیلؑ سے مبعوث فرمایا اور اس کی امت کے علماء کو موسیٰ کلیم اللہؑ کے سلسلے کے انبیاء جیسے بنایا۔ اور اس کے ذریعہ یہود کا غرور توڑ دیا کیونکہ وہ تکبر کیا کرتے تھے۔ اور ہمارے نبیؐ کو وہ سب کچھ دیا گیا جو موسیٰ کو دیا گیا بلکہ اس سے زیادہ۔ اور آپؐ کو اُن کی طرح کتاب اور خلفاء دیئے گئے اور اس طرح اُس نے ظالموں اور متکبروں کے دلوں کو جلایا تا وہ لوٹ آئیں۔ پس جیسے اس نے تمام جوڑے پیدا فرمائے ہیں اسی طرح اس نے سلسلہ اسماعیلیہ کو سلسلہ اسرائیلیہ کا جوڑا بنایا۔ اور یہ وہ امر ہے جسے قرآن نے بیان فرمایا ہے اور سوائے اندھوں کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ کیا تو اللہ کا فرمان سورۃ جاثیہ میں نہیں پاتا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ

لَا يَعْلَمُوْنَ . فانظر كيف ذكر اللّٰه تعالٰى ههنا سلسلتين متقابلتين سلسلة موسٰى الٰى عيسٰى. وسلسلة نبينا خير الورٰى الى المسيح الموعود الذى جاء فى زمنكم هٰذا. وانه ماجاء من القريش كما ان عيسٰى ماجاء من بنى اسرائيل. وانه علم لساعة كافة الناس كما كان عيسٰى علما لساعة اليهود. هٰذا ما اشير اليه فى الفاتحة. وما كان حديث يفترٰى. وقد شهدت السماء باٰياتها وقالت الارض الوقت هٰذا الوقت فاتق اللّٰه ولا تيئس من روح اللّٰه والسلام على من اتبع الهُدٰى.

لَا يَعْلَمُوْنَ ۔[1] پس دیکھو کیسے اللہ تعالیٰ نے یہاں دو متقابل سلسلوں کا ذکر کیا ہے موسیٰؑ کے سلسلہ کو عیسیٰؑ تک اور ہمارے نبی خیر الوریٰؐ کے سلسلہ کو مسیح موعود تک جو تمہارے اس زمانے میں آیا ہے۔ اور وہ قریش میں سے نہیں آیا جس طرح کہ عیسیٰؑ بنی اسرائیل میں سے نہیں آئے اور یہ تمام لوگوں کے لئے قیامت کی گھڑی کا علم بخشتا ہے جس طرح کہ عیسیٰ یہود کی گھڑی کا علم تھے اور یہ وہی ہے جس کی طرف سورۃ فاتحہ میں اشارہ ہے۔ اور یہ جھوٹے طور پر بنایا ہوا قصہ نہیں بلکہ آسمان اپنے نشانوں سے گواہی دے چکا اور زمین کہہ رہی ہے کہ یہی وہ وقت ہے پس اللہ کا تقویٰ اختیار کر اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔

[1] اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکومت اور نبوت بخشی تھی اور پاکیزہ چیزوں میں سے رزق عطا فرمایا تھا اور اپنے زمانہ کے لوگوں پر اُن کو فضیلت بخشی تھی اور ہم نے ان کو کھلی کھلی شریعت عطا کی تھی اور بنی اسرائیل نے اسی وقت اس کے بارہ میں اختلاف کیا جب ان کے پاس کامل علم (قرآن) آ گیا (یہ اختلاف) ان کی باہمی سرکشی کی وجہ سے تھا۔ تیرا ربّ اُن کے درمیان قیامت کے دن اُن کی اختلافی باتوں کے متعلق فیصلہ کرے گا۔ اور ہم نے تجھ کو شریعت کے ایک طریقے پر مقرر کیا ہے۔ پس تو اس کے پیچھے چل اور ان لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے مت چل جو علم نہیں رکھتے۔ (الجاثیة: ۱۷تا۱۹)

فحاصل الكلام ان القراٰن مملوّ من ان اللّٰه تعالٰى اختار موسٰى بعد ما اهلك القرون الاولٰى و اٰتاه التوراة و ارسل لتائيده النبيين تترا. ثم قفا علٰى اٰثارهم بعيسٰى☆. واختار محمّدا

حاصل کلام یہ کہ قرآن اس ذکر سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو چنا اور اسے توراۃ عطا فرمائی اور اس کی تائید کے لئے پے در پے نبی مبعوث فرمائے۔ پھر ان کے نقش قدم پر عیسیٰؑ کو بھیجا۔ پھر یہود کو ہلاک و تباہ کرنے کے بعد

☆ **الحاشية**. اعترض عليّ جاهل من بلدةٍ اسمها جهلٌ ياذوى الحصاتِ.وفى اٰخرها حرف الميم ليدل علٰى مسخ القلب والممات. وفرح فرحًا شديدًا باعتراضه وشتمنى وذكرنى باقبح الكلمات. وقال انّ هٰذا الرجل يزعم ان عيسٰى كان من مُتّبعى موسٰى وليس زعمه هٰذا الّا باطلًا وانّ كذبه من اَجْلى البديهيّات. بل اُوْتى عيسٰى شريعةً مستقلةً بالذات. فاغنى الذين كانوا مجتمعين عليه عن شريعة الكليم واقام الانجيل مقام التوراة فاعلم ان هٰذا قولٌ لايخرج من فَمٍ اِلّامن فم الذى نُجس بنجاسة الجهل والجهلات. وذاب انف فطنته بجذام التعصّبات. وزعم هٰذا الجاهل كانّه يستدل على دعواه بالفرقان الذى هوالحَكَم عند الخصومات

حاشیہ۔ اے عقلمندو! مجھ پر ایک جاہل نے اعتراض کیا ہے ایک ایسے شہر سے جس کا نام جہل ہے اور اس کے آخر میں میم ہے تا کہ یہ (میم) اس کے دل کے مسخ ہونے اور موت پر دلالت کرے اور وہ اپنے اعتراض سے بہت خوش ہوا اور اس نے مجھے گالیاں دیں اور قبیح ترین کلمات سے میرا ذکر کیا اور کہا کہ یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ عیسیٰ، موسیٰ کے متبعین میں سے تھا اور اس کا یہ خیال محض باطل ہے اور اس کا یہ جھوٹ واضح بدیہی امور میں سے ہے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی ذات میں مستقل شریعت عطا کی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی جماعت کو کلیم اللہ کی شریعت سے مستغنی کر دیا اور انجیل کو تورات کا قائمقام بنا دیا۔ یاد رکھ کہ یہ قول صرف ایسے منہ سے نکلتا ہے جو لاعلمی اور جہالت کی نجاست سے آلودہ ہو اور جس کی ذہانت کی ناک تعصّبات کے کوڑھ سے گل گئی ہو۔ اور یہ جاہل سمجھتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ پر اس قرآن سے استدلال کر رہا ہے جو جھگڑوں کے وقت

صلى الله عليه وسلم بعد ما اهلك اليهود و اردیٰ. و لا شک ولاريب ان السلسلة الموسوية والمحمّدية قد تقابلتا ﴿ج﴾

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ سلسلہ موسویہ اور سلسلہ محمدیہ باہم متقابل ہیں۔ اور اسی طرح اللہ نے ارادہ کیا اور فیصلہ کیا ہے اور جہاں تک عیسیٰؑ کا

بقية الحاشية .وقرء قوله تعالٰى وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ - وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ- يعنى ببشارة خير الكائنات. ومافهم سرّهذه الأية وصال علىّ بصوت هوانكر الاصوات. وظنّ انه اوىٰ الٰى ركن شديد وسبّنى كالقاذفاتِ المفحشات. وقال انّها دليل واضح على ان الانجيل شريعة مستقلة. فيااسفًا عليه وعلى غيظه الذى اخرجهٔ من الارض كالحشرات . وان من اشقى الناس من لاعقل له ويعدّ نفسه من ذوى الحصاة. ويعلم

بقیہ حاشیہ۔ حَکَم ہےاوراس نے اللہ کا یہ قول پیش کیا ہے۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ [1]۔ یعنی خیر الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت۔ اور وہ اس آیت کے بھید کو نہیں سمجھا اور مجھ پر ایسی آواز سے حملہ کیا جو مکروہ ترین (یعنی گدھوں کی سی) ہے اور یہ یقین کیا کہ اس نے مضبوط ترین سہارے کی پناہ لی ہے اور مجھے تہمتیں لگانے والی، فحش گو عورتوں کی طرح گالیاں دیں اور کہا کہ یہ واضح دلیل ہے اس بات پر کہ انجیل مستقل شریعت ہے۔ وائے افسوس اس پر اور اُس کے اُس غیظ پر جس نے اُسے حشرات کی طرح زمین سے نکالا ہے اور لوگوں میں سے بدبخت ترین وہ انسان ہے جس کے پاس عقل نام کی کوئی چیز نہ ہو۔ اور پھر بھی وہ خود کو عقلمندوں میں سے شمار

---

[1] اور ہم نے اسے انجیل دی تھی جس میں ہدایت اور نور تھے اور وہ اس تورات کی تصدیق کرتی تھی جو اس کے سامنے تھی اور وہ متقیوں کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی۔ اور اہلِ انجیل کو چاہیے کہ اللہ نے جو (کچھ) اس میں اتارا ہے اس کے مطابق فیصلہ کریں۔ (المآئدة : ۴۷، ۴۸)

وکذالک اراد اللّٰہ وقضٰی. واما عیسٰی فھومن خدام الشریعۃ الاسرائیلیۃ ومن انبیاء سلسلۃ موسٰی. وما اوتی لہ شریعۃ کاملۃ مستقلۃ ولا یوجد فی کتابہ تفصیل الحرام والحلال والوراثۃ

تعلق ہے تو وہ اسرائیلی شریعت کے خادموں اور سلسلہءِ موسیٰ کے انبیاء میں سے ہیں اور انہیں مستقل کامل شریعت نہیں دی گئی اور نہ ہی اُن کی کتاب میں حرام وحلال، وراثت، نکاح اور دیگر مسائل کی تفصیل پائی جاتی ہے۔اور عیسائی اس بات کا اقرار کرتے ہیں اسی لئے تو

بقیۃ الحاشیۃ ۔ کل صبیٍّ وصبیۃ من المسلمین والمسلمات فضلا من البالغین والبالغات. ان القراٰن لایامر الیھود ولاالنصاریٰ ان یتبعوا کتبھم ویثبتوا علی شرائعھم بل یدعوھم الی الاسلام واوامرہ وقد قال اللّٰہ فی کتابہ العزیز اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ ۔ وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۚ وَھُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۔ فکیف یُظنُّ فی اللّٰہ القدوسِ انّہ یدعوا الیھود والنصاریٰ فی ھٰذہ الاٰیۃ الی الاسلام ویقول انّکم لا تفلحون ابدًا ولا تدخلون الجنّۃ الابعد ان تکونوا مسلمین. ولا ینفعکم توراتکم ولاانجیلکم

بقیہ حاشیہ۔ کرتا ہو۔حالانکہ مسلمانوں کا ہر بچہ، بچی، کجا یہ کہ بالغ مرد اور عورتیں ہوں، یہ جانتا ہے کہ قرآن نہ یہود کو اور نہ نصاریٰ کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی کتابوں کی پیروی کریں اور اپنی شریعتوں پر قائم رہیں بلکہ وہ انہیں اسلام اور اس کے اوامر کی طرف بلاتا ہے اور اللہ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے۔اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ ۔[1] وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۚ وَھُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۔[2] اللہ قدوس کے بارے میں کیسے یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ وہ یہود ونصاریٰ کو تو اس آیت میں اسلام کی طرف بلا رہا ہے اور فرما رہا ہے کہ تم کبھی کامیاب نہ ہوں گے اور نہ تم جنت میں داخل ہوگے سوائے اس کے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔اور نہ تمہیں تمہاری تورات اور نہ انجیل نفع دے گی البتہ قرآن نفع دے گا۔ پھر وہ

---

[1] ۔ دین سچا اور کامل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے۔(اٰل عمران:۲۰) [2] اور جو کوئی بجز اسلام کے کسی اور دین کو چاہے گا تو ہرگز قبول نہیں کیا جاوے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہوگا۔(اٰل عمران:۸۶)

والنكاح ومسائل اخرٰى. والنصارٰى يُقِرُّون به ولذالك ترى التورات فى ايديهم كما ترى الانجيل وقال بعض فرقهم

ان کے ہاتھوں میں تورات کو ویسے ہی دیکھتا ہے جیسے انجیل کو۔ اور ان کے بعض فرقے یہ کہتے ہیں کہ عیسٰی کے خون کے کفارہ کے ذریعے ہم توریت کی شریعت کے بوجھوں سے نجات

﴿ج﴾

بقية الحاشية ۔ الاالقرآن. ثمّ ينسٰى قوله الاول ويامر كل فرقة من اليهود والنصارٰى ان يثبتوا على شرائعهم و يتمسكوا بكتبهم ويكفيهم هٰذا لنجاتهم وان هٰذا الاجمع الضدّين واختلاف فى القراٰن. واللّٰه نزّه كتابه عن الاختلاف بقوله وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۔ بل الاٰيٰت التى حَرَّف المُعتَرِض معناها كمثل اليهود تشير الى ان بشارت نبينا صلى اللّٰه عليه وسلم كانت موجودةً فى التورات والانجيل فكان اللّٰه يقول مالهم لايعملون علٰى وصايا التوراة و الانجيل ولايُسلمون. نعم لو كانت عبارة القراٰن بصيغة الماضى ولم يقل وَلْيَحْكُمْ بل قال وكان النصارٰى يحكمون بالانجيل فقط

بقیہ حاشیہ۔ اپنے پہلے قول کو بھول گیا اور یہود و نصاریٰ کے ہر فرقے کو حکم دینے لگا کہ وہ اپنی اپنی شرائع پر قائم رہیں اور اپنی کتابوں کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور ان کی نجات کے لئے ان کے لئے یہی کافی ہے۔ حالانکہ یہ تو محض اجتماع ضدین اور قرآن میں اختلاف ہے اور اللہ نے اپنے قول وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا [1] ۔ میں اپنی کتاب کو اختلاف سے منزّہ قرار دیا ہے۔ بلکہ وہ آیات جن کے معنی میں معترض نے یہود کی طرح تحریف کی ہے وہ اشارہ کرتی ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری تورات اور انجیل میں موجود تھی گویا خدا تعالیٰ یہ فرمارہا ہے کہ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ یہ تورات اور انجیل کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور نہ فرمانبرداری کرتے ہیں۔ ہاں اگر قرآن کی عبارت ماضی کے صیغہ میں ہوتی اور اللہ'' وَلْيَحْكُمْ'' نہ فرماتا

[1] اور اگر وہ خدا کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پایا جاتا۔(النسآء:۳۸)

انانجینامن اثقال شریعة التورات بکفارة دم عیسٰی. واما بعضهم الاٰخرون فیحرمون ماحرم التوراة ولایاکلون الخنزیر کمثل نصاریٰ ارمینیا وهم اقدم من فرق اخری فی المدی. واتفق کلهم علٰی ان عیسٰی اتٰی

دیئے گئے ہیں۔ اور ان کے بعض دوسرے فرقے ہیں جو اسے حرام قرار دیتے ہیں جسے تورات نے حرام قرار دیا اور وہ خنزیر نہیں کھاتے۔مثلاً آرمینیا کے عیسائی اور وہ زمانے کے لحاظ سے دوسرے فرقوں کی نسبت قدیم ترین ہیں۔اور وہ سب اس پر متّفق ہیں کہ عیسیٰؑ اللہ کا فضل لے کر آئے اور موسیٰؑ شریعت لے

بقیة الحاشیة ـلکان ذالک دلیلًا علٰی مدعاهُ و اما بقیة الفاظ هٰذه الاٰیات اعنی لفظ فیه نوروهدًی فلیس هٰذا دلیلًا علی کون الانجیل شریعةً مستقلّةً الیس الزبور وغیره من کتب انبیاء بنی اسرائیل هُدًی للناس أ یوجد فیها ظلمة ولایوجد نور فتفکر ولا تکن من الجاهلین. وانّ النصارٰی قد اتفقوا علٰی ان عیسی بن مریم ما اتاهم بالشریعة وانّا نکتب هٰهنا شهادة جی. اے لیفرائے الذی هوبشپ لاهور اعنی امام قسوس هذه الناحیة وکفاک هذا ان کنت تخشی من سواد الوجه والذلّة. ورأینا ان نکتب علیحدة هذه الشهادة فی الحاشیه. منه

بقیہ حاشیہ۔ بلکہ وَکَانَ النَّصَارٰی یَحْکُمُوْنَ بِالْاِنْجِیْلِ فَقَط فرماتا تو یہ اس کے موقف پر دلیل ہوتی۔ اور جہاں تک ان آیات کے باقی الفاظ کا تعلق ہے یعنی لفظ ’’فِیْهِ نُوْرٌ وَّ هُدًی‘‘ تو یہ انجیل کے مستقل شریعت ہونے پر دلیل نہیں۔کیا زبور اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل کی کتب لوگوں کے لئے ہدایت نہیں تھیں۔کیا ان میں تاریکی پائی جاتی ہے اور نور نہیں پایا جاتا۔پس غور کر اور جاہلوں میں سے نہ بن اور نصاریٰ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عیسٰی بن مریم ان کے پاس شریعت لے کر نہیں آئے اور ہم یہاں جی اے لیفرائے بشپ لاہور یعنی اس علاقے کے پادریوں کے امام کی گواہی درج کرتے ہیں۔اور اگر تو روسیاہی اور ذلت سے ڈرتا ہے تو تیرے لئے یہ کافی ہے اور ہم نے مناسب جانا کہ اس گواہی کو علیحدہ حاشیہ میں درج کریں۔ منه

بفضل من اللّٰہ وان موسٰی اتٰی بالشریعة وسموھما عھد الشریعة وعھد الفضل وسمّوا الاوّل عتیقًا و الاٰخر جدیدًا فاسئلھم ان کنت تشک فی ھٰذا.

کرآئے اورانہوں نے ان دونوں کا نام عہد شریعت اور عہدِ فضل رکھا اور پہلے کا نام انہوں نے عہد نامہ عتیق اور دوسرے کا عہد نامہ جدید رکھا۔ اگر تو اس بارے میں شک میں ہے تو ان سے پوچھ۔

فملخّص کلامنا ان اللّٰہ توجّہ الٰی بنی اسرائیل رحمة منه فاقام سلسلة بموسٰی و اتمّھا بعیسٰی. وھو اٰخرلبنةٍ لھا. ثم توجه الٰی بنی اسماعیل فاقام سلسلة نبینا المصطفٰی. وجعله مثیل الکلیم لیری المقابلة فی کل ما اتٰی. وختم ھٰذہ السلسلة علٰی مثیل عیسٰی. لیتم النعمة علی ھذہ السلسلة کما اتمھا علی السلسلة الاولٰی. وان کانت السلسلة المحمدیة خالیةً من ھٰذا المسیح المحمدی.فتلک اذا قسمةٌ ضیزٰی. ففکروا کل الفکر ولیس النُھٰی الا لھٰذا الامریا اولی النُھٰی. ولا ینجی المرء الاالصدق فاطلبوہ بِدقّ باب الحضرة.واقبلوا علی اللّٰہ کل الاقبال

ہمارے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے بنی اسرائیل کی طرف توجہ فرمائی اور موسیٰؑ سے ایک سلسلہ قائم فرمایا اور عیسیٰؑ پر اسے مکمل کیا اور وہ اس سلسلہ کی آخری اینٹ تھے۔ پھر اللہ نے بنی اسماعیل کی طرف توجہ فرمائی اور ہمارے نبی مصطفیٰؐ کا سلسلہ قائم فرمایا اور آپؐ کو موسیٰ کلیم اللہ کا مثیل بنایا تا کہ وہ ہر عطا میں مقابلہ دکھائے اور اس سلسلہ کو مثیل عیسیٰؑ پر ختم فرمایا تا کہ وہ اس سلسلہ پر بھی یہ نعمت اسی طرح تمام کرے جس طرح اُس نے اِسے پہلے سلسلہ پر تمام کیا تھا اور اگر یہ سلسلہ محمدیہ اس مسیح محمدی سے خالی ہوتا تو تب تو یہ ایک بہت ناقص تقسیم ہوتی۔ پس پوری طرح غور وفکر کرو۔ اور اے عقلمندو! صرف اس امر کے لئے ہی عقل ہے اور صدق ہی انسان کو نجات دیتا ہے۔ پس حضرت باری کے دَر کو کھٹکھٹا کر اُسی سے مانگو اور اس مقصد کے لئے اللہ کی طرف کلیۃً متوجہ ہو جاؤ۔ اور راتوں کے وسط میں

لھٰذہ الخطّۃِ. وادعوہ فی جوف اللیالی وخرّوا باکین للّٰہ ذی العزۃ و الجبروت ولا تمرّوا ضاحکین ھامزین واستعیذوا باللّٰہ من الطاغوت.

یاعباد اللّٰہ تذکروا وتیقظوا فان المسیح الحَکَم قداَتٰی. فاطلبوا العلم السماوی ولا تقوِّموا متاعکم فی حضرۃ المولٰی. وواللّٰہ انّی من اللّٰہ اتیتُ وما افتریتُ وقدخاب من افترٰی. انّ ایّام اللّٰہ قد اَتَتْ وحسراتٌ علی الذی ابٰی. ولا یُفلح المُعرض حیث أَتٰی. والحق والحق اقول ان مجئ المسیح من ھٰذہ الامۃ کان امرا مفعولا من الحضرۃ من مقتضی الغیرۃ. وکان قدّر ظھورہ من یوم الخلقۃ. والسرّفیہ ان اللّٰہ اراد ان یجعل اٰخر الدنیا کأولھا فی نفی الغیر والمحوفی طاعۃ الحضرۃ الاحدیۃ. واسلاک الناس فی سلک الوحدۃ

اُسے پکارو اور خدائے ذوالعزت والجبروت کے آگے روتے ہوئے گر جاؤ۔ اور ٹھٹھا کرتے اور طعن وتشنیع کرتے ہوئے نہ گزرو اور شیطان سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ مانگو۔

اے اللہ کے بندو! نصیحت پکڑو اور بیدار ہو جاؤ کیونکہ مسیح حَکَمْ آ گیا ہے۔ پس آسمانی علم مانگو اور بارگاہِ مولیٰ میں اپنی متاع کو قیمتی نہ جانو۔ اور بخدا میں اللہ کی طرف سے آیا ہوں اور میں نے افترا نہیں کیا، اورنا کام ہوا جس نے افترا کیا۔ یقیناً اللہ کے دن آ گئے اور جس نے انکار کیا اس پر حسرتیں ہیں۔ اور اعراض کرنے والا جدھر سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا اور یہ سچ ہے اور میں سچ ہی کہتا ہوں کہ مسیح کا آنا اسی امت میں سے اللہ کی طرف سے بتقاضائے غیرت اٹل امر تھا اور روزِ ازل سے اس کا ظہور مقدر تھا۔ اور اس میں یہ راز مخفی تھا کہ اللہ نے ارادہ فرمایا کہ نفیِ غیر اور حضرت احدیّت کی طاعت میں فنا ہونے میں دنیا کے آخر کو اوّل کی طرح بنادے۔ اور جبری وحدت کی طرف بلائے جانے کے بعد

الطبعية بعدما دعوا الى الوحدة القهرية. وكان الناس مُفْترقين الى الفرق المختلفة. والأراء المتنوعة. والاهواء المتخالفة. ومطيعين للحكومة الشيطانية الدجالية الظلمانية. وماكانوا منفكين حتى تنزل عليهم فوج من السكينة. والشيطان الذى هو ثعبان قديم ودجال عظيم ماكان مخلصهم من اسره. وكان يريد ان ياكلهم كلهم ويجعلهم وقود النار لانه نظر الٰى ايّامه و رَأى انه مابقى من ايام الانظار الا قليلا فخاف ان يكون من المغلوبين. بمالم يكن من المنظرين اِلّا الٰى هٰذا الحين فراٰى انه هالك باليقين. فاراد اَنْ يصول صولا هوخاتم صولاته وآخر حركاته. فجمع كلما عنده من مكائده وحِيَله وسلاحه وسائر الألات الحربيّة. فتحرك كالجبال السائرة.

لوگوں کو ایک فطری وحدت کی لڑی میں پروئے۔اورلوگ مختلف فرقوں،مختلف النوع آراء اور متخالف خواہشات میں بٹے ہوئے تھے۔ اور شیطانی، دجّالی اور ظالمانہ حکومت کے مطیع تھے اور سکینت کی فوج کے ان پر نزول تک وہ باز آنے والے نہ تھے۔اور شیطان جو قدیم اژدھا اور عظیم دجّال ہے اپنی قید سے انہیں چھوڑنے والا نہیں تھا۔اور وہ چاہتا تھا کہ ان سب کو ہڑپ کر جائے اور انہیں آگ کا ایندھن بنادے کیونکہ اس نے اپنی مہلت کے باقی ماندہ ایام کی طرف دیکھا اور اسے معلوم ہوا کہ مہلت کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں پس وہ مغلوب ہونے سے ڈر گیا کیونکہ وہ اسی وقت تک کے لئے ہی مہلت دیا گیا تھا پس اس نے جان لیا کہ وہ یقیناً ہلاک ہونے والا ہے۔پس اس نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے حملوں میں سے آخری بھرپور حملہ اور آخری تدبیر کرے۔ پس اس نے اپنی سب چالیں، حیلے، اسلحہ اور تمام جنگی آلات جمع کئے۔پس وہ رَواں دَواں پہاڑوں اور متلاطم سمندر کی طرح اپنے پورے لاؤلشکر کے ساتھ

والبحار الزاخرة بجميع افواجه ليدخل حمى الخلافة مع ذُرّياته. فعند ذالک انزل اللّٰه مسيحه من السماء بالحربة السماوية. ليكون بين الكفروالايمان فيصلة القسمة. وانزل معه جنده من اٰياته وملائكة سماواته. فاليوم يوم حرب شديد وقتال عظيم بين الداعى الى اللّٰه وبين الداعى الى غيره. انها حرب ماسمع مثلها فى اول الزمن ولا يسمع بعده. اليوم لايترک الدجال المفتعل ذرة من مكائده الا يستعملها. ولاالمسيح المبتهل ذرة من الاقبال على اللّٰه والتوجه الى المبدء الا ويستوفيها. ويحاربان حربًا شديدًا حتى يعجب قوتهما وشدتهما كُلّ من فى السّمآء وترى الجبال قدمُ المسيح ارسخ من قدمها. والبحار قلبه ارق واجرٰى من

حرکت میں آیا تاکہ وہ اپنی ذرّیت ونسل سمیت خلافت کے مخصوص علاقہ میں داخل ہوجائے۔ تب اللہ نے اپنے مسیح کو آسمان سے آسمانی حربہ کے ساتھ نازل فرمایا۔ تاکہ کفراور ایمان کے درمیان قسمت کا فیصلہ ہو جائے اور اس کے ساتھ اپنے نشانات اور آسمانی فرشتوں کا لشکر نازل فرمایا۔ پس آج داعی الی اللہ اور داعی الی غیراللہ کے درمیان شدید جنگ اور عظیم لڑائی کا دن ہے اور یہ ایسی جنگ ہے جس کی نظیر نہ پہلے زمانوں میں سنی گئی اور نہ اس کے بعد سنی جائے گی۔ آج جھوٹا مکّار دجّال اپنی تدبیروں کے استعمال میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھے گا اور تضرّع کرنے والا مسیح اپنے اقبال الی اللہ اور توجہ الی الخالق کے ایفاء میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گا۔اور دونوں شدید جنگ کریں گے یہاں تک کہ تمام آسمانی وجودوں کو ان کی قوت اور شدت تعجب میں ڈال دے گی اور پہاڑ مسیح کے قدموں کو اپنے سے زیادہ مضبوط پائیں گے اور سمندر اس کے دل کو اپنے پانی سے زیادہ رقت اور روانی

ماء ها. وتكون محاربة شديدة وتنجّر الحرب الى اربعين سنة من يوم ظهور المسيح حتّى يُسْمع دُعاء المسيح لتقواه و صدقه. وتنزل ملائكة النصرة ويجعل اللّٰه الهزيمة على الثعبان وفوجه منة على عبده. فترجع قلوب الناس من الشرك الى التوحيد ومن حب الشيطان الى حب اللّٰه الوحيد. والى المحوية من الغيرية. والى ترک النفس من الاهواء النفسانية. فان الشيطان يدعو الى الهوىٰ والقطيعة والمسيح يدعو الى الاتحاد والمحوية. وبينهما عداوة ذاتية من الازل واذا غلب المسيح فاختتم عند ذالک محاربات كلها التى كانت جارية بين العساكر الرحمانية والعساكر الشيطانية. فهناک يكون اختتام دور هٰذه الدنيا ويستدير الزمان وترجع الفطرت

میں پائیں گے۔ گھمسان کا رَن پڑے گا۔اور مسیح کے ظہور کے دن سے چالیس سال تک جنگ جاری رہے گی یہاں تک کہ مسیح کی دعا اس کے تقویٰ اور صدق کی وجہ سے قبول ہوگی اور نصرت کے فرشتے نازل ہوں گے اور اللہ اپنے بندے پر احسان کرتے ہوئے اس اژدھے (شیطان) اور اس کی فوج کے لئے شکست فاش مقدر کر دے گا اور لوگوں کے دل شرک سے توحید، اور شیطان کی محبت سے خدائے واحد کی محبت، اور غیر اللہ سے خدا میں محویت کی طرف اور نفسانی خواہشات سے زُہد کی طرف لوٹیں گے۔ کیونکہ شیطان نفسانی خواہشات اور خدا سے قطع تعلقی کی طرف بلاتا ہے اور مسیح وحدت اور فنا کی طرف بلاتا ہے اور ان دونوں کے درمیان اَزل سے ذاتی عداوت ہے اور جب مسیح غالب ہوگا تو اس وقت رحمانی اور شیطانی لشکروں کے درمیان جاری سب لڑائیاں ختم ہو جائیں گی۔ تب اس دنیا کے دَور کا اختتام ہوگا اور زمانہ اپنا دائرہ مکمل کرے

الانسانية الی هيئتها الاولٰی. الّا الذين احاطتهم الشقوة الازلية. فاولٰئک من المحرومين. ومن فضل اللّٰه واحسانه انه جعل هٰذا الفتح علٰی يد المسيح المحمدی ليری الناس انه اکمل من المسيح الاسرائيلی فی بعض شيونه وذالک من غيرة اللّٰه التی هيّجها النصاریٰ باطراء مسيحهم. ولما کان شان المسيح المحمدی کذالک فما اکبر شان نبی هو من اُمّتهٖ. اللّٰهم صلّ عليه سلامًا لا يغادر برکة من برکاتک وسَوّد وجوه اعداءه بتائيداتک واٰياتک اٰمين.

الراقم ميرزا غلام احمد من مقام القاديان الفنجاب

لخمس و عشرين من اغسطوس

سنه ۱۹۰۱

گا اور فطرت انسانی اپنی پہلی ہیئت کی طرف لوٹ آئے گی۔ سوائے ان لوگوں کے جنہیں ان کی اَزلی بدبختی نے گھیر رکھا ہے پس یہی لوگ محروم ہیں اور اللہ نے اپنے فضل و احسان سے یہ عظیم الشان فتح مسیح محمدی کے ہاتھ پر مقدر کر دی تا کہ وہ لوگوں کو دکھائے کہ وہ اسرائیلی مسیح سے اپنے اکثر کاموں میں کامل تر ہے۔ اور یہ اللہ کی وہ غیرت ہے جسے نصاریٰ نے اپنے مسیح کی مبالغہ آمیز تعریف سے جوش دلایا۔ اور جب مسیح محمدی کی یہ شان ہے تو اس نبی کی شان کتنی بلند ہے جس کا وہ امتی ہے۔ اے اللہ اس پر ایسا درود وسلام نازل فرما جو تیری برکات میں سے کسی برکت سے خالی نہ ہو اور اپنی تائیدات اور نشانات سے اس کے دشمنوں کے چہرے سیاہ کردے۔ آمین۔

الراقم میرزا غلام احمد

بمقام قادیان۔ پنجاب

۲۵/اگست ۱۹۰۱ء

تتمہ حاشیہ ٹائیٹل پیج متعلقہ خطبہ الہامیہ

Bishops Bourne
Lahore
Aug. 15.01.

Dear Sir,

The Lord Jesus Christ was certainly not a Lawgiver, in the sense in which Moses was, giving a complete descriptive law about such things as clean and unclean food etc. That he did not do this must be evident to any one who reads the New Testament with any care or thought whatever. The Mosaic law of meats etc was given in order to develop in the minds of men who were in a very elementary stage of education and religion, the sense of law, and gradually of Holiness and the reverse. It is therefore called in the New Testament a "Schoolmaster to bring us to Christ" (Gal iii. 24) for it developed a conscience in men which, when awakened,could not find rest in any external or purely ceremonial acts but needed an inner righteousness of heart and life. And it was to bring this that christ came, By His life and death he both

deepened in men's minds the sense of what sin really is and how terrible it is and also showed men how they could be reconciled to God, obtaining forgiveness of sins and also power by the gift of the Holy Spirit to live a new life in real holiness, and in love to God and man. What the characteristics of that new life are, you can see by reading the sermon on the Mount St. Mathew Chapters V-VII.

(اس کا ترجمہ دوسرے صفحہ پر دیکھو)

ترجمہ

از مقام بشپس بورن واقعہ لاہور

مورخہ ۱۵؍اگست ۱۹۰۱ء

جناب

خداوند یسوع مسیح ہرگز شارع نہ تھا جن معنوں میں کہ حضرت موسیٰ صاحب شریعت تھا۔ جس نے ایک کامل مفصل شریعت ایسے امور کے متعلق دی کہ مثلاً کھانے کے لئے حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے وغیرہ۔ کوئی شخص انجیل کو بغیر غور کے سرسری نگاہ سے بھی دیکھے تو اس پر ضرور ظاہر ہو جائے گا کہ یسوع مسیح صاحب شریعت نہ تھا۔

موسیٰ کی شریعت کھانے وغیرہ امور کے متعلق اس واسطے نازل ہوئی تھی کہ انسان کا دل تربیت پا کر شریعت کے مفہوم کو پالے اور رفتہ رفتہ مقدس اور غیر مقدس کو سمجھنے لگے کیونکہ انسان اس وقت تعلیم و مذہب کی ابتدائی منزل میں تھا۔ اس لئے انجیل میں کہا گیا ہے کہ موسیٰ کی شریعت ایک اُستاد تھی جو ہمیں مسیح تک لائی کیونکہ اس شریعت نے انسان کے دل میں ایک ایسی فطرت پیدا کر دی جو کہ ترقی پا کر صرف بیرونی اور رسمی اعمال پر قانع نہ ہوئی بلکہ دل اور رُوح کی اندرونی راستی کی تلاش کرنے والی ہوئی۔ اس راستی کے لانے کے واسطے مسیح آیا۔ اپنی زندگی اور موت کے ذریعہ سے اُس نے لوگوں کے دلوں میں یہ سمجھ ڈال دی کہ گناہ کیا ہے اور وہ کیسا خوفناک ہے اور گناہوں کی معافی حاصل کر کے اور روح القدس کے عطیہ سے ہم تقدس کی نئی زندگی پا کر اور خدا اور انسان کے درمیان محبت قائم کر کے خدا کو پھر راضی کر سکتے ہیں۔ متی باب ۵ و ۷ میں پہاڑی تعلیم کے پڑھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس نئی زندگی کا طرز طریق کیا تھا۔

(دستخط جے اے لیفرائے بشپ لاہور)

﴿۱﴾

ضمیمہ خطبہ الہامیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اشتہار چندۂ منارۃ المسیح

☆

’’بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلندتر محکم افتاد‘‘

(یہ وہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے جس کو شائع ہوئے بیس برس گزر گئے)

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے قادیاں کی مسجد جو میرے والد صاحب مرحوم نے مختصر طور پر دو بازاروں کے وسط میں ایک اونچی زمین پر بنائی تھی اب شوکتِ اسلام کے لئے بہت وسیع کی گئی اور بعض حصہ عمارات کے اَور بھی بنائے گئے ہیں لہٰذا اب یہ مسجد اور رنگ پکڑ گئی ہے۔یعنی پہلے اس مسجد کی وسعت صرف اس قدر تھی کہ بمشکل دو سو آدمی اس میں نماز پڑھ سکتا تھا لیکن اب دو ہزار کے قریب اس میں نماز پڑھ سکتا ہے اور غالباً آئندہ اور بھی یہ مسجد وسیع ہو جائے گی۔ میرے دعوے کی ابتدائی حالت میں اس مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے زیادہ سے زیادہ پندرہ یا بیس آدمی جمع ہوا کرتے تھےلیکن اب خدا تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ تین سو یا چار سو نمازی ایک معمولی اندازہ ہےاور کبھی سات سو یا آٹھ سو تک بھی نمازیوں کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔لوگ دُور دُور سے نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ عجیب خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں نے بہت زور مارا کہ ہمارا سلسلہ ٹوٹ جائے اور درہم برہم ہو جائے لیکن جوں جوں وہ بیخ کنی کے لئے کوشش کرتے گئے اَور بھی ترقی ہوتی گئی اور ایک خارق عادت

طور پر یہ سلسلہ اس ملک میں پھیل گیا۔ سو یہ ایسا امر ہے کہ ان کے لئے جو آنکھیں رکھتے ہیں ایک نشان ہے۔ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا تو ان مولویوں کی کوششوں سے کب کا نابود ہو جاتا۔ مگر چونکہ یہ خدا کا کاروبار اور اس کے ہاتھ سے تھا اس لئے انسانی مزاحمت اس کو روک نہیں سکی۔

﴿ب﴾ اب اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اَور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء ہے ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے اور وہ منارہ تین کاموں کے لئے مخصوص ہو:۔

اوّل یہ کہ تا مؤذن اس پر چڑھ کر پنج وقت بانگِ نماز دیا کرے اور تا خدا کے پاک نام کی اونچی آواز سے دن رات میں پانچ دفعہ تبلیغ ہو اور تا مختصر لفظوں میں پنج وقت ہماری طرف سے انسانوں کو یہ ندا کی جائے کہ وہ ازلی اور ابدی خدا جس کی تمام انسانوں کو پرستش کرنی چاہیے صرف وہی خدا ہے جس کی طرف اس کا برگزیدہ اور پاک رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے سوا نہ زمین میں نہ آسمان میں اَور کوئی خدا نہیں۔

دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا جس کی قریباً ایک سَو روپیہ یا کچھ زیادہ قیمت ہوگی۔ یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے دُور دُور جائے گی۔

تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصے پر ایک بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانسو روپیہ کی قیمت کا ہوگا نصب کر دیا جائے گا تا انسان اپنے وقت کو پہچانیں اور انسانوں کو وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔

یہ تینوں کام جو اس منارہ کے ذریعہ سے جاری ہوں گے ان کے اندر تین حقیقتیں مخفی ہیں۔ اوّل یہ کہ بانگ جو پانچ وقت اونچی آواز سے لوگوں کو پہنچائی جائے گی اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ اب واقعی طور پر وقت آ گیا ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ کی آواز ہر ایک کان تک پہنچے۔ یعنی اب وقت خود بولتا ہے کہ اُس ازلی ابدی زندہ خدا کے سوا جس کی طرف

پاک رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی کی ہے اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں باطل ہیں۔ کیوں باطل ہیں؟ اس لئے کہ اُن کے ماننے والے کوئی برکت اُن سے پا نہیں سکتے۔ کوئی نشان دکھا نہیں سکتے۔

دوسرے وہ لالٹین جو اس منارہ کی دیوار میں نصب کی جائے گی اس کے نیچے حقیقت یہ ہے کہ تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آ گیا اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے تا حقیقت کے طالبوں کے لئے پھر تازگی کے دن آئیں اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے آسمانی روشنی کو دیکھے اور اُس روشنی کے ذریعہ سے غلطیوں سے بچ جائے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آ گیا۔ اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ ﴿ت﴾ صحیح بخاری کو کھولو اور اُس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنی **يَضَعُ الْحَرْبَ** جس کے یہ معنے ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آ چکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔

غرض حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ منارہ بیضاء کے پاس نازل ہوگا اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اُس وقت بباعث دنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت ملاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہنچانا اور ندا کرنا ایسا سہل ہوگا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔ یہ اشارہ ریل اور تار اور اگن بوٹ اور انتظام ڈاک کی طرف تھا جس نے تمام دنیا کو

ایک شہر کی مانند کر دیا۔ غرض مسیح کے زمانہ کے لئے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اُس کی روشنی اور آواز جلد تر دنیا میں پھیلے گی۔ اور یہ باتیں کسی اَور نبی کو میسّر نہیں آئیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کا آنا ایسے زمانہ میں ہوگا جیسا کہ بجلی آسمان کے ایک کنارہ میں چمک کر تمام کناروں کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے یہ بھی اِسی امر کی طرف اشارہ تھا یہی وجہ ہے کہ چونکہ مسیح تمام دنیا کو روشنی پہنچانے آیا ہے اس لئے اُس کو پہلے سے یہ سب سامان دیئے گئے۔ وہ خون بہانے کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے صلح کاری کا پیغام لایا ہے۔ اب کیوں انسانوں کے خون کئے جائیں۔ اگر کوئی سچ کا طالب ہے تو وہ خدا کے نشان دیکھے جو صد ہا ظہور میں آئے اور آرہے ہیں۔ اور اگر خدا کا طالب نہیں تو اُس کو چھوڑ دو اور اس کے قتل کی فکر میں مت ہو کیونکہ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب وہ آخری دن نزدیک ہے جس سے تمام نبی جو دنیا میں آئے ڈراتے رہے۔

غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لئے لگایا جائے گا مسیح کے وقت کیلئے یاد دہانی ہے اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ احادیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ مسیح آنے والا صاحب المَنَارہ ہوگا یعنی اُس کے زمانہ میں اسلامی سچائی بلندی کے انتہا تک پہنچ جائے گی جو اس منارہ کی مانند ہے جو نہایت اونچا ہو۔ اور دین اسلام سب دینوں پر غالب آجائے گا اُسی کے مانند جیسا کہ کوئی شخص جب ایک بلند منار پر اذان دیتا ہے تو وہ آواز تمام آوازوں پر غالب آجاتی ہے۔ سو مقدّر تھا کہ ایسا ہی مسیح کے دنوں میں ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ [1]۔ یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے اور اسلامی حجت کی وہ بلند آواز جس کے نیچے تمام آوازیں دب جائیں وہ ازل سے مسیح کے لئے خاص کی گئی ہے اور قدیم سے مسیح موعود کا قدم اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے جس سے بڑھ کر اَور کوئی عمارت اونچی نہیں۔ اِسی کی طرف براہین احمدیہ کے اس الہام میں اشارہ ہے جو کتاب مذکور ﴿ث﴾

[1] الصّف:۱۰

کے صفحہ ۵۲۲ میں درج ہے۔اور وہ یہ ہے:-’’بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلندتر محکم افتاد‘‘۔ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد بھی مسجد اقصٰی ہے کیونکہ وہ صدر اسلام سے دُور تر اور انتہائی زمانہ پر ہے۔اور ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصٰی کے شرقی منارہ کے قریب ہوگا۔☆

☆ حاشیہ

بعض احادیث میں یہ پایا جاتا ہے کہ دمشق کے مشرقی طرف کوئی منارہ ہے جس کے قریب مسیح کا نزول ہوگا۔سو یہ حدیث ہمارے مطلب سے کچھ منافی نہیں ہے کیونکہ ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ ہمارا یہ گاؤں جس کا نام قادیاں ہے اور ہماری یہ مسجد جس کے قریب منارہ طیار ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہی واقع ہیں۔حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ منارہ دمشق سے ملحق اور اُس کی ایک جزو ہوگا بلکہ اس کے شرقی طرف واقع ہوگا۔ پھر دوسری حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ مسجد اقصٰی کے قریب مسیح کا نزول ہوگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ منارہ یہی مسجد اقصٰی کا منارہ ہے اور دمشق کا ذکر اُس غرض کے لئے ہے جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔اور مسجد اقصٰی سے مراد اس جگہ یروشلم کی مسجد نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے جو باعتبار بُعد زمانہ کے خدا کے نزدیک مسجد اقصٰی ہے۔ اس سے کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ جس مسجد کی مسیح موعود بنا کرے وہ اس لائق ہے کہ اس کو مسجد اقصٰی کہا جائے جس کے معنے ہیں **مسجد اَبعد**۔کیونکہ جب کہ مسیح موعود کا وجود اسلام کے لئے ایک انتہائی دیوار ہے اور مقرر ہے کہ وہ آخری زمانہ میں اور بعید تر حصۂ دنیا میں آسمانی برکات کے ساتھ نازل ہوگا۔اس لئے ہر ایک مسلمان کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کی مسجد مسجد اقصٰی ہے کیونکہ اسلامی زمانہ کا خط ممتد جو ہے اس کے انتہائی نقطہ پر مسیح موعود کا وجود ہے لہٰذا مسیح موعود کی مسجد پہلے زمانہ سے جو صدر اسلام ہے بہت ہی بعید ہے۔ سو اس وجہ سے مسجد اقصٰی کہلانے کے لائق ہے اور اس مسجد اقصٰی کا منارہ اس

اَب اے دوستو! یہ منارہ اس لئے طیار کیا جاتا ہے کہ تا حدیث کے موافق مسیح موعود کے زمانہ کی یادگار رہو اور نیز وہ عظیم پیشگوئی پوری ہو جائے جس کا ذکر قرآن شریف کی اِس آیت میں ہے کہ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ

بقیہ حاشیہ

لائق ہے کہ تمام میناروں سے اونچا ہو کیونکہ یہ منارہ مسیح موعود کے احقاقِ حق اور صَرفِ ہمت اور اتمامِ حجّت اور اعلاء ملّت کی جسمانی طور پر تصویر ہے پس جیسا کہ اسلامی سچائی مسیح موعود کے ہاتھ سے اعلیٰ درجہ کے ارتفاع تک پہنچ گئی ہے اور مسیح کی ہمت ثریا سے ایمان گم گشتہ کو واپس لا رہی ہے اسی کے مطابق یہ مینار بھی روحانی امور کی عظمت ظاہر کر رہا ہے۔ وہ آواز جو دنیا کے ہر چہار گوشہ میں پہنچائی جائے گی وہ روحانی طور پر بڑے اونچے مینار کو چاہتی ہے۔ قریباً بیس برس ہوئے کہ مَیں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کا یہ کلام جو میری زبان پر جاری کیا گیا لکھا تھا۔ یعنی یہ کہ انا انزلناہ قریبًا من القادیان. وبالحق انزلناہ وبالحق نزل صدق اللّٰہ ورسولہ وکان امر اللّٰہ مفعولا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸۔ یعنی ہم نے اس مسیح موعود کو قادیان میں اتارا ہے اور وہ ضرورتِ حقہ کے ساتھ اُتارا گیا اور ضرورت حقہ کے ساتھ اترا۔ خدا نے قرآن میں اور رسول نے حدیث میں جو کچھ فرمایا تھا وہ اُس کے آنے سے پورا ہوا۔ اس الہام کے وقت جیسا کہ مَیں کئی دفعہ لکھ چکا ہوں مجھے کشفی طور پر یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ یہ الہام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے اور اس وقت عالم کشف میں میرے دل میں اس بات کا یقین تھا کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے۔ یعنی مکّہ اور مدینہ اور قادیاں کا۔ اس بات کو قریباً بیس برس ہو گئے جبکہ مَیں نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا اب اس رسالہ کی تحریر کے وقت میرے پر یہ منکشف ہوا کہ جو کچھ براہین احمدیہ میں قادیان کے بارے میں کشفی طور پر مَیں نے لکھا یعنی یہ کہ اس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے درحقیقت یہ صحیح بات ہے کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ

﴿ج﴾

الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ [1]۔ اور جس کے منارہ کا ذکر حدیث میں بھی ہے کہ مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔ دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے اس غرض سے ہے کہ تین خدا بنانے کی تخم ریزی اوّل دمشق سے شروع ہوئی ہے اور مسیح موعود کا نزول اِس ﴿ج﴾

بقیہ حاشیہ

قرآن شریف کی یہ آیت کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا☆۔ پس اس پہلو کے رو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیاں میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے۔ **مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیه**۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا قرآن شریف کی آیت بَارَکْنَا حَوْلَهٗ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ۔ اس آیت کے ایک تو وہی معنے ہیں جو علماء میں مشہور ہیں یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانی معراج کا یہ بیان ہے۔ مگر

☆ حاشیہ در حاشیہ

شوکت اسلامی کا زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا اس کا اثر غالب یہ تھا کہ حضرت موسیٰ کی طرح مومنوں کو کفار کے حملہ سے نجات دی اس لئے بیت اللہ کا نام بھی بیت آمن رکھا گیا۔ لیکن زمانہ برکات کا جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اس کا یہ اثر ہے کہ ہر قسم کے آرام زمین میں پیدا ہو جائیں اور نہ صرف امن بلکہ عیش رغد بھی حاصل ہو۔ **منه**

[1] بنی اسرائیل: ۲

غرض سے ہے کہ تا تین کے خیالات کو محو کر کے پھر ایک خدا کا جلال دنیا میں قائم کرے۔ پس اِس ایما کے لئے بیان کیا گیا کہ مسیح کا منارہ جس کے قریب اس کا نزول ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہے۔ اور یہ بات صحیح بھی ہے کیونکہ قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے جو لاہور سے ﴿ح﴾

بقیہ حاشیہ

کچھ شک نہیں کہ اس کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک زمانی معراج بھی تھا جس سے یہ غرض تھی کہ تا آپ کی نظر کشفی کا کمال ظاہر ہو اور نیز ثابت ہو کہ مسیحی زمانہ کے برکات بھی درحقیقت آپ ہی کے برکات ہیں جو آپ کی توجہ اور ہمّت سے پیدا ہوئی ہیں۔ اسی وجہ سے مسیح ایک طور سے آپ ہی کا روپ ہے۔ اور وہ معراج یعنی بلوغ نظر کشفی دنیا کی انتہا تک تھا جو مسیح کے زمانہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس معراج میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام سے مسجد اقصٰی تک سیر فرما ہوئے وہ مسجد اقصٰی یہی ہے جو قادیاں میں بجانب مشرق واقع ہے جس کا نام خدا کے کلام نے مبارک رکھا ہے۔ یہ مسجد جسمانی طور پر مسیح موعود کے حکم سے بنائی گئی ہے اور روحانی طور پر مسیح موعود کے برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطور موہبت ہیں اور جیسا کہ مسجد الحرام کی روحانیت حضرت آدم اور حضرت ابراہیم کے کمالات ہیں اور بیت المقدس کی روحانیت انبیاء بنی اسرائیل کے کمالات ہیں ایسا ہی مسیح موعود کی یہ مسجد اقصٰی جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے اس کے روحانی کمالات کی تصویر ہے۔ ﴿ح﴾

پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج میں زمانہ گذشتہ کی طرف صعود ہے اور زمانہ آئندہ کی طرف نزول ہے اور ماحصل اس معراج کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیر الاولین والآخرین ہیں۔ معراج جو مسجد الحرام سے شروع ہوا اِس میں یہ اشارہ ہے کہ صفی اللہ آدم کے تمام کمالات اور ابراہیم خلیل اللہ کے تمام کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے اور پھر اس جگہ سے قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکانی سیر

گوشہ مغرب اور جنوب میں واقع ہے وہ دمشق سے ٹھیک شرقی جانب پڑی ہے۔ ﴿خ﴾
پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ منارۃ المسیح بھی دمشق سے شرقی جانب واقع ہے۔ ہر ایک
طالبِ حق کو چاہیے کہ دمشق کے لفظ پر خوب غور کرے کہ اِس میں حکمت کیا ہے کہ یہ

بقیہ حاشیہ

کے طور پر بیت المقدس کی طرف گیا اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام اسرائیلی نبیوں کے کمالات بھی موجود ہیں۔ اور پھر اس جگہ سے قدم آنجناب علیہ السلام زمانی سیر کے طور پر اس مسجد اقصٰی تک گیا جو مسیح موعود کی مسجد ہے یعنی کشفی نظر اس آخری زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ کہلاتا ہے پہنچ گئی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو کچھ مسیح موعود کو دیا گیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود ہے۔ اور پھر قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی سیر کے طور پر اوپر کی طرف گیا اور مرتبہ قَابَ قَوْسَیْن کا پایا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر صفاتِ الٰہیہ اتم اور اکمل طور پر تھے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قسم کا معراج یعنی مسجد الحرام سے مسجد اقصٰی تک جو زمانی مکانی دونوں رنگ کی سیر تھی اور نیز خدا تعالیٰ کی طرف ایک سیر تھا جو مکان اور زمان دونوں سے پاک تھا۔ اس جدید طرز کی معراج سے غرض یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیر الاولین والآخرین ہیں اور نیز خدا تعالیٰ کی طرف سیران کا اس نقطہ ارتفاع پر ہے کہ اِس سے بڑھ کر کسی انسان کو گنجائش نہیں۔ مگر اس حاشیہ میں ہماری صرف یہ غرض ہے کہ جیسا کہ آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں کشفی طور پر لکھا گیا تھا کہ قرآن شریف میں قادیاں کا ذکر ہے۔ یہ ﴿خ﴾ کشف نہایت صحیح اور درست تھا کیونکہ زمانی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج اور مسجد اقصٰے کی طرف سیر مسجد الحرام سے شروع ہو کر یہ کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا جب تک ایسی مسجد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر تسلیم نہ کیا جائے جو باعتبار بُعد زمانہ کے مسجد اقصٰی ہو۔ اور ظاہر ہے کہ مسیح موعود کا وہ زمانہ ہے جو اسلامی سمندر کا بمقابلہ زمانہ

﴿۶﴾ لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود دمشق کے شرقی طرف نازل ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی قرار داد باتیں صرف امور اتفاقیہ نہیں ہو سکتے بلکہ ان کے نیچے اسرار اور رموز ہوتے ہیں وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی تمام باتیں رموز اور اسرار سے پُر ہیں۔

بقیہ حاشیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا کنارہ ہے ابتدا سیر کا جو مسجد الحرام سے بیان کیا گیا اور انتہا سیر کا جو اس بہت دُور مسجد تک مقرر کیا گیا جس کے اردگرد کو برکت دی گئی۔ یہ برکت دینا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شوکتِ اسلام ظاہر کی گئی اور حرام کیا گیا کہ کفار کا دست تعدّی اسلام کو مٹا دے جیسا کہ آیت وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا[1] سے ظاہر ہے۔ لیکن زمانہ مسیح موعود میں جس کا دوسرا نام مہدی بھی ہے تمام قوموں پر اسلام کی برکتیں ثابت کی جائیں گی اور دکھلایا جائے گا کہ ایک اسلام ہی بابرکت مذہب ہے جیسا کہ بیان کیا گیا کہ وہ ایسا برکات کا زمانہ ہوگا کہ دنیا میں صلح کاری کی برکت پھیلے گی اور آسمان اپنے نشانوں کے ساتھ برکتیں دکھلائے گا اور زمین میں طرح طرح کے پھلوں کے دستیاب ہونے اور طرح طرح کے آراموں سے اس قدر برکتیں پھیل جائیں گی جو اس سے پہلے کبھی نہیں پھیلی ہوں گی۔ اسی وجہ سے مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ کا نام احادیث میں زمان البرکات ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہزار ہانئی ایجادوں نے کیسی زمین پر برکتیں اور آرام پھیلا دیئے ہیں کیونکہ ریل کے ذریعہ سے مشرق اور مغرب کے میوے ایک جگہ اکٹھے ہو سکتے ہیں اور تار کے ذریعہ سے ہزاروں کوسوں کی خبریں پہنچ جاتی ہیں۔ سفر کی وہ تمام مصیبتیں یکدفعہ دُور ہو گئیں جو پہلے زمانوں میں تھیں۔

غرض اس زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ زمان التائیدات اور دفع الآفات تھا اور اُس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا بھاری مقصد دفع شر تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُس زمانہ میں اسلام کو اپنے قوی ہاتھ سے دشمنوں سے بچایا اور دشمنوں کو یوں ہانک دیا جیسا کہ ایک مرد مضبوط اپنی لاٹھی سے کتّوں کو ہانک دیتا ہے۔

[1] ال عمران:۹۸

اب ہمارے مخالف گو اس دمشقی حدیث کو بار بار پڑھتے ہیں مگر وہ اس کا جواب نہیں دے سکتے کہ یہ جو اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ مسیح موعود دمشق کی شرقی طرف کے منارہ کے قریب نازل ہوگا اس میں کیا بھید ہے بلکہ انہوں نے محض ایک کہانی کی طرح

بقیہ حاشیہ

پس چونکہ مسیح اور مہدی موعود کا زمانہ زمان البرکات تھا اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس کے حق میں فرمایا بَارَکْنَا حَوْلَہٗ یعنی مسیح موعود کی فرودگاہ کے اردگرد جہاں نظر ڈالو گے ہر طرف سے برکتیں نظر آئیں گی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ زمین کیسی آباد ہوگئی باغ کیسے بکثرت ہوگئے نہریں کیسی بکثرت جاری ہوگئیں تمدنی آرام کی چیزیں کیسی کثرت سے موجود ہوگئیں۔ پس یہ زمینی برکات ہیں۔ اور جیسے اس زمانہ میں زمینی اور آسمانی برکتیں بکثرت ظاہر ہوگئی ہیں ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تائیدات کا بھی ایک دریا چل رہا تھا۔

فحاصل البيان ان الزمان زمانان. زمان التائيدات و دفع الأفات و زمان البركات و الطيبات و اليه اشار عزاسمه بقوله سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ فاعلم ان لفظ مسجد الحرام فى قوله تعالىٰ يدل علىٰ زمانٍ فيه ظهرت عزة ﴿د﴾
حرمات الله بتائيد من اللّٰه وظهرت عزة حدوده واحكامه و فرائضه وتَراء ت شوكة دينه ورعب ملّته. وهو زمان نبينا صلى اللّٰه عليه وسلم. والمسجد الحرام البيت الذى بناه ابراهيم عليه السلام فى مكة وهو موجود الىٰ هٰذا الوقت حرسه اللّٰه من كلّ آفة. واما قوله عزّاسمه بعد هٰذا القول اعنى اَلْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ فيدلّ علىٰ زمانٍ فيه يظهر بركاتٍ فى الارض من كل جهة كما ذكرناه انفا وهو زمان المسيح الموعود والمهدى المعهود والمسجد الاقصىٰ هو المسجد الذى بناه المسيح الموعود فى القاديان

اِس حدیث کو سمجھ لیا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ کہانی نہیں ہے اور خدا تعالیٰ لغو کاموں سے پاک ہے بلکہ اس حدیث کے ان الفاظ میں جو اول دمشق کا ذکر فرمایا اور پھر اس کے شرقی طرف ایک منارہ قرار دیا ایک عظیم الشان راز ہے اور وہ وہی ہے جو ابھی ہم بیان کر چکے ہیں۔ یعنی یہ کہ تثلیث اور تین خداؤں کی بنیاد دمشق سے ہی پڑی تھی۔ کیا ہی منحوس وہ دن تھا جب پولوس یہودی ایک خواب کا منصوبہ بنا کر دمشق میں داخل ہوا اور بعض سادہ لوح عیسائیوں کے پاس یہ ظاہر کیا کہ خداوند مسیح مجھے دکھائی دیا اور اس تعلیم کے شائع کرنے کیلئے ارشاد فرمایا کہ گویا وہ بھی ایک خدا ہے بس وہی خواب تثلیث کے مذہب کی تخم ریزی تھی۔ غرض یہ شرکِ عظیم کا کھیت اول دمشق میں ہی بڑھا اور پھولا اور پھر یہ زہر اَور اَور جگہوں میں پھیلتی گئی۔ پس چونکہ خدا تعالیٰ کو معلوم تھا کہ انسان کو خدا بنانے کا بنیادی پتھر اول دمشق میں ہی رکھا گیا اِس لئے خدا نے اُس زمانہ کے ذکر کے وقت کہ جب غیرت خداوندی اس باطل تعلیم کو نابود کرے گی پھر دمشق کا ذکر فرمایا اور کہا کہ مسیح کا منارہ یعنی اُس کے نور کے ظاہر ہونے کی جگہ دمشق کی مشرقی طرف ہے۔ اِس عبارت سے یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ منارہ دمشق کی

بقیہ حاشیہ

سُمّی اَقْصٰی لبُعْدہ من زمان النبوّۃ ولماوقع فی اقصٰی طرفٍ من زمن ابتداء الاسلام فتدبر ھٰذا المقام فانہ اودع اسرارًا من اللّٰہ العلام.

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج تین قسم پر منقسم ہے۔ سیر مکانی اور سیر زمانی اور سیر لا مکانی ولا زمانی سَیر مکانی میں اشارہ ہے طرف غلبہ اور فتوحات پر یعنی یہ اشارہ کہ اسلامی ملک مکہ سے بیت المقدس تک پھیلے گا۔ اور سیر زمانی میں اشارہ ہے طرف تعلیمات اور تاثیرات کے یعنی یہ کہ مسیح موعود کا زمانہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات سے تربیت یافتہ ہوگا جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ[1]۔ اور سیر لا مکانی ولا زمانی میں اشارہ ہے طرف اعلیٰ درجہ کے قُربِ اللہ اور مدانات کی جس پر دائرہ امکانِ قرب کا ختم ہے۔ فافھم. منہ

[1] الجمعة: ۴

ایک جُز ہے اور دمشق میں واقع ہے جیسا کہ بدقسمتی سے سمجھا گیا بلکہ مطلب یہ تھا کہ مسیح موعود کا نور آفتاب کی طرح دمشق کے مشرقی جانب سے طلوع کر کے مغربی تاریکی کو دُور کرے گا اور یہ ایک لطیف اشارہ تھا کیونکہ مسیح کے منارہ کو جس کے قریب اس کا نزول ہے دمشق کے مشرقی طرف قرار دیا گیا اور دمشقی تثلیث کو اس کے مغربی طرف رکھا اور اس طرح آنے والے زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی کی کہ جب مسیح موعود آئے گا تو آفتاب کی طرح جو مشرق سے نکلتا ہے ظہور فرمائے گا اور اس کے مقابل پر تثلیث کا چراغ مردہ جو مغرب کی طرف واقع ہے دن بدن پژمردہ ہوتا جائے گا کیونکہ مشرق سے نکلنا خدا کی کتابوں سے اقبال کی نشانی قرار دی گئی ہے اور مغرب کی طرف جانا ادبار کی نشانی اور اسی نشانی کی طرف ایما کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قادیاں کو جو مسیح موعود کا نزول گاہ ہے دمشق سے مشرق کی طرف آباد کیا اور دمشق کو اُس سے مغرب کی طرف رکھا۔ بڑا دھوکا ﴿ز﴾ ہمارے مخالفوں کو یہ لگا ہے کہ انہوں نے حدیث کے لفظوں میں یہ دیکھ کر کہ مسیح موعود اس منارہ کے قریب نازل ہوگا جو دمشق کی شرقی طرف ہے یہ سمجھ لیا کہ وہ منارہ دمشق میں ہی واقع ہے حالانکہ دمشق میں ایسے منارہ کا وجود نہیں اور یہ خیال نہیں کیا کہ اگر کہا جائے کہ اگر مثلاً فلاں جگہ فلاں شہر کے شرقی طرف ہے تو کیا ہمیشہ اس سے یہ مراد ہوا کرتا ہے کہ وہ جگہ اس شہر سے پیوستہ ہے؟ اور اگر حدیث میں ایسے لفظ بھی ہوتے جن سے قطعی طور پر یہی سمجھا جاتا کہ وہ منارہ دمشق کے ساتھ پیوستہ ہے اور دوسرے احتمال کی راہ نہ ہوتی تاہم ایسا بیان دوسرے قرائن کے مقابل پر قابل قبول نہ ہوتا۔ مگر اب چونکہ حدیث پر غور کرنے سے صاف طور پر سمجھ آتا ہے کہ اس حدیث کا صرف یہ منشا ہے کہ وہ منارہ دمشق کی شرقی طرف ہے نہ درحقیقت اُس شہر کا ایک حصّہ تو دیانت سے بعید اور عقلمندی سے دُور ہے کہ خدا تعالیٰ کی اُن حکمتوں اور بھیدوں کو نظر انداز کر کے جن کو ہم نے اس اشتہار میں بیان کر دیا ہے بے وجہ اس بات پر زور ڈالا جائے کہ وہ منارہ جس کے قریب مسیح کا نزول ہے وہ دمشق میں واقع ہے

بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منارہ سے اُس مسجد اقصیٰ کا منارہ مُراد لیا ہے جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے یعنی مسیح موعود کی مسجد جو حال میں وسیع کی گئی ہے اور عمارت بھی زیادہ کی گئی اور یہ مسجد فی الحقیقت دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اور یہ مسجد صرف اس غرض سے وسیع کی گئی اور بنائی گئی ہے کہ تا دمشقی مفاسد کی اصلاح کرے۔ اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیثِ نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارۃ المسیح کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لئے مدد کریں گے مَیں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے۔ اور مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر خرچ کرنا ہرگز ہرگز ان کے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے اور مع سود واپس لیں گے۔ کاش ان کے دل سمجھیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے۔ جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے اُس نے اِس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مُردہ حالت میں اِسی جگہ سے زندگی کی رُوح پھونکی جائے گی اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا۔ مگر یہ فتح اُن ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی جو انسان بناتے ہیں بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے جس حربہ سے فرشتے کام لیتے ہیں۔

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اُس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد

تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ ﴿ر﴾

پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ اُسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے۔ اِس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی وہ ہمارے سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے۔

لہٰذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جائے وہ اس سے نیکی کرتا ہے ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اُس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک نیکی اور بدی نیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پس چاہیے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو تا تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ۔

یہ اشتہار منارہ کے بننے کے لئے لکھا گیا ہے مگر یاد رہے کہ مسجد کی بعض جگہ کی عمارات بھی ابھی نادرست ہیں اس لئے یہ قرار پایا ہے کہ جو کچھ منارۃ المسیح کے مصارف میں سے بچے گا وہ مسجد کی دوسری عمارت پر لگا دیا جائے گا۔ یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ دلوں کو کھولو اور خدا کو راضی کرو۔ یہ روپیہ بہت سی برکتیں ساتھ لے کر پھر آپ لوگوں کی طرف واپس آئے گا مَیں اِس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ اور ختم کرتا ہوں اور خدا کے سپرد۔

بالآخر مَیں ایک ضروری امر کی طرف اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس منارہ میں ہماری یہ بھی غرض ہے کہ مینار کے اندر یا جیسا کہ مناسب ہو ایک گول کمرہ یا کسی اور وضع کا کمرہ بنا دیا جائے جس میں کم سے کم سو آدمی بیٹھ سکے اور یہ کمرہ وعظ اور مذہبی تقریروں کے لئے کام آئے گا کیونکہ ہمارا ارادہ ہے کہ سال میں ایک یا دو دفعہ قادیاں میں مذہبی تقریروں کا ایک جلسہ ہوا کرے اور اُس جلسہ میں ہر ایک شخص مسلمانوں اور ہندوؤں اور آریوں اور عیسائیوں اور سکھوں میں سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے مگر یہ شرط ہوگی کہ دوسرے مذہب پر کسی قسم کا حملہ نہ کرے فقط اپنے مذہب اور اپنے مذہب کی تائید میں جو چاہے تہذیب سے کہے اس لئے لکھا جاتا ہے کہ ہمارے دوست اس اشتہار کو ہر ایک کاریگر معمار کو دکھلائیں اور اگر وہ کوئی عمدہ نمونہ اس مینارہ کا جس میں دونوں مطلب مذکورہ بالا پورے ہوسکتے ہوں تو بہت جلد ہمیں اس سے اطلاع دیں۔

والسلام

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیاں

۲۸؍مئی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیاں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

يَاعِبَادَ اللّٰهِ فَكِّرُوْا فِيْ
يَوْمِكُمْ هٰذَا يَوْمِ الْاَضْحٰى .
فَاِنَّهٗ اُوْدِعَ اَسْرَارًا لِّاُولِي
النُّهٰى وَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ فِيْ هٰذَا
الْيَوْمِ يُضَحّٰى بِكَثِيْرٍ مِنَ
الْعَجْمَاوَاتِ. وَتُنْحَرُ اٰبَالٌ
مِّنَ الْجِمَالِ وَ خَنَاطِيْلُ مِنَ
الْبَقَرَاتِ . وَتُذْبَحُ اَقَاطِيْعُ
مِنَ الْغَنَمِ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ
رَبِّ الْكَائِنَاتِ . وَ كَذَالِكَ
يُفْعَلُ مِنِ ابْتِدَاءِ زَمَانِ
الْاِسْلَامِ . اِلٰى هٰذِهِ الْاَيَّامِ
وَ ظَنِّيْ اَنَّ الْاَضَاحِيَ فِيْ
شَرِيْعَتِنَا الْغَرَّاءِ . قَدْخَرَجَتْ
مِنْ حَدِّ الْاِحْصَاءِ. وَفَاقَتْ
ضَحَايَا الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ

اے خدا کے بندو! اپنے اس دن میں
که جو بقر عید کا دن ہے غور کرو اور
سوچو کیونکه اِن قربانیوں میں عقلمندوں کے
لئے بھید پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔ اور آپ
لوگوں کو معلوم ہے که اس دن بہت سے
جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور کئی گلے
اونٹوں کے اور کئی گلے گائیوں کے ذبح
کرتے ہیں۔ اور کئی ریوڑ بکریوں کے
قربانی کرتے ہیں اور یه سب کچھ خدا
تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کیا جاتا ہے۔
اور اسی طرح زمانۂ اسلام کے ابتدا سے
ان دنوں تک کیا جاتا ہے۔ اور میرا
گمان ہے که یه قربانیاں جو ہماری اس ﴿۲﴾
روشن شریعت میں ہوتی ہیں احاطہ شمار سے
باہر ہیں۔ اور ان کو اُن قربانیوں پر
سبقت ہے که جو نبیوں کی پہلی امتوں کے لوگ

مِنْ اُمَمِ الْاَنْبِيَاءِ . وَ بَلَغَتْ
كَثْرَةُ الذَّبَائِحِ اِلٰى حَدٍّ غُطِّيَ
بِهٖ وَجْهُ الْاَرْضِ مِنَ الدِّمَاءِ .
حَتّٰى لَوْجُمِعَتْ دِمَاءُ هَا وَاُرِيْدَ
اِجْرَاءُ هَا لَجَرَتْ مِنْهَا الْاَنْهَارُ .
وَ سَالَتِ الْبِحَارُ وَفَاضَتِ
الْغُدْرُ وَالْاَوْدِيَةُ الْكِبَارُ . وَ
قَدْ عُدَّ هٰذَا الْعَمَلُ فِيْ مِلَّتِنَا
مِمَّا يُقَرِّبُ اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ.
﴿۳﴾ وَحُسِبَ كَمَطِيَّةٍ تُحَاكِي
الْبَرْقَ فِي السَّيْرِ وَ لُمْعَانَهٗ.
فَلِاَجْلِ ذَالِكَ سُمِّيَ الضَّحَايَا
قُرْبَانًا . بِمَا وَرَدَ اِنَّهَا تَزِيْدُ
قُرْبًا وَلُقْيَانًا. كُلَّ مَنْ قَرَّبَ
اِخْلَاصًا وَتَعَبُّدًا وَاِيْمَانًا .
وَ اِنَّهَا مِنْ اَعْظَمِ نُسُكِ
الشَّرِيْعَةِ . وَلِذَالِكَ سُمِّيَتْ
بِالنَّسِيْكَةِ .وَالنُّسُكُ اَلطَّاعَةُ
وَالْعِبَادَةُ فِي اللِّسَانِ الْعَرَبِيَّةِ .
وَكَذَالِكَ جَاءَ لَفْظُ النُّسُكِ
بِمَعْنَى ذَبْحِ الذَّبِيْحَةِ . فَهٰذَا
الْاِشْتَرَاكُ يَدُلُّ قَطْعًا

کیا کرتے تھے اور قربانیوں کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ان کے خونوں سے زمین کا منہ چھپ گیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اُن کے خون جمع کئے جائیں اور اُن کے جاری کرنے کا ارادہ کیا جائے تو البتہ ان سے نہریں جاری ہو جائیں اور دریا بہ نکلیں اور زمین کے تمام نشیبوں اور وادیوں میں خون رواں ہونے لگے۔ اور یہ کام ہمارے دین میں ان کاموں میں سے شمار کیا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں اور اُس سواری کی طرح یہ سمجھے گئے ہیں کہ جو اپنی سیر میں بجلی سے مشابہ ہو جس کو بجلی کی چمک سے مماثلت حاصل ہو اور اسی وجہ سے ان ذبح ہونیوالے جانوروں کا نام قربانی رکھا گیا کیونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ قربانیاں خدا تعالیٰ کے قرب اور ملاقات کا موجب ہیں اس شخص کے لئے کہ جو قربانی کو اخلاص اور خدا پرستی اور ایمان داری سے ادا کرتا ہے اور یہ قربانیاں شریعت کی بزرگتر عبادتوں میں سے ہیں اور اسی لئے قربانی کا نام عربی میں نسیکة ہے اور نُسُک کا لفظ عربی زبان میں فرمانبرداری اور بندگی کے معنوں میں آتا ہے۔ اور ایسا ہی یہ لفظ یعنی نُسُک اُن جانوروں کے ذبح کرنے پر بھی زبان مذکور میں استعمال پاتا ہے جن کا ذبح کرنا مشروع ہے۔ پس یہ اشتراک کہ جو نُسُک کے معنوں میں پایا جاتا ہے قطعی طور پر اس

عَلٰى اَنَّ الْعَابِدَ فِى الْحَقِيْقَةِ
هُوَ الَّذِىْ ذَبَحَ نَفْسَهٗ وَ قُوَاهُ .
وَكُلَّ مَنْ اَصْبَاهُ لِرِضٰى
رَبِّ الْخَلِيْقَةِ وَ ذَبَّ الْهَوٰى .
حَتّٰى تَهَافَتَ وَانْمَحٰى .
وَ ذَابَ وَغَابَ وَاخْتَفٰى .
وَهَبَّتْ عَلَيْهِ عَوَاصِفُ
الْفَنَاءِ . وَسَفَتْ ذَرَّاتِهٖ
شَدَائِدُ هٰذِهِ الْهَوْجَاءِ .
وَمَنْ فَكَّرَ فِىْ هٰذَيْنِ
الْمَفْهُوْمَيْنِ الْمُشْتَرِكَيْنِ .
وَتَدَبَّرَ الْمَقَامَ بِتَيَقُّظِ الْقَلْبِ
وَفَتْحِ الْعَيْنَيْنِ . فَلَا يَبْقٰى
لَهٗ خِفَاءٌ وَلَا مِرَاءٌ . فِىْ
اَنَّ هٰذَا اِيْمَاءٌ . اِلٰى اَنَّ
الْعِبَادَةَ الْمُنْجِيَةَ مِنَ
الْخَسَارَةِ . هِىَ ذَبْحُ
النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ . وَنَحْرُهَا
بِمُدَى الْاِنْقِطَاعِ اِلَى اللّٰهِ
ذِى الْاٰلَاءِ وَ الْاَمْرِ وَ
الْاِمَارَةِ . مَعَ تَحَمُّلِ
اَنْوَاعِ الْمَرَارَةِ . لِتَنْجُوَ

بات پر دلالت کرتا ہے کہ حقیقی پرستار اور سچا عابد وہی شخص ہے
جس نے اپنے نفس کو مع اس کی تمام قوتوں اور مع اس کے اُن ﴿۴﴾
محبوبوں کے جن کی طرف اُس کا دِل کھینچا گیا ہے اپنے رب کی
رضا جوئی کیلئے ذبح کر ڈالا ہے۔ اور خواہش نفسانی کو دفع کیا
یہاں تک کہ تمام خواہشیں پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں اور نابود
ہوگئیں اور وہ خود بھی گداز ہوگیا اور اس کے وجود کا کچھ نمود نہ رہا اور
چھپ گیا اور فنا کی تُند ہوائیں اس پر چلیں اور اس کے وجود کے
ذرّات کو اس ہوا کے سخت دھکّے اُڑا کر لے گئے ۔ اور جس شخص
نے ان دونوں مفہوموں میں کہ جو باہم نُسک کے لفظ
میں مشارکت رکھتے ہیں غور کی ہوگی اور اس مقام کو تدبّر کی نگاہ
سے دیکھا ہوگا اور اپنے دل کی بیداری اور دونوں آنکھوں کے
کھولنے سے پیش و پس کو زیر نظر رکھا ہوگا پس اُس پر پوشیدہ نہیں
رہے گا اور اس امر میں کسی قسم کی نزاع اس کے دامن کو نہیں
پکڑے گی کہ یہ دو معنوں کا اشتراک کہ جو نُسک کے لفظ میں
پایا جاتا ہے اس بھید کی طرف اشارہ ہے کہ وہ عبادت جو آخرت
کے خسارہ سے نجات دیتی ہے وہ اس نفس امارہ کا ذبح کرنا ہے کہ
جو بُرے کاموں کیلئے زیادہ سے زیادہ جوش رکھتا ہے اور ایسا حاکم ﴿۵﴾
ہے کہ ہر وقت بدی کا حکم دیتا رہتا ہے پس نجات اس میں ہے کہ
اس بُرا حکم دینے والے کو انقطاع الی اللہ کے کاردوں سے ذبح کر
دیا جائے اور خلقت سے قطع تعلق کر کے خدا تعالیٰ کو اپنا مونس اور
آرام جاں قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ انواع اقسام کی
تلخیوں کی برداشت بھی کی جائے تا نفس غفلت کی موت سے

النَّفْسُ مِنْ مَّوْتِ الْغَرَارَةِ .
وَ هٰذَا هُوَ مَعْنَى الْاِسْلَامِ .
وَحَقِيْقَةُ الْاِنْقِيَادِ التَّامِّ .
وَالْمُسْلِمُ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ . وَ لَهٗ
نَحَرَ نَاقَةَ نَفْسِهٖ وَتَلَّهَا
لِلْجَبِيْنِ .وَ مَا نَسِيَ الْحَيْنَ
فِيْ حِيْنٍ . فَحَاصِلُ الْكَلَامِ
اَنَّ النُّسُكَ وَالضَّحَايَا فِي
الْاِسْلَامِ . هِيَ تَذْكِرَةٌ لِّهٰذَا ﴿۶﴾
الْمَرَامِ .وَ حَثٌّ عَلٰى تَحْصِيْلِ
هٰذَا الْمَقَامِ . وَ اِرْهَاصٌ
لِحَقِيْقَةٍ تَحْصُلُ بَعْدَ السُّلُوْكِ
التَّامِّ . فَوَجَبَ عَلٰى كُلِّ
مُؤْمِنٍ وَّ مُؤْمِنَةٍ كَانَ يَبْتَغِيْ
رِضَاءَ اللّٰهِ الْوَدُوْدِ . اَنْ
يَّفْهَمَ هٰذِهِ الْحَقِيْقَةَ وَيَجْعَلَهَا
عَيْنَ الْمَقْصُوْدِ. وَيُدْخِلَهَا
فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى تَسْرِيَ فِيْ
كُلِّ ذَرَّةِ الْوُجُوْدِ . وَ لَا يَهْدَءَ
وَلَا يَسْكُنَ قَبْلَ اَدَاءِ هٰذِهِ
الضَّحِيَّةِ لِلرَّبِّ الْمَعْبُوْدِ .

نجات پاوے اور یہی اسلام کے معنے ہیں اور یہی کامل اطاعت کی حقیقت ہے اور مسلمان وہ ہے جس نے اپنا منہ ذبح ہونے کے لئے خداتعالیٰ کے آگے رکھ دیا ہو۔ اور اپنے نفس کی اونٹنی کو اس کے لئے قربان کر دیا ہو اور ذبح کے لئے پیشانی کے بل اس کو گرا دیا ہو اور موت سے ایک دم غافل نہ ہو۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ ذبیحہ اور قربانیاں جو اسلام میں مروّج ہیں وہ سب اسی مقصود کے لئے جو بذل نفس ہے بطور یاد دہانی ہیں اور اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے ایک ترغیب ہے اور اُس حقیقت کے لئے جو سلوک تام کے بعد حاصل ہوتی ہے ایک ارہاص ہے ۔ پس ہر ایک مرد مومن اور عورت مومنہ پر جو خدائے ودود کی رضا کی طالب ہے واجب ہے کہ اس حقیقت کو سمجھے اور اس کو اپنے مقصود کا عین قرار دے اور اس حقیقت کو اپنے نفس کے اندر داخل کرے یہاں تک کہ وہ حقیقت ہر ذرّہ وجود میں داخل ہو جائے۔ اور راحت اور آرام اختیار نہ کرے جب تک کہ اس قربانی کو اپنے ربّ معبود کے لئے ادا نہ کر لے۔

وَلا يَقْنَعْ بِنَمُوْذَجٍ وَقِشْرٍ
كَالْجُهَلاءِ وَالْعُمْيَانِ . بَلْ
يُؤَدِّيْ حَقِيْقَةَ اَضْحَاتِهٖ .
وَيَقْضِيْ بِجَمِيْعِ حَصَاتِهٖ .
وَرُوْحِ تُقَاتِهٖ رُوْحَ الْقُرْبَانِ .
هٰذَا هُوَ مُنْتَهَى سُلُوْكِ
السَّالِكِيْنَ. وَغَايَةُ مَقْصَدِ
الْعَارِفِيْنَ . وَعَلَيْهِ يَخْتَتِمُ
جَمِيْعُ مَدَارِجِ الْاَتْقِيَاءِ . وَ
بِهٖ يَكْمُلُ سَائِرُ مَرَاحِلِ
الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الْاَصْفِيَاءِ . وَ
اِلَيْهِ يَنْتَهِيْ سَيْرُ الْاَوْلِيَاءِ .
وَاِذَا بَلَغْتَ اِلٰى هٰذَا فَقَدْ
بَلَّغْتَ جُهْدَكَ اِلَى الْاِنْتِهَاءِ.
وَفُزْتَ بِمَرْتَبَةِ الْفَنَاءِ .
فَحِيْنَئِذٍ تَصِلُ شَجَرَةُ
سُلُوْكِكَ اِلٰى اَتَمِّ النَّمَاءِ .
وَتَبْلُغُ عُنُقُ رُوْحِكَ
اِلٰى لُعَاعِ رَوْضَةِ الْقُدْسِ
وَالْكِبْرِيَاءِ . كَالنَّاقَةِ الْعَنْقَاءِ .
اِذَا اَوْصَلَتْ عُنُقَهَا اِلٰى
الشَّجَرَةِ الْخَضْرَاءِ . وَ بَعْدَ

اور جاہلوں اور نادانوں کی طرح صرف
نمونہ اور پوست بے مغز پر قناعت نہ کر
بیٹھے۔ بلکہ چاہیے کہ اپنی قربانی کی حقیقت کو ﴿۷﴾
بجالاوے اور اپنی ساری عقل کے ساتھ
اور اپنی پرہیزگاری کی رُوح سے قربانی کی
رُوح کو ادا کرے۔ یہ وہ درجہ ہے جس پر
سالکوں کا سلوک انتہا پذیر ہوتا ہے اور
عارفوں کا مقصد اپنی غایت کو پہنچتا
ہے۔ اور اس پر تمام درجے پرہیزگاروں
کے ختم ہو جاتے ہیں اور سب منزلیں
راستبازوں اور برگزیدوں کی پوری ہو
جاتی ہیں۔ اور یہاں تک پہنچ کر سَیر اولیاء
کا اپنے انتہائی نقطہ تک جا پہنچتا ہے۔ اور
جب تو اس مقام تک پہنچ گیا تو تو نے اپنی
کوشش کو انتہا تک پہنچا دیا اور فنا کے مرتبہ
تک پہنچ گیا۔ پس اس وقت تیرے سلوک کا
درخت اپنے کامل نشو و نما تک پہنچ جائے گا
اور تیری رُوح کی گردن تقدس اور ﴿۸﴾
بزرگی کے مرغزار کے نرم سبزہ تک پہنچ
جائے گی۔ اُس اونٹنی کی مانند جس کی
گردن لمبی ہو اور اُس نے اپنی گردن کو
ایک سبز درخت تک پہنچا دیا ہو اور اس کے

ذَالِکَ جَذَبَاتٌ وَنَفَحَاتٌ
وَتَجَلِّيَاتٌ مِنَ الْحَضْرَةِ
الْاَحْدِيَّةِ . لِيَقْطَعَ بَعْضَ
بَقَايَا عُرُوْقِ الْبَشَرِيَّةِ .
وَ بَعْدَ ذَالِکَ اِحْيَاءٌ وَاِبْقَاءٌ
وَاِدْنَاءٌ لِلنَّفْسِ الْمُطْمَئِنَّةِ
الرَّاضِيَةِ الْمَرْضِيَّةِ الْفَانِيَةِ .
لِيَسْتَعِدَّ الْعَبْدُ لِقَبُوْلِ الْفَيْضِ
بَعْدَ الْحَيَاتِ الثَّانِيَةِ . وَ
بَعْدَذَالِکَ يُکْسَى الْاِنْسَانُ
الْکَامِلُ حُلَّةَ الْخِلَافَةِ مِنَ
الْحَضْرَةِ . وَ يُصَبَّغُ بِصِبْغِ ﴿۹﴾
صِفَاتِ الْاُلُوْهِيَّةِ .عَلٰى وَجْهِ
الظِّلِّيَّةِ . تَحْقِيْقًا لِمَقَامِ
الْخِلَافَةِ . وَبَعْدَ ذَالِکَ
يَنْزِلُ اِلَى الْخَلْقِ لِيَجْذِبَهُمْ
اِلَى الرُّوْحَانِيَّةِ .وَيُخْرِجَهُمْ
مِنَ الظُّلُمَاتِ الْاَرْضِيَّةِ . اِلَى
الْاَنْوَارِ السَّمَاوِيَّةِ . وَيُجْعَلُ
وَارِثًا لِکُلِّ مَنْ مَّضٰى مِنْ قَبْلِهٖ
مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَاَهْلِ
الْعِلْمِ وَالدِّرَايَةِ . وَشُمُوْسِ

بعد حضرت احدیّت کے جذبات ہیں اور خوشبوئیں ہیں اور تجلّیات ہیں تا وہ بعض ان رگوں کو کاٹ دے کہ جو بشریت میں سے باقی رہ گئی ہوں۔ اور بعد اس کے زندہ کرنا ہے اور باقی رکھنا اور قریب کرنا اس نفس کا جو خدا کے ساتھ آرام پکڑ چکا ہے جو خدا سے راضی اور خدا اس سے راضی اور فنا شدہ ہے تا کہ یہ بندہ حیاتِ ثانی کے بعد قبول فیض کے لئے مستعد ہو جائے اور اس کے بعد انسان کامل کو حضرتِ احدیّت کی طرف سے خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے اور رنگ دیا جاتا ہے الوہیت کی صفتوں کے ساتھ ۔ اور یہ رنگ ظلّی طور پر ہوتا ہے تا مقام خلافت متحقق ہو جائے اور پھر اس کے بعد خلقت کی طرف اترتا ہے تا اُن کو روحانیت کی طرف کھینچے اور زمین کی تاریکیوں سے باہر لاکر آسمانی نوروں کی طرف لے جائے۔اور یہ انسان اُن سب کا وارث کیا جاتا ہے جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم اور درایت میں سے اور قرب

الْقُرْبِ وَ الْوَلَايَةِ . وَ يُعْطٰى
لَـهٗ عِلْمُ الْاَوَّلِيْنَ . وَمَعَارِفُ
السَّابِقِيْنَ . مِنْ اُولِى الْاَبْصَارِ
وَ حُكَمَاءِ الْمِلَّةِ . تَحْقِيْقًا
لِمَقَامِ الْوِرَاثَةِ . ثُمَّ يَمْكُثُ
هٰذَا الْعَبْدُ فِى الْاَرْضِ اِلٰى
مُدَّةٍ شَاءَ رَبُّهٗ رَبُّ الْعِزَّةِ .
لِيُنِيْرَ الْخَلْقَ بِنُوْرِ الْهِدَايَةِ .
وَ اِذَا اَنَارَ النَّاسَ بِنُوْرِ رَبِّهٖ
اَوْ بَلَّغَ الْاَمْرَ بِقَدَرِ الْكِفَايَةِ
فَحِيْنَئِذٍ يَتِمُّ اسْمُهٗ وَيَدْعُوْهُ
رَبُّهٗ وَيُرْفَعُ رُوْحُهٗ اِلٰى نُقْطَتِهِ
النَّفْسِيَّةِ . وَهٰذَا هُوَ مَعْنَى
الرَّفْعِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَ
الْمَعْرِفَةِ . وَالْمَرْفُوْعُ مَنْ
يُّسْقٰى كَاْسُ الْوِصَالِ .
مِنْ اَيْدِى الْمَحْبُوْبِ الَّذِىْ
هُوَ لُجَّةُ الْجَمَالِ . وَ
يُدْخَلُ تَحْتَ رِدَاءِ الرُّبُوْبِيَّةِ .
مَعَ الْعُبُوْدِيَّةِ الْاَبَدِيَّةِ .
وَهٰذَا اٰخِرُ مَقَامٍ يَبْلُغُهٗ طَالِبُ
الْحَقِّ فِى النَّشْاَةِ الْاِنْسَانِيَّةِ .

اور ولایت کے سورجوں میں سے اس سے
پہلے گزر چکے ہیں اور دیا جاتا ہے اس کو علم
اوّلین کا اور معارف گذشتہ اہل بصیرت
﴿۱۰﴾ اور حکماء ملّت کے تا اس کے لئے مقام
وراثت کا متحقق ہو جائے۔ پھر یہ بندہ
زمین پر ایک مدت تک جو اُس کے رب
کے ارادہ میں ہے توقف کرتا ہے تا کہ
مخلوق کو نور ہدایت کے ساتھ منور کرے
اور جب خلقت کو اپنے رب کے نور کے
ساتھ روشن کر چکا یا امر تبلیغ کو بقدر کفایت
پورا کر دیا پس اُس وقت اس کا نام پورا
ہو جاتا ہے اور اُس کا رب اس کو بلاتا ہے
اور اس کی رُوح اُس کے نقطہ نفسی کی
طرف اُٹھائی جاتی ہے اور یہی رفع کے
معنے ہیں اُن کے نزدیک جو اہل علم اور
معرفت ہیں اور مرفوع وہ ہے جس کو اُس
محبوب کے ہاتھ سے جام وصال پلایا جاتا
﴿۱۱﴾ ہے جو حسن و جمال کا دریا ہے۔ اور
ربوبیت کی چادر کے نیچے داخل کیا جاتا ہے
باوجود اس بات کے کہ عبودیت ابدی طور
پر رہتی ہے اور یہ وہ آخری مقام ہے
جس تک ایک حق کا طالب انسانی پیدائش

فَلَا تَغْفَلُوْا عَنْ هٰذَا الْمَقَامِ
يَا كَافَّةَ الْبَرَايَا . وَ لَا عَنِ
السِّرِّ الَّذِيْ يُوْجَدُ فِي الضَّحَايَا.
وَاجْعَلُوا الضَّحَايَا لِرُؤْيَةِ
تِلْكَ الْحَقِيْقَةِ كَالْمَرَايَا. وَلَا
تَذْهَلُوْا عَنْ هٰذِهِ الْوَصَايَا .
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوْا
رَبَّهُمْ وَالْمَنَايَا . وَقَدْ اُشِيْرَ
اِلٰى هٰذَا السِّرِّ الْمَكْتُوْمِ ﴿۱۲﴾
فِيْ كَلَامِ رَبِّنَا الْقَيُّوْمِ . فَقَالَ
وَهُوَ اَصْدَقُ الصَّادِقِيْنَ .
قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ
وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ [1] فَانْظُرْ كَيْفَ فَسَّرَ
النُّسُكَ بِلَفْظِ الْمَحْيَا
وَالْمَمَاتِ .وَاَشَارَ بِهٖ اِلٰى
حَقِيْقَةِ الْاَضْحَاةِ . فَفَكِّرُوْا
فِيْهِ يَا ذَوِي الْحَصَاةِ . وَمَنْ
ضَحّٰى مَعَ عِلْمِ حَقِيْقَةِ
ضَحِيَّتِهٖ . وَصِدْقِ طَوِيَّتِهٖ .
وَخُلُوْصِ نِيَّتِهٖ.فَقَدْ ضَحّٰى
بِنَفْسِهٖ وَمُهْجَتِهٖ . وَاَبْنَاءِهٖ

میں پہنچ سکتا ہے۔ پس اس مقام سے غافل مت ہو۔ اے مخلوق کے گروہ !اور نہ اس بھید سے غافل ہو جو قربانیوں میں پایا جاتا ہے۔ اور قربانیوں کو اس حقیقت کے دیکھنے کے لئے آئینوں کی طرح بنا دو اور ان وصیتوں کو مت بھلاؤ۔ اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے اپنے خدا اور اپنی موت کو بھلا رکھا ہے۔ اور اس پوشیدہ بھید کی طرف خدا تعالیٰ کے کلام میں اشارۃ کی گئی ہے۔ چنانچہ خدا جو اصدق الصادقین ہے اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری عبادت اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اس خدا کے لئے ہے جو پروردگار عالمیان ہے۔ پس دیکھ کہ کیونکر نُسُک کے لفظ کی حیات اور ممات کے لفظ سے تفسیر کی ہے اور اس تفسیر سے قربانی کی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے پس اے عقلمندو! اس میں غور کرو اور جس نے اپنی قربانی کی حقیقت کو معلوم کر کے قربانی ادا کی اور صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ ادا کی پس بہ تحقیق اس نے اپنی جان

[1] الانعام : ۱۶۳

وَحَفَدَتِهٖ .وَلَهٗ اجرٌ عظيم . كأجر ابراهيم عند ربّه الكريم. واليه اشار سَيّدنا المصطفٰى و رسولنا المجتبٰى . وامام المتقين . وخاتم النبيين . وقال وهو بعد اللّٰه اصدق الصادقين. انّ الضحَايا هى المطايا . توصل الى رَبّ البرايا .وتمحوالخطايا . وتدفع البلايا . هٰذا ما بلغنا من خير البرية . عليه صلواة اللّٰه والبركات السنيّة . و اِنّهٗ أومأ فيه الٰى حِكم الضحيّة .بكلماتٍ كالدّرر البهيّة . فالأسف كلّ الأسف انّ اكثر الناس لايعلمون هٰذه النكات الخفيّة .ولا يتّبعُون هٰذه الوصيّة . و ليس عندهم معنى العيد . من دون الغسل ولبس الجديد . والخضم و القضم مع الاهل والخدم والعبيد .

﴿۱۳﴾ اور اپنے بیٹوں اور اپنے پوتوں کی قربانی کردی اور اس کے لئے اجر بزرگ ہے جیسا کہ ابراہیم کے لئے اس کے رب کے نزدیک اجر تھا اور اسی کی طرف ہمارے سید برگزیدہ اور رسول برگزیدہ نے جو پرہیزگاروں کا امام اور انبیاء کا خاتم ہے اشارہ کیا اور فرمایا اور وہ خدا کے بعد سب سچوں سے زیادہ تر سچا ہے ۔ بہ تحقیق قربانیاں وہی سواریاں ہیں کہ جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں اور خطاؤں کو محو کرتی ہیں اور بلاؤں کو دور کرتی ہیں یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچیں جو سب مخلوق سے بہتر ہیں ۔ ان پر خدا تعالیٰ کا سلام اور برکتیں ہوں اور
﴿۱۴﴾ آنجناب نے ان کلمات میں قربانیوں کی حکمتوں کی طرف فصیح کلموں کے ساتھ جو موتیوں کی مانند ہیں اشارہ فرمایا ہے ۔ پس افسوس اور کمال افسوس ہے کہ اکثر لوگ ان پوشیدہ نکتوں کو نہیں سمجھتے اور اس وصیت کی پیروی نہیں کرتے اور ان کے نزدیک عید کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ غسل کریں اور نئے کپڑے پہنیں اور طعام کو سارے مونہہ کے ساتھ اور دانتوں کے کناروں سے چباویں ۔

ثم الخروج بالزينة للتعييد كالصناديد . و ترى الأطائب من الأطعمة منتهٰى طربهم فى هٰذا اليوم . والنفائس من ﴿۱۵﴾ الالبسة غاية اربهم لارآئة القوم . ولا يدرون ماالاضحاة . ولاىّ غرضٍ يُذبح الغنم والبقرات . و عندهم عيد هم من البُكْرَة الى العَشِىّ . ليس الا للاكل والشرب والعيش الهنىّ . واللباس البهىّ . والفرس الشرىّ . واللحم الطرىّ . وما ترٰى عملهم فى يومهم هٰذا الا اكتساء الناعمات . والمشط والاكتحال وتضميخ الملبوسات . وتسوية الطرر والذوائب كالنساء المتبرجات . ﴿۱۶﴾ ثم نقراتٍ كنقرة الدجاجة فى الصلٰوة . مع عدم الحضور وهجوم الوساوس والشتات . ثم التمايل الٰى انواع الاغذية

خوداوران کے اہل وعیال اورنوکراورغلام۔اور پھر آرائش کے ساتھ نماز عید کیلئے باہر نکلیں جیسے بڑے رئیس ہوتے ہیں۔اورتو دیکھے گا کہ اچھے کھانوں میں اس دن ان کی سب سے بڑھ کرخوشی ہے اور ایسا ہی اچھی اورنفیس پوشاکوں میں انتہائی مرتبہ ان کی حاجتوں کا ہے تا قوم کو دکھلائیں اورنہیں جانتے کہ قربانی کیا چیز ہے۔ اور کس غرض کے لئے بکریاں اور گائیاں ذبح کی جاتی ہیں۔ اوران کے نزدیک ان کی عید فجر سے لے کرعشا کے وقت تک محض اس لئے ہے کہ خوب کھایا جائے اور پیا جائے اورعیش خوشگوار کیا جائے اورعمدہ لباس پہنا جائے اور چالاک گھوڑوں پرسواری کی جائے اور گوشت تازہ کھایا جائے اوراس دن ان کا کام بجز اس کے تونہیں دیکھے گا کہ نرم اورملائم کپڑے پہنیں اور بالوں کو کنگھی کریں اورآنکھوں کوسرمہ لگائیں اور پوشاک پر عطر ملیں۔اور اپنے طُرّے اور زلفیں خوب صاف کریں جیسا کہ زینت کرنے والی عورتیں کیا کرتی ہیں اور پھر مرغی کی طرح جو دانہ پر منقار مارتی ہے چند دفعہ نماز کیلئے حرکت کریں ایسی حرکت جواس کے ساتھ کچھ بھی حصہ حضور نہ ہواوروسوسے بکثرت ہوں اور دل میں پراگندگی ہو پھر طرح طرح کی غذاؤں کی

والمطعومات . وملأ البطون بالوان النعم كالنعم و العجماوات .والميل الى الملاهي والملاعب والجهلات وسرح النفوس في مراتع الشهوات . والركوب على الافراس .والعجل والعناس . والجمال والبغال ورقاب الناس. مع انواعٍ من التزيينات. وافناء اليوم كلہٖ في الخزعبيلات. والهدٰايا من القلايا . والتفاخر بلحوم البقرات والجدايا . والافراح والمراح والجذبات والجماح .والضحک والقهقة بابداء النواجذ والثنايا .والتشوق الٰى رقص البغايا . وبوسهن وعناقهن . وبعد هٰذا نطاقهن . فاِنّا للّٰه علٰى مصائب الاسلام . وانقلاب الايام . ماتت القلوب . وكثرت الذنوب .و اشتدت الكروب . فعند هٰذه الليلة الليلاء وّظلمات الهوجاء

طرف جھک جائیں اور طرح طرح کے کھانوں کی طرف ۔ اور چار پایوں کی طرح ، رنگا رنگ کی نعمتوں سے پیٹ بھرلیں اور لہوا ور لعب کی طرف میل کریں اور باطل کاموں کی طرف متوجہ ہوں اور شہوات کی چراگاہوں میں اپنے نفسوں کو چھوڑ دیں اور گھوڑوں پر اور یکوں پر اور اونٹوں پر اور اونٹنیوں پر اور خچروں پر اور لوگوں کی گردنوں پر سواری کریں کئی قسم کی زینتوں کے ساتھ۔ اور تمام دن بیہودہ باتوں میں ضائع کرنے میں ۔ اور ایک دوسرے کو گوشت بھیجنے کا
تحفہ اور باہم فخر کرنا گائے کے گوشت اور بکروں ﴿۱۷﴾
کے گوشت کے ساتھ ۔ اور خوشیاں اور رنگا رنگ کی شادیاں اور نفس کی کششیں اور سرکشیاں اور ہنسی اور قہقہہ مار کر ہنسا پچھلے دانتوں کے نکالنے سے اور اگلے دو دانتوں کے نکالنے سے ۔ اور شوق کرنا بازاری عورتوں کے رقص کی طرف اور ان کا بوسہ اور گلے لپٹانا اور بعد اس کے ان کا جائے کمر بند۔ پس ہم اسلام کی مصیبتوں پر اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے ہیں اور نیز دنوں کی گردش پر ۔ دل مر گئے اور گناہ بہت ہوگئے اور بے قراریاں بڑھ گئیں پس اس اندھیری رات کے وقت اور تند ہوا کی تاریکی کے وقت
خدا کے رحم نے تقاضا کیا کہ آسمان سے نور نازل ﴿۱۸﴾

اقتضٰی رحم اللّٰہ نور السماء☆ . فانا ذالک النور و المجدد المأمور والعبد المنصور والمھدی المعھود والمسیح الموعود وانی نزلت بمنزلةٍ من ربّی لا یعلمھا احدٌ من الناس. وان سرّی ﴿۱۹﴾

ہو۔ سو میں وہ نور ہوں اور وہ مجدّد ہوں کہ جو خدا تعالٰی کے حکم سے آیا ہے اور بندہ مدد یافتہ ہوں اور وہ مہدی ہوں جس کا آنا مقرر ہو چکا ہے اور وہ مسیح ہوں جس کے آنے کا وعدہ تھا اور میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا اور میرا بھید اکثر اہل اللہ

☆ حاشیہ ۔ یہ جو حدیثوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود نازل ہوگا یہ نزول کا لفظ اس اشارہ کیلئے اختیار کیا گیا ہے کہ وہ زمانہ ایسا ہوگا کہ تمام زمین پر تاریکی چھا جائے گی اور دیانت اور امانت اور راستی زمین پر سے اٹھ جائے گی۔ اور زمین ظلم اور جور سے بھر جائے گی۔ تب خدا آسمان سے ایک نور نازل کرے گا اور اس سے زمین کو دوبارہ روشن کردے گا۔ وہ اوپر سے آئے گا کیونکہ نور ہمیشہ اوپر کی طرف سے آتا ہے اور مسیح موعود کا وقت ایسا وقت بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت اشاعت اسلام کے تمام اسباب معطل ہو جائیں گے اور مسلمانوں کے دونوں ہاتھ درماندہ ہو جائیں گے کیونکہ خدا کی غیرت اس بات کو چاہے گی کہ اس اعتراض کو اٹھاوے اور دفع اور دور کرے جو کہا گیا ہے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلایا گیا پس مسیح موعود کے وقت کے لئے یہ حکم ہے کہ تلواروں کو نیام میں کریں اور مذہب کے لئے کوئی شخص تلوار نہ اٹھائے اور اگر اٹھائے گا تو کافروں سے سخت شکست اٹھائے گا اور ذلیل ہوگا۔ جیسا کہ حضرت موسٰی کی جماعت جن کو انہوں نے مصر سے نکالا تھا ایسی لڑائیوں میں ہمیشہ مغلوب ہوتی رہی جن لڑائیوں کے لئے موسٰی کے منشاء کے برخلاف انہوں نے پیش قدمی کی۔ سو اب بھی ایسا ہی ہوگا کیونکہ مسیح موعود کا آسمان سے نازل ہونا اسی رمز سے قرار دیا گیا ہے کہ اس کا ہاتھ زمینی اسباب کو نہیں چھوئے گا۔ اور وہ ﴿۱۹﴾ محض آسمان کے پانی سے اسلام کے باغ کی آبپاشی کرے گا۔ کیونکہ اب خدا تعالٰی اس معجزہ کو دکھلانا چاہتا ہے کہ اسلام اپنے شائع ہونے میں تلوار اور انسانی اسباب کا محتاج نہیں۔ پس جو شخص باوجود اس صریح ممانعت اور موجودگی حدیث یَضَعُ الْحَرْبَ کے پھر تلوار اٹھاتا ہے اور غازی بننا چاہتا ہے گویا وہ ارادہ کرتا ہے کہ اس معجزہ کو مشتبہ کردے جس کا ظاہر کرنا خدا تعالٰی نے ارادہ فرمایا ہے یعنی بغیر انسانی اسباب کے اسلام کو زمین پر غالب اور محبوب الخلائق بنا دینا۔ منه

اخـفٰـی وَانْـئٰـی من اکثر اهل اللّٰه
فـضلًا عـن عـامة الأنـاس وانّ
مـقامی ابعد من ایدی الغوّاصین
وصـعـودی ارفـع مـن قیـاس
الـقـائسین و انّ قـدمـی هٰذهٖ
اسـرع من القلاص فی مسالک
ربّ الـنـاس فـلا تقیسونی باحدٍ
ولا احـدًا بی ولا تهلکوا انفسکم
بـالـریب والعماس وانّـی لبٌّ لا
قشـرمـعـهٗ وروحٌ لاجسد معهٗ و
شـمـسٌ لا یـحـجبهـا دخـان
الشـمـاس و اطلـبـوا مثلی ولن
تجدوه وان تطلبوه بالنبراس ولا
فـخـرولٰـکـن تحدیث لنعم اللّٰه
الـذی هـو غـارسٌ لهٰذا الغراس
وانی غسلت بماء النور وطُهّرت
بـعیـن الـقـدس مـن الاوسـاخ
والادنـاس و سمّانی ربّی احمد
فـاحـمـدونـی و لا تشتمونی و لا
تـوصـلـوا امرکم اِلَی الابلاس و
مـن حـمـدنـی وما غادر من نوع
حـمـدٍ فما مان و من کذب هٰذا

سے پوشیدہ اور دور تر ہے قطع نظر اس سے کہ عام لوگوں
کو اس سے کچھ اطلاع ہو سکے اور میرا مقام غوطہ لگانے
والوں کے ہاتھوں سے بہت دور ہے اور میری اوپر
چڑھنے کی بلندی قیاس میں نہیں آسکتی اور یہ قدم میرا
خدا تعالیٰ کی راہ میں تیز چلنے والے اونٹوں سے تیز تر
ہے پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو
اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔ اور اپنے تئیں شک
﴿۲۰﴾ اور جنگ کے ساتھ ہلاک مت کرو۔ اور میں مغز ہوں
جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے
ساتھ جسم نہیں اور وہ سورج ہوں جس کو دشمنی اور کینہ کا
دھواں چھپا نہیں سکتا اور کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو
میری مانند ہو اور ہرگز نہیں پاؤ گے اگرچہ چراغ لے کر
بھی ڈھونڈتے رہو اور یہ کوئی فخر نہیں مگر اس خدا کی
نعمتوں کا شکر ہے جس نے اس نونہال کو لگایا ہے۔ اور
میں نور کے پانی کے ساتھ غسل دیا گیا ہوں اور الٰہی
پاکیزگی کے چشمہ میں پاکیزہ کیا گیا ہوں اور صاف
کیا گیا ہوں تمام میلوں اور کدورتوں سے اور میرے
رب نے میرا نام احمد رکھا ہے پس میری تعریف کرو
اور مجھے دشنام مت دو اور اپنے امر کو ناامیدی کے درجہ
﴿۲۱﴾ تک مت پہنچاؤ۔ اور جس نے میری تعریف کی اور
کوئی قسم تعریف کی نہ چھوڑی تو اس نے سچ بولا
اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا۔ اور جس نے اس

البيـان فـقـد مـان واغـضـب
الرحمٰن فويلٌ للذى شک
و فسـخ العهـد و فکّ و لـوّث
بطـائفٍ من الجنّ الجنان و انّى
جئت من الحضرة الرفيعة العالية.
ليرى بى ربّى من بعض صفاته
الجلالية والجمالية اعنى دفع
الضير و افاضة الخير فان الزمان
﴿۲۲﴾ كان محتاجًا الّى دافع شرٍ طغٰى
والٰى رافع خيرٍانحط واختفٰى
فاقتضت العناية الالٰهيّة ان
يعطى الزمان ماسأل بلسان
الحال ويرحم طبقات
النساء والرجال. فجعلنى مظهر
المسيح عيسى ابن مريم لدفع
الضرّ و ابادة مواد الغواية
وجعلنى مظهر النبى المهدى
احمد اكرم لافاضة الخير واعادة
عهاد الدراية والهداية. وتطهير
الناس من دَرَنِ الغفلة والجناية.
﴿۲۳﴾ فَجِئْتُ فِى الحلّتين المهزودتين
المصبّغتين بصبغ الجلال

بیان کو جھٹلایا پس اس نے جھوٹ بولا ہے اور اپنے خدا کے غصے کو بھڑکایا ہے پس افسوس اس آدمی پر جس نے شک کیا۔ اور عہد کو توڑا اور دل کو شیطان کے وسوسہ سے آلودہ کیا اور میں بڑی اونچی درگاہ سے آیا ہوں تا میرا خدا میرے ذریعہ بعض اپنی جلالی اور جمالی صفتیں دکھلاوے یعنی شر کا دور کرنا اور بھلائی کا پہنچانا کیونکہ زمانہ کو اس بات کی حاجت تھی کہ اس بدی کو دور کیا جائے جو حد سے بڑھ گئی تھی اور اس نیکی کو بلند کیا جائے جو جاتی رہی تھی۔ اس لئے خدا کی عنایت نے چاہا کہ زمانہ کو وہ چیز دی جاوے جسے وہ اپنی زبان حال سے مانگتا ہے اور مردوں اور عورتوں پر رحم کیا جائے پس مجھ کو مسیح عیسٰے بن مریم کا مظہر بنایا تا کہ ضرر اور گمراہی کے مادوں کو دور فرماوے اور مجھ کو مہدی احمد اکرم کا مظہر بنایا تا کہ لوگوں کو فائدہ پہنچاوے اور درایت اور ہدایت کی بارش کو دوبارہ اتارے اور لوگوں کو غفلت اور گنا ہگاری کے مَیل سے پاک کرے پس میں زرد رنگ والے دو لباسوں میں آیا ہوں جو جلال اور جمال کے رنگ سے رنگے ہوئے ہیں اور مجھ کو فانی کرنے اور زندہ

وصبغ الجمال واعطيت صفة
الافناء والاحياء من الربّ الفعّال.
فاما الجلال الذی اعطيت
فهو اثرٌ لبروزی العيسوی من
اللّٰه ذی الجلال☆. لأُبِيد بهٖ شر
الشرک المواج الموجود فی
عقائد اهل الضلال المشتعل
بكمال الاشتعال الذی هواكبر
من كل شرٍّ فی عين اللّٰه عالم
الاحوال و لاهدم بهٖ عمود
الافتراء علی اللّٰه والافتعال واما
الجمال الذی اعطيت فهو اثرٌ
لبروزی الأحمدی من اللّٰه ذی
اللطف والنوال لاعيد بهٖ صلاح
التوحيد المفقود من الالسن
والقلوب والاقوال والافعال
واقيم بهٖ امر التديّن و الانتحال

کرنے کی صفت دی گئی ہے اور یہ صفت خدا کی
طرف سے مجھ کو ملی ہے لیکن وہ جلال جو مجھ کو دیا
گیا ہے وہ میرے اس بروز کا اثر ہے جو عیسوی
بروز ہے اور جو خدا کی طرف سے ہے تا کہ
میں اس شرک کی بدی کو نابود کروں
جو گمراہوں کے عقیدوں میں موج مار رہی ہے
اور موجود ہے اور اپنی پوری بھڑک میں بھڑک
رہی ہے اور جو حالات کے جاننے والے خدا
کی نظر میں ہر ایک بدی سے بڑھ کر ہے اور
تا کہ میں اس کے ذریعہ سے اس افترا کے
ستون کو گرا دوں جو خدا پر باندھتے ہیں۔ لیکن ﴿۲۴﴾
وہ جمال جو مجھ کو ملا ہے وہ میرے اس بروز کا
اثر ہے جس کا نام بخشش کرنے والے خدا کی
طرف سے بروز احمدی ہے تا کہ میں اس کے
ذریعہ سے توحید کی نیکی کو جو زبانوں اور دلوں
اور باتوں اور کاموں سے جاتی رہی ہے واپس
لاؤں اور اس کے ذریعہ سے دینداری کے امر
کو قائم کروں اور مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں فساد

☆ قد قلت غير مرة انی ماأتيت بالسيف ولاالسنان. وانما اتيت بالأيات والقوة القدسية وحسن البيان. فجلالی من السماء لا بالجنود والاعوان. منه

☆ میں نے کئی دفعہ بتلایا ہے کہ میں تلواروں اور نیزوں کے ساتھ نہیں آیا ہوں بلکہ میرے پاس نشان ہیں اور قوت قدسیہ اور حسن بیان ہے۔ پس میرا جلال آسمانی ہے نہ کہ لشکروں کے ساتھ۔ منہ

و امرت ان اقتل☆ خنازير الافساد والالحاد والاضلال. الذين يدوسون درر الحق تحت النعال. و يهلكون حرث الناس ويخرّبون زروع الايمان ﴿۲۵﴾ والتورع والاعمال و قتلى هٰذا بحربةٍ سماويةٍ لابالسيوف و النبال كما هو زعم المحرومين من الحق وصدق المقال فانهم ضلّوا و اَضلُّوا كثيرًا من الجُهّال و ان الحرب حرّمت علىّ وسبق لى ان اضع الحرب ولا اتوجه الى القتال. فلا جهاد الّاجهاد اللسان والأيات والاستدلال. وكذالك امرت ان املأ بيوت المؤمنين وجربهم

☆ اللفظ لفظ الحديث كما جاء فى البخارى والمراد من القتل اتمام الحجة وابطال الباطل بالدلائل القاطعة والأيات السماوية لا القتل حقيقة. منه

اور الحاد اور گمراہ کرنے کے ان سؤروں کو ماروں جو سچائی کے موتیوں کو پیروں کے نیچے ملتے ہیں اور لوگوں کی کھیتیوں کو اجاڑتے ہیں اور ایمان اور پرہیزگاری اور عملوں کی کھیتیوں کو خراب کرتے ہیں۔ اور یہ مارنا آسمانی ہتھیار کے ساتھ ہے۔ تلواروں اور تیروں کے ساتھ نہیں جیسا کہ یہ گمان ان لوگوں کا ہے جو حق اور راست گفتاری سے محروم ہیں کیونکہ وہ خود گمراہ ہوئے اور جاہلوں میں سے بہتوں کو گمراہ کیا ہے اور یہ سچ بات ہے کہ کافروں کے ساتھ لڑنا مجھ پر حرام کیا گیا ہے اور میرے وجود سے پہلے میرے لئے مقرر ہوا ہے کہ لڑائی کو ترک کروں اور خونریزی کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ پس کوئی جہاد سوائے زبانی جہاد کے اور نشان اور دلائل کے جہاد کے باقی نہیں رہا اور ایسا ہی مجھ کو یہ بھی حکم ہے کہ مسلمانوں کے گھروں کو اور ان کے توشہ دانوں کو مال سے بھر دوں

ترجمہ۔ یہ الفاظ حدیث کے ہیں جیسا کہ بخاری میں آیا ہے اور اس جگہ قتل سے مراد دلائل قاطعہ اور آسمانی نشانوں کے ساتھ اتمام حجت اور ابطال باطل ہے نہ کہ حقیقی طور پر قتل کرنا۔

مِنَ المال . ولٰكن لا باللجين
والدجّال . بل بمال العلم
والرشد و الهداية واليقين علٰى
وجه الكمال . وجعل الايمان
اثبت من الجبال . وتبشير
المثقلين تحت الاثقال .
فبشرٰى لكم قد جاء كم المسيح
ومسحه القادر واعطى له
الكلام الفصيح . وانّهٗ يعصمكم
من فرقةٍ هى للاضلال تسيح .
والى اللّٰه يدعو و يصيح .
وكل شبهةٍ يُزيل و يُزيح .
وطوبٰى لكم قد جاءكم المهدى
المعهود . ومعه المال الكثير
والمتاع المنضود . وانهٗ
يسعٰى ليُردّ اليكم الغنى
المفقود . ويستخرج الاقبال
الموءود . ما كان حديث
يُفترٰى . بل نورٌ من اللّٰه مع
اٰياتٍ كبرٰى . ايها الناس
انى انا المسيح المحمّدى .
وانّى انا احمد المهدى .

لیکن چاندی سونے کے مال سے نہیں بلکہ ﴿۲۶﴾
علم اور رشد اور ہدایت اور یقین کے مال
سے اور نیز اِس مال سے کہ ایمان کو پہاڑوں
سے بھی زیادہ مضبوط کیا جائے اور جو لوگ
بوجھوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں ان کو
بشارت دی جائے۔ پس تم کو خوشخبری ہو کہ
تمہارے پاس مسیح آیا اور قادر نے اس کو مَسح
کیا اور فصیح کلام اُس کو عطا کیا گیا۔ اور وہ تم
کو اس فرقہ سے بچاتا ہے جو گمراہ کرنے کے
لئے زمین پر سَیر کرتا ہے۔ اور خدا کی طرف
بلاتا ہے اور ہر ایک شبہ کو دور فرماتا ہے اور
تم کو مبارک ہو کیونکہ مہدیٔ معہود تمہارے
پاس آپہنچا اور اس کے پاس بہت سا مال و ﴿۲۷﴾
متاع ہے جو تہ بہ تہ رکھا ہے اور وہ کوشش
کرتا ہے کہ وہ مال جو تمہارے پاس سے جاتا
رہا ہے پھر تمہاری طرف لوٹ آئے اور وہ
اقبال جو جیتے جی قبر میں ہے پھر قبر سے نکلے۔
یہ وہ بات نہیں کہ جھوٹ بنالی جائے بلکہ خدا کا
نور ہے جو اپنے ساتھ بڑے بڑے نشان
رکھتا ہے۔ اے لوگو! میں وہ مسیح ہوں جو محمدی
سلسلہ میں سے ہے اور میں احمد مہدی
ہوں۔ اور سچ سچ میرا ربّ میرے ساتھ ہے

وان ربّی معی الٰی یوم لَحدی
مــن یــوم مهــدی . وانــی
اعــطیــت ضــرامًــا اَکّـــالًا .
ومــاءً ا زلالًا .وانــا کـوکــبٌ
یــمــانیٌ . ووابــلٌ روحـانــیٌّ . ﴿۲۸﴾
ایـــذائـــی سـنـــانٌ مــذرّبٌ .و
دعــائـی دواءٌ مـجـرّبٌ . اُرِی
قــومًــا جلالًا . وقــومًــا اٰخـرین
جـمالًا . وبیـدی حربةٌ ابیـدبها
عـــادات الـظــلـم والـذنـوب .
وفـــی الاخــرٰی شـربةٌ اعیدبهـا
حیـاة الـقلوب . فـأسٌ لـلافنـاء .
وانـفـاسٌ للاِحیـاء .اَمّــا جلالـی
فبــمـــا قُــصِــد کــابـن مـریـم
استیـصالی .واما جـمـالـی فبما
فـارت رحــمتـی کسیدی احـمد
لاهــدی قــومًــا غــفـلـوا عــن
الــربّ الــمتـعــالی .اَفَــاَنتم
تــعـجبـون. وٓ إلــی الـزمــان ﴿۲۹﴾
وضرورتهٖ لا تلتفتون .ا لا ترون
إلٰـی زمـان احتـاج الـی الـربّ
الـفـعّال .لیُـری لـقـومٍ صـفـة

میرے بچپن سے لے کر میری لحد تک۔اور مجھ کو وہ آگ ملی ہے جو کھا جانے والی ہے اور وہ پانی جو میٹھا ہے اور میں یمانی ستارہ ہوں اور روحانی بارش ہوں میرا رنج دینا تیز نیزہ ہے اور میری دعا مجرب دوا ہے ایک قوم کو میں اپنا جلال دکھاتا ہوں اور دوسری قوم کو جمال دکھاتا ہوں۔اور میرے ہاتھ میں ہتھیار ہے اس کے ساتھ میں ظلم اور گناہ کی عادتوں کو ہلاک کرتا ہوں۔اور دوسرے ہاتھ میں شربت ہے جس سے میں دلوں کو دوبارہ زندہ کرتا ہوں۔ایک کلہاڑی فنا کرنے کے لئے ہے اور دم زندہ کرنے کے لئے۔میرا جلال اس وجہ سے ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ کی طرح میری بیخ کنی کا قصد کیا ہے اور جمال اس وجہ سے کہ میری رحمت میرے سردار احمد کی طرح جوش میں ہے تا میں اس قوم کو راہ دکھلاؤں جو اپنے بزرگ رب سے غافل ہیں کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو اور زمانہ اور اس کی ضرورت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔کیا تم نہیں دیکھتے کہ زمانہ خدا کی طرف ایک حاجت رکھتا ہے تا کہ ایک قوم کو اپنے جلال کی صفت دکھاوے اور دوسری قوم کو اپنے جمال کی صفت سے مطلع

جلالـه وللاٰخرين صفة الجمال .وقد ظهرت الاٰيات .و تبيّنت العلامات .وانقطعت الخصومات. فمالكم لا تنظرون .و انكسفت الشمس والقمر في رمضان فلا تعرفون. و مات بعض الناس بنبأٍ من اللّٰه وقتل البعض فلا تُفكّرون . و نزلت لي آيٌ كثيرةٌ فلا تبالون . وشهدت لي الارض والسماء والماء والعفاء فلا تخافون .و تظاهر لي العقل والنقل والعلاماتُ والاٰيات .وتظاهرت الشهادات و الرؤيا والمكاشفات .ثم انتم تنكرون.وان لها شانًا عظيمًا لقومٍ يتدبّرون. و طلع ذوالسنين. ومضٰى من هٰذه المائة خُمُسها اِلّا قليلٌ من سنين . فأَين المجدّد ان كنتم تعلمون .

فرماوے اور تحقیق نشان ظاہر ہو گئے اور علامتیں کھل گئیں اور تمام جھگڑے جاتے رہے پس کیوں نہیں دیکھتے ۔ اور رمضان کے مہینے میں سورج اور چاند کو گرہن لگا پس تم نہیں پہچانتے اور بعض آدمی پیشگوئی کے رو سے فوت ہوئے اور بعض آدمی قتل کی پیشگوئی کے رو سے مارے گئے پس تم نہیں سوچتے ۔ اور میری تائید میں بہت سے نشان ظاہر ہوئے لیکن تمہیں کچھ پرواہ نہیں ۔ اور میرے لئے زمین اور آسمان
﴿۳۰﴾ اور پانی اور مٹی نے گواہی دی لیکن تم بالکل نہیں ڈرتے اور عقل اور نقل اور علامتیں اور نشان ایک دوسرے کے گواہ ہوئے اور دوسری گواہیوں اور خوابوں اور مکاشفات نے آپس میں ایک دوسرے کو قوت دی پھر تم انکار کرتے ہو اور ان لوگوں کی نظر میں جو تدبر کرتے ہیں ان نشانوں کی بڑی شان ہے اور ذوالسنین ستارہ نے طلوع کیا اور صدی میں سے پانچواں حصہ گزر گیا مگر چند برس ۔ پس اگر جانتے ہو تو بتاؤ کہ مجدّد کہاں ہے ۔ اور

ونزل من السماء الطاعون .
ومُنِع الحجّ وكثر المنون .
واختصم الفرق علٰى معدنٍ
ممّن ذهبٍ وهم يُقاتِلُون . ﴿۳۱﴾
وعلا الصليب . واضحى
الاسلام يسيب ويغيب –كانه
الغريب . وكثر الفسق
والفاسقون .وحُبّب الى
النفوس الخمر .والقمر و
الزمر . وتراءى الزانون
المجالحون وقَلّ المتقون .
وتجلّٰى وقت ربّنا و تمّ
ما قال النبيون . فباىّ حديث
بعده تؤمنون . ايها الناس
قوموا للّٰه زرافاتٍ وفرادٰى
فرادٰى . ثم اتقوا اللّٰه و
فكروا كالذى مابخل و
ماعادٰى.اليس هٰذا الوقت ﴿۳۲﴾
وقت رحم اللّٰه على العباد .
ووقت دفع الشر وتدارك
عطش الاكباد بالعهاد.
اليس سيل الشر قدبلغ

طاعون پھوٹا اور حج روکا گیا اور موتیں زیادہ ہوئیں اور سونے کی کان پر قوموں نے آپس میں لڑائی جھگڑے کئے اور صلیب بلند ہوئی اور اسلام نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور غائب ہوگیا گویا کہ مسافر ہے۔ اور فسق اور فاسق بہت ہوگئے اور لوگوں نے شراب اور جوئے اور ناچ رنگ کی طرف رجوع کیا اور بدکار اور ایک دوسرے پر سختی کرنے والے ظاہر ہوئے اور پرہیزگار کم ہوگئے اور ہمارے خدا کی تجلی کا وقت ظاہر ہوگیا اور وہ سب جو کچھ نبیوں نے کہا تھا ظہور میں آیا ۔ پس اس کے سوا کس بات کو مانو گے۔ اے لوگو! خدا کے لئے تم سب کے سب یا اکیلے اکیلے خدا کا خوف کرکے اُس آدمی کی طرح سوچو جو نہ بخل کرتا ہے اور نہ دشمنی۔ کیا یہ وہ زمانہ نہیں کہ خدا بندوں پر رحم کرے ؟ اور کیا یہ وہ زمانہ نہیں کہ بدی کو دفع کیا جائے اور جگروں کی پیاس کا مینہ برسانے سے تدارک کیا جائے ؟ کیا بدی کا سیلاب اپنی انتہا کو نہیں پہنچا؟

انتهاءهٗ. وذیل الجهل طوّل ارجاءهٗ. وفسد الملک کلهٗ و شکر ابلیس جهلاءهٗ. فاشکروا اللّٰه الذی تذکرکم و تذکر دینکم وما اضاعهٗ. وعصم حرثکم وزرعکم و لعاعهٗ. وانزل المطر واکمل ابضاعهٗ. و بعث مسیحهٗ لدفع الضیر. و مهدیهٗ لافاضة الخیر. و ادخلکم فی زمان امامکم بعد زمان الغیر. ایها الاخوان انّ زماننا هٰذا یُضاهی شهرنا هٰذا بالتناسب التام. فانهٗ اٰخر الازمنة وان هٰذاالشهراٰخر الاشهر من شهور الاسلام. وکلا هما قریبٌ من الاختتام. فی هٰذا ضحایا وفی ذٰلک ضحایا. والفرق فرق الاصل و عکس المرایا. وقد سبق نموذجها فی زمن خیر البرایا. وَ الاصل ضحیّة الروح یا اولی الابصار.

اور جہالت کے دامن نے اپنے کناروں کو نہیں پھیلایا؟ اور ملک فاسد ہوگیا اور شیطان نے جاہلوں کا شکریہ ادا کیا پس اُس خدا کا شکر کرو جس نے تم کو یاد کیا اور تمہارے دین کو یاد کیا اور ضائع ہونے سے محفوظ رکھا اور تمہارے بوئے ہوئے کو اور تمہاری زراعت کو آفتوں سے بچایا اور مینہ نازل فرمایا اور اس کے سرمایہ کو کامل کیا اور اپنے مسیح کو ضرر کے دور کرنے کے لئے اور اپنے مہدی کو خیر اور نفع پہنچانے کے لئے بھیجا اور تمہیں تمہارے امام کے زمانہ میں غیر ﴿۳۳﴾ کے زمانہ کے بعد داخل کیا اے بھائیو! یہ ہمارا زمانہ ہمارے اس مہینے سے مناسبت تام رکھتا ہے کیونکہ یہ آخری زمانہ ہے اور یہ مہینہ بھی اسلام کے مہینوں میں سے آخری ہے اور دونوں ختم ہونے کے قریب ہیں اس آخری مہینہ میں بھی قربانیاں ہیں اور اس آخری زمانہ میں بھی قربانیاں ہیں۔ اور فرق صرف اصل اور عکس کا ہے جو آئینہ میں پڑتا ہے اور اس کا نمونہ زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں گزر چکا ہے۔ اور ﴿۳۴﴾ اصل روح کی قربانی ہے اے دانشمندو!

وان ضحایا الجدایا کالاظلال
والأثار .فافهموا سرّ هٰذه
الحقیقة .وانتم احق بها و
اهلها بعد الصحابة . وانکم
الأخرون منهم اُلحقتم بِهِمْ
بفضل من اللّٰه والرحمة .وان
سلسلة الازمنة خُتِمَتْ علٰی
زماننا من حضرة الاحدیة .
کماخُتِمَتْ شهور الاسلام
علٰی شهر الضحیة .وفی هٰذا
اشارةٌ مخفیّةٌ لأهل الرأی ﴿۳۵﴾
والرویّة . وانی علٰی مقام الختم
من الولایة کما کان سیّدی
المصطفٰی علٰی مقام الختم من
النبوة .وانهٗ خاتم الانبیاء . وانا
خاتم الاولیاء .لاولیّ بعدی .الّا
الذی هو منّی وعلٰی عهدی .
وانّی اُرْسِلْتُ من ربّی بکل قُوّةٍ
وبرکةٍ وعزةٍ . وان قدمی هٰذهٖ
علٰی منارةٍ ختم علیها کل
رفعةٍ. فاتقوا اللّٰه ایّها الفتیان.

اور بکروں کی قربانیاں روح کی قربانی کے
لئے مثل سایوں اور آثار کے ہیں۔ پس اس
حقیقت کو سمجھ لو اور تم صحابہ رضی اللہ عنہم کے
بعد یہ حق رکھتے ہو اور اس بات کے اہل ہو
کہ اس حقیقت کو سمجھو اور تم ان میں سے
ایک آخری گروہ ہو جو خدا کے فضل اور
رحمت سے اس کے ساتھ شامل کئے گئے ہو۔
اور زمانوں کا سلسلہ جناب الٰہی سے ہمارے
زمانہ پر ختم ہو گیا ہے جیسا کہ اسلام کے مہینے
قربانی کے مہینہ پر ختم ہو گئے ہیں اور اس میں
اہل رائے کے لئے ایک پوشیدہ اشارہ ہے
اور میں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا
ہوں جیسا کہ ہمارے سید آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے
تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم
الاولیا ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو
مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا اور میں
اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور
برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور
یہ میرا قدم ایک ایسے منار پر ہے جو اس پر
ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ پس خدا سے ڈرو
اے جوانمردو! اور مجھے پہچانو اور نافرمانی

و اعرفوني وَاطيعوني ولا تموتوا
بالعصيان. وقد قرب الزمان.
وحان ان تسئل كل نفسٍ وتدان.
البلايا كثيرةٌ ولا ينجيكم الّا
الايمان. والخطايا كبيرةٌ ولا
تذوبها الّا الذوبان. اتقوا عذاب
اللّٰه ايها الاعوان. ولمن خاف
مقام ربّهٖ جنّتان. فلا تقعدوا
مع الغافلين والذين نسوا المنايا.
وسارعوا الى اللّٰه واركبوا
علٰى اعدى المطايا. واتركوا
ذوات الضلع و الرذايا. تصلوا
الٰى ربّ البرايا. خذوا الانقطاع
الانقطاع ليُوْهَبَ لكم الوصل
والاقترابُ. وكسّروا الاسباب
ليُخْلقَ لكم الاسبابُ. وموتوا
ليُردّ اليكم الحيٰوة ايّها
الاحباب. اليوم تمّت الحجة
على المخالفين. وانقطعت
معاذير المعتذرين. ويئس منكم
زمر المضلين والموسوسين

﴿٣٦﴾ مت کرو اور نافرمانی پر مت مرو اور زمانہ
نزدیک آگیا ہے اور وہ وقت نزدیک ہے کہ
ہرایک جان اپنے کاموں سے پوچھی جائے اور
بدلہ دی جائے۔ بلائیں بہت ہیں اور تمہیں
صرف ایمان نجات دے گا اور خطائیں بڑی
ہیں اور ان کو گداز نہیں کرے گا مگر گداز ہو
جانا۔ خدا کے عذاب سے اے میرے انصار!
ڈرو اور جو خدا سے ڈرے ان کے لئے دو
بہشت ہیں پس غافلوں کے ساتھ مت بیٹھو
ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے اپنی موتوں کو
بھلا رکھا ہے۔ خدا کی طرف دوڑو اور تیز
رفتار گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ ایسے گھوڑوں
﴿٣٧﴾ کو چھوڑو جو لنگڑا کے چلتے ہیں تا اپنے خدا کو
ملو۔ خدا کی طرف منقطع ہو جانا عادت پکڑو
تا خدا کا وصال اور اس کا قرب تمہیں
عنایت کیا جائے اور اسباب کو توڑ دو تا
تمہارے لئے اسباب پیدا کئے جائیں اور
مرجاؤ تا دوبارہ زندگی تمہیں دی جائے
آج مخالفوں پر حجت پوری ہوگئی اور عذر
کرنے والوں کے سب عذر ٹوٹ گئے اور
تم سے وہ سب گروہ ناامید ہوگئے جو گمراہ
کرنے والے اور وسوسہ ڈالنے والے تھے۔

الذین اکلوا اعمارھم فی ابتغاء الدنیا ولیس لھم حظٌّ من الدین. بل ھمؔ کالعمین. فالیوم انقض اللّٰہ ظھورھم و رجعوا یائسین. الیوم حصحص الحق للناظرین. واستبان سبیل المجرمین. ولم یبق معرضٌ الا الذی حبسہٗ حرمانٌ ازلیٌّ. ولا منکرٌ الّا الذی منعہٗ عدوانٌ فطریٌ. فنترک ھٰؤلاء بسلامٍ. و قدتم الافحام. و تحقّق الاثام. وان لم ینتھوا فالصبر جدیرٌ. وسوف یُنبّئھم خبیرٌ. ﴿۳۸﴾

انہوں نے دنیا کی طلب میں اپنی عمریں کھوئیں اور دین میں سے کوئی بہرہ حاصل نہ کیا بلکہ وہ اندھوں کی طرح ہیں۔ اور آج خدا نے ان کی کمریں توڑ دیں اور وہ ناامید ہوکر پھر گئے۔ آج دیکھنے والوں کے لئے حق ظاہر ہوگیا اور مجرموں کی راہ کھل گئی اور حق سے کنارہ کرنے والا وہی شخص رہا جس کو ازلی محرومی نے روک دیا اور وہی منکر رہا جس کو پیدائشی جور پسندی نے منع کر دیا۔ پس ہم ان لوگوں کو سلام کے ساتھ رخصت کرتے ہیں اور ان پر حجت پوری ہوگئی اور ان کا قابل سزا ہونا ثابت ہوگیا پس اگر اب بھی باز نہ آویں پس صبر لائق ہے۔ اور عنقریب وہ جو ان کے حالات پر اطلاع رکھتا ہے ان کو متنبہ کر دے گا۔

اَلْباب الثانی ﴿۳۹﴾

ثم بعد ذالک اعلموا یا اولی النھٰی. اَنّ اللّٰہ ذکر فی القراٰن انہٗ بعث موسٰی

پھر بعد اس کے تمہیں معلوم ہو اے دانشمندو! کہ خدا نے قرآن شریف میں یہ ذکر کیا کہ اس نے پہلی امتوں کے ہلاک کر دینے کے بعد موسیٰ کو

بـعـد مـا اهـلـک الـقـرون
الاولٰی .و اٰتـاه الـلّٰـه الـكـتـاب
والـحـكـم و الـنـبـوة .و وهـب
لـقـومـه الـخـلافة. واقـام
فيهـم سـلـسـلـة الـهُـدٰى .
وجـعـل خـاتـم خـلـفـائه
رسـولـهٗ ابـن مـريـم عيسٰى .
فـكـان عيسٰى اٰخـرلـبـن هٰذه
الـعـمـارة و عـلـمًـا لساعة
زوالها و عبـرةً لمن يخشٰى .
ثـمّ بـعـث الـلّٰـه نبيـنـا الاُمّـيَ
فـى ارض اُمّ الـقُـرٰى.و
جـعـلـهٗ مثيـل مـوسٰـى .وجـعـل
سـلـسـلـة خـلـفـاءه كـمـثـل
سـلـسـلـة خـلـفـاء الـكـليـم
لـتـكـون رِدْءً ا لهـا وانّ
فـى هٰـذا لاٰيةً لـمـن يـرٰى.
وان شـئـت فـاقـرء اٰية
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

پیدا کیا ۔ اور اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی اور اس کی قوم کو خلافت بخشی اور ان میں سلسلہ ہدایت کا قائم کیا اور اس سلسلہ کا خاتم الخلفاء حضرت عیسیٰ کو بنایا پس حضرت عیسیٰ اس عمارت کی آخری اینٹ تھے اور ایک دلیل تھے اس عمارت کے زوال کی گھڑی پر اور ایک عبرت تھے اس شخص کے لئے جو ڈرتا ہو ۔ پھر خدا نے ہمارے پیغمبر اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کی زمین میں مبعوث ﴿۴۰﴾
فرمایا اور ان کو مثیل موسیٰ علیہ السلام بنایا اور ان کے خلیفوں کا سلسلہ حضرت موسیٰ کے خلیفوں کے سلسلہ کی طرح اور ان کے مشابہ کر دیا تاکہ یہ سلسلہ اس سلسلہ کا مددگار ہو اور اس میں دیکھنے والوں کے لئے ایک نشان ہے اور اگر تو چاہے تو اس آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ [1]

[1] تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے ۔ (النور : ٥٦)

و لا تتبع الهوٰی. فان فیها وعد
الاستخلاف لھٰذہ الامة کمثل
الذین استخلفوا من قبل
والکریم اذا وعد وفا. وانا لا
نعلم اسماء خلفاء سبقونا مّن ﴿۴۱﴾
ھٰذہ الامة و من قبل الّا قلیلًا
ممّن مضٰی. وما قصّ علینا ربنا
قصص کلھم و ما انبأنا
باسمائھم فلا نؤمن بھم
الاجمالًا و نفوّض تفصیلھم الٰی
ربّنا الاعلٰی. ولٰکنا الجئنا
بنص القراٰن الٰی ان نؤمن
بخلیفةٍ منا ھو اٰخر الخلفاء
علٰی قدم عیسٰی. وما کان
لمؤمنٍ ان یکفر بہٖ فانہٗ
کفرٌ بکتاب اللّٰہ و لا یفلح
الکافر حیث اتٰی. وفَکّر فی
القراٰن حق الفکر ولا تکن
کالذی استکبر و ابٰی. وانہ
الحق من ربنا فاقرء سورة النور ﴿۴۲﴾

کو پڑھ لے اور اپنے ہوا و ہوس کا پیرو مت بن
کیونکہ اس آیت میں صاف وعدہ اس امت کے
لئے ایسے خلیفوں کا ہے جو ان خلیفوں کی طرح
ہوں جو بنی اسرائیل میں گذر چکے ہیں اور کریم
جب وعدہ کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے اور ہم ان
تمام خلیفوں کے نام نہیں جانتے جو ہم سے پہلے
گذر چکے ہیں مگر اس امت کے اور اگلی امتوں کے
چند گذرے ہوئے آدمی۔ اور خدا نے ان سب
کے نام سے بھی ہم کو اطلاع نہیں دی پس ہم ان
پر اجمالی طور پر ایمان لاتے ہیں اور ان کے
ناموں کی تفصیل کو اپنے خدا کو سونپتے ہیں مگر ہم
قرآن کی نص کے رو سے اس بات پر مجبور
ہوگئے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ آخری
خلیفہ اسی امت میں سے ہوگا اور وہ عیسٰی کے
قدم پر آئے گا اور کسی مومن کی مجال نہیں کہ اس
کا انکار کرے کیونکہ یہ قرآن کا انکار ہے اور جو
کوئی قرآن کا منکر ہے وہ جہاں جاوے خدا کے
عذاب کے نیچے ہے اور تو قرآن میں ایسا فکر کر
جیسا کہ فکر کرنے کا حق ہے اور اس شخص کی طرح
نہ ہو جو تکبر کر کے سر پھیر لیتا ہے اور یہی بات
خدا کی طرف سے حق ہے۔ پس سورہ نور کو

متدبّرًا لیتجلّٰی علیک ھٰذا النور کالضحٰی. واقرء اٰیة صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ وکفاک ھٰذان الشاھدان ان کنت تسمع وترٰی. فحاصل الکلام ان سلسلة الخلفاء المحمدیة قد وقعت کسلسلة خلفاء موسٰی. وکذالک کان الوعد فی القراٰن من رب السمٰوات العلٰی. فان اللّٰہ قد استخلف قومًا من قبل من بنی اسراءیل واصطفٰی. واکرم بنی اسراءیل وجعل فیھم النبوة ومَهّلهم حتّٰی طال علیهم العمر وترکوا التقوٰی. فلما انقضٰی علیهم ثلٰث مائةٍ بعد الألف من یومٍ بعث فیه الکلیم الذی کلّمه اللّٰه واجتبٰی. بعث اللّٰه رسولهٗ عیسی ابن مریم

غور سے پڑھ تا کہ تجھ پر یہ نور دن کی طرح ظاہر ہو اور اسی طرح صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ [1] کی آیت پڑھ اور تجھے یہ دونوں گواہ کافی ہیں اگر تو دیکھتا اور سنتا ہے پس حاصل کلام یہ ہے کہ محمدی خلیفوں کا سلسلہ موسوی خلیفوں کے سلسلہ کی مانند واقع ہے۔ اور اسی طرح بلند آسمان کے خدا کی طرف سے قرآن شریف میں وعدہ تھا کس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اس سے پہلے بنی اسرائیل میں خلیفوں کا سلسلہ قائم کیا اور ان کو خلافت کے لئے قبول کیا اور بنی اسرائیل کو عزت دی اور ان میں نبوت قائم کی اور ان کو لمبی مہلت دی یہاں تک کہ زمانہ دراز ان پر گزرا اور انہوں نے تقویٰ کو ترک کیا پس جس وقت کہ تیرہ سو برس موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے ان پر گزرے وہی موسیٰ کہ جس سے خدا ہمکلام ہوا تھا اور جس کو برگزیدہ کیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو بنی اسرائیل ﴿۴۳﴾

[1] الفاتحة : ٧

فیھم وجعلہٗ خاتم انبیاء ھم وعلمًا لساعۃ نقل النبوۃ مع العذاب فانذرھم و خشّی ☆ . وماکان لہٗ ابٌ من بنی اسراءیل اِلّا امہٗ. وکذالک خلقہ اللّٰہ من غیرابٍ و اومی فیہ

میں مبعوث فرمایااوران کو بنی اسرائیل کا خاتم الانبیا بنایا اور نبوت کی انتقال کی ساعت کے لئے ان کو دلیل ٹھہرایااوراس طور سے یہود کوڈرایا اورعیسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل میں سے سوائے ماں کے کوئی باپ نہ تھا۔اس طرح پرخدانے ان کو بے باپ پیدا کیا۔اوراس بے باپ پیدا کرنے میں ایک اشارہ

☆ الحاشیۃ ۔ انّ مریم ولدت ابنًا ما کان من بنی اسرائیل. ثم قیل فیھا ماقیل. وعَذّبوھا باقاویل. فکان ھٰذان الامران علمًا لساعۃ نقل النبوۃ و علمًا لتعذیب ھٰذہ الفرقۃ. فاصاب الیھود ذلۃ باخراجھم من ھٰذا البستان ۔ و نقل النبوۃ الٰی بنی اسماعیل غضبًا من اللّٰہ الدّیّان. ثم اصابھم ذِلّۃٌ اخریٰ وقارعۃ من ملوک الزمان. بل من کل ملک الٰی ھٰذا الاوان. وان فیھا لاٰیۃً لاھل العلم والعرفان. منہ

حاشیہ۔ مریم ایک لڑکا جنی جو بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا۔ پھر اس کے حق میں کہا گیا جو کہا گیا۔ اور طرح طرح کی باتوں سے اس کو دکھ پہنچایا گیا۔ پس یہ دونوں امر نقل نبوت کی گھڑی پر ایک دلیل تھے اور نیز اس بات پر کہ اس فرقہ کو عذاب پہنچایا جائے گا۔ پس یہود کو دو ذلتیں پہنچیں۔ ایک یہ کہ نبوت کے باغ سے خارج کر دیئے گئے اور نبوت بنی اسماعیل میں منتقل ہوگئی اور دوسری ذلت اور عذاب بادشاہوں کے ذریعہ سے ان کو پہنچا بلکہ ہر ایک بادشاہ کے ذریعہ سے اِس وقت تک اور اس میں اہل علم اور عارفوں کے لئے نشان ہیں۔ منہ

الٰی ما اومیٰ . وکان ذالک اٰیۃً
وّعلمًا للیھود واخبارًا لھم
فی رمزٍ قد اختفٰی . و ارھاصًا
لظھور نبینا خیر الورٰی .
وماجعل اللّٰہ المسیح خاتم
السلسلۃ الموسویۃ الّا غضبًا
علی الیھود فاھلکھم کما
اھلک القرون الاولٰی . ثم
اختار اللّٰہ قومًا اٰخرین و وُلِدَ
لھم ولدٌ طَیّبٌ من اُمّ القرٰی .
وھٰذا ھو محمّدٌ رسول اللّٰہ
وحبیبہ الذی بُعث عند الفساد
فی البر والبحر وجُعل مثیل
موسٰی . لینجی الناس من کل
فرعونٍ طغٰی . علیہ سلام اللّٰہ
وصلواتہٗ الٰی یومٍ یُعطٰی لہ المقام
المحمود و الدرجات العلیا .
واقام اللّٰہ بہٖ سلسلۃً اُخرٰی .
کمثل سلسلۃ مُوْسٰی . الذی ھو
مثیلہٗ فی ھٰذہٖ والعقبٰی . وکان
ھٰذا وعدٌ من اللّٰہ فی التوراۃ و
الانجیل و القراٰن و من اوفٰی

فرمایا جو فرمایا اور یہ ایک نشان اور دلیل تھی
﴿۴۴﴾ یہود کے لئے اور اس میں ایک پوشیدہ خبر تھی اور وہ
راز یہ تھا کہ بنی اسرائیل میں سے اب نبوت جاتی
رہے گی اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
ارہاص تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ
السلام کو موسوی سلسلہ کا خاتم اس لئے بنایا
تا کہ اپنا غضب یہود پر ظاہر فرماوے پس خدا
تعالیٰ نے ان کو ہلاک کیا جیسے پہلی امتوں کو ہلاک
کیا تھا اور پھر خدا تعالیٰ نے ان کے بدلے اور قوم
کو برگزیدہ کیا اور ان کے لئے ایک پاک اور
سعید و رشید بیٹا مکہ معظّمہ میں پیدا کیا اور وہ مولود
مسعود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا
اور حبیب خدا ہیں کہ بحر و بر کے فساد کے وقت
مبعوث ہوئے اور مثیل موسیٰ قرار دیئے گئے
﴿۴۵﴾ تا کہ لوگوں کو ہر فرعون سے نجات دیں خدا کا
سلام اور درود ہو ان پر اس روز تک کہ جس روز تک
مقام محمود اور درجات بلند عطا کئے جائیں اور
خدا تعالیٰ نے ان کے واسطہ سے ایک دوسرا
سلسلہ قائم کیا جو وہ سلسلہ اُس موسیٰ کے سلسلہ کی
مانند ہے کہ وہ اس کا مثیل ہے اس دنیا میں اور
عقبیٰ میں اور یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا
تورات اور انجیل اور قرآن میں اور وعدہ کا وفا

مـن الـلّٰــه وعـدًا و اصدق قيلًا .
ولـمـا كـان وعـد الـمشابهة فی
سـلسلتی الاستخلاف وعدًا اُكّد
بـالـنون الثـقيـلة مـن اللّٰـه صادق
الـوعـد الـذی هو اوّل مَن وفٰی. ﴿۴۶﴾
اقتـضٰـی هٰـذا الامـر ان يأتی اللّٰه
بـاٰخر السلسلة المحمّدية خليفةً
هـو مثيـل عيسٰی . فـانّ عيسٰی
كـان اٰخـر خلفاء ملّة موسٰی كما
مـضٰـی و وجب ان لايكون هٰذا
الـخـليفة من القريش و ان لا يأتی
مـع السَّيف ولا يـؤمـر للوغٰـی .
ليتـم امر المشابهة كما لايخفٰی
ووجـب ان يـظهر تحت حكومة
قـومٍ اٰخـريـن الـذيـن هـم كمثل
قـومٍ بـعـث الـمسيـح فـی زمـن
حـكـومتهـم فـانـظـر الٰی هٰـذه
الـمـضـاهاة فانها اوضح و اجلٰی.
و انـت تـعلم اَنّ عيسٰـی قـدجمع ﴿۴۷﴾
هٰذه الاربعة و كذالک اراد اللّٰه
فــی مسيـح هٰـذه الامة وقضٰـی .
ليتـم امـر الـمـمــاثلة ولا يكون

کرنے والا اور راست گو خدا تعالیٰ سے زیادہ کون ہے اور جس وقت کہ وعدہ مشابہت خلافت کے دونوں سلسلہ میں تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ مؤکد کیا گیا تھا اس بات نے تقاضا کیا کہ سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو کس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں میں سے آخری خلیفہ تھے جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ جو خاتم الخلفاء ہے قریش میں سے نہ ہووے اور تلوار نہ اٹھائے اور جنگ کا حکم نہ کرے تا کہ مشابہت پوری ہو جائے جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور یہ بھی لازم ہوا کہ وہ ایک دوسری قوم کی حکومت کے نیچے ظاہر ہووے جو وہ قوم مثل اس قوم کے ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس کی حکومت کے زمانہ میں ظاہر ہوئے تھے۔ پس اس مشابہت کو دیکھ کہ کیسی واضح اور روشن تر ہے اور تو جانتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام یہ چاروں صفات اپنی ذات میں جمع رکھتے تھے اور اسی طرح خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ یہ چاروں صفات اِس اُمت کے مسیح میں بھی جمع ہوں تا کہ امر مماثلت

کـقسـمةٍ ضیـزٰی☆ . وکـان
ھٰـذا وعـد الـلّٰــہ وان وعـد
الـلّٰــہ لآ یبــدل ولا یـنسٰـی.

بوجہ اتم حاصل ہو جائے اور ایسی نکمی تقسیم نہ ہو کہ
اس میں کمی زیادتی کسی قسم کی رہ جائے۔ اور یہ
﴿۴۸﴾ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا اور یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ نہ قابل

☆ **الـحــاشیة** ۔ ان قیـل ان
الـمسیـح قـد خـلق من غیر ابٍ من
یـدالـقدرۃِ . و ھٰذا امرٌ فـوق العادۃ.
فـلایتـم ھـنـاک شـان الـمـماثلة. وقد
وجـب المضاھاۃ کـما لایخفٰی علی
الـقـریـحة الوقادۃ . قـلـنـا ان خلق
انسـان مـن غیر اب داخلٌ فی عادۃ
اللّٰہ القدیر الحکیم . ولا نسلّم انہٗ
خـارجٌ مـن الـعــادۃ ولا ھو حـری
بـالتسلیم۞. فـان الانسـان قد یتولد
مـن نـطـفة الامرأۃ وحدھا ولو علٰی
سبیـل الندرۃ . ولیـس ھـوبخارجٍ
مـن قـانـون الـقـدرۃ . بــل لہٗ
نــظـائـر وقـصـصٌ فـی کـل قـومٍ

حاشیہ ۔ اگر کہا جائے کہ حضرت مسیح علیہ السلام
بے باپ پیدا ہوئے تھے اور یہ اک امر فوق
العادت ہے۔ پس شان مماثلت پوری نہیں
ہوتی ہے اور باہم مشابہت کا ہونا ضروری
ہے جو سلیم الطبع لوگوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔
ہم کہتے ہیں کہ انسان کا بے باپ پیدا کرنا
عادت اللہ میں داخل ہے اور ہم اس کو قبول
نہیں کرتے کہ یہ خارج از عادت ہے اور نہ
لائق ہے کہ اس بات کو قبول کیا جائے کس لئے
کہ انسان کبھی عورت کے نطفہ سے بھی پیدا
ہو جاتا ہے اگرچہ بات نادر ہو اور یہ امر
﴿۴۸﴾ قانون قدرت سے بھی خارج نہیں ہے بلکہ ہر
قوم میں اس کی نظیریں پائی جاتی ہیں

۞ **الحاشیة** ۔ الـم تر انّ اٰدم علیه
الـسلام ماکان له ابوان فکون ھٰذا
الامـر من عادۃ اللّٰہ ثابت من ابتداء
الزمان. منه

حـاشیة ۔ آیا تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت
آدم علیہ السلام کا نہ کوئی باپ تھا اور نہ
ماں۔ پس یہ امر عادت اللہ میں داخل ہونا
ابتدا زمانہ سے ہی ثابت ہے۔ منه

الا تـقـرءون كتـاب اللّٰه اليـس
فيـــه هٰـذا الـوعـد فــاتـقـوا

بـقية الـحـاشية ۔ وقـد ذكـرهـا
الاطباء من اهل التجربة . نعم نقبل
ان هٰـذه الواقعة قليلةٌ نسبةً الٰى ما
خـــالـفهـا مـن قـانـون الـتـوليـد.
وكـذالك كـان خـلـقـى مـن اللّٰه
الوحيد☆ .وكـان كـمثلهٖ فى الندرة
وكفٰى هٰـذا الـقـدر للسعيد. فانى
ولـدت تَـوْءَ مًـا و كـانـت صبيةٌ
تـولـدت مـعـى فى هٰـذه الـقـرية.
فـمـاتــت وبـقيـت حيًّا من امر
اللّٰـه ذا الـعـــزة. و لاشک ان
هٰـذه الـواقـعـــة نـادرةٌ نسبة الـى
الـطـريـق الـمتـعـارف المشهور.
ويـكـفى للمضاهاة الاشتراک فٖى ﴿۴۹﴾
الـندرة بهٰذا القدر عند اهل العقل

☆ الـحـاشية على الحاشية ۔ ومع
ذالک انّى ارسلت فى المهزودتين
و اعيـش فـى الـمـرضين مرض فى
الشـقّ الاسفل ومرض فى الاعلٰى.
فحياتى اعجب من تولّد المسيح و
اعجاز لمن يرىٰ. منه

تبدیل اورنہ لائق سہو ہے۔آیا تم کتاب الٰہی کونہیں
پڑھتے؟ کیا اس میں یہ وعدہ نہیں ہے؟ خدا تعالیٰ

بقیہ حاشیہ ۔ اور اہل تجربہ طبیبوں نے ایسی
نظیروں کا ذکر کیا ہے ۔ ہاں ہم یہ بات قبول
کر سکتے ہیں کہ بغیر باپ کے پیدا ہونا
قلیل الوقوع امر ہے بہ نسبت اس امر کے کہ
اس کا مخالف ہے اور اس امر عجیب کے مشابہ
میری پیدائش ہے۔کس لئے کہ میں تَواَم
پیدا ہوا ہوں اور میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا
ہوئی تھی جو وہ مر گئی اور میں زندہ رہ گیا اور
اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ واقعہ بھی نسبتاً
عام پیدائش کے قاعدہ سے عجیب ہے اور
مشابہت کے لئے اسی قدر اشتراک کافی
ہے ۔کس لئے کہ مشابہت و مماثلت سوائے

حاشیہ در حاشیہ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں دو
(زرد) چادروں میں مبعوث کیا گیا ہوں اور میں دو
بیماریوں کے ساتھ زندگی گزار رہا ہوں ایک بیماری
جسم کے نچلے حصہ میں ہے اور دوسری اوپر والے حصہ
میں اور میری زندگی مسیح کی ولادت سے زیادہ تعجب
خیز ہے اور جو غور کرے اس کے لئے اعجاز ہے۔ منه

اللّٰه الذی الیه الرجعٰی .

بقية الحاشية ۔ والشعور. فان المشابهة لاتوجب الا لونًا من المناسبة. ولا تقتضى الا رائحةً من المماثلة. وانا اذا قلنا مثلًا ان هٰذا الرجل اسدٌ بطريق المجاز و الاستعارة. فليس علينا من الواجب ان نثبت لهٗ كلما يوجد فى الاسد من الذنب والزئر وهيئة الجلد وجميع لوازم السبعية. ثم اعلم ان تولّد عيسى ابن مريم من غير ابٍ من بنى اسرائيل بهٰذ الطريق. تنبيةٌ لليهود وعلمٌ لساعتهم واشارةٌ الٰى ان النبوة مُنْتَزَعٌ منهم بالتحقيق. واما مسيح هٰذه الامة فولد توأمًا من ذكرٍ و انثى وفُرّق بينهٗ و بين مادة النساء. وفى ذالك اشارةٌ الٰى ان اللّٰه يبث به كثيرًا فى هٰذه الفئة رجال الصدق والصفاء. فالاغراض مختلفةٌ فى هٰذا وفى ذالك فلذالك اختلف طريق التوليد من حضرة الكبرياء . منه

سے ڈرو کہ خدا کی طرف ایک دن جانا ہے اُن

بقیہ حاشیہ ۔ ایک رنگ کی مناسبت کے اور کچھ نہیں چاہتی ہے ۔ اور وہ اس جگہ حاصل ہے مثلاً جب ہم بطریق مجاز و استعارہ یہ کہیں کہ یہ مرد شیر ہے پس ہمیشہ یہ لازم وواجب نہیں ہے کہ ہم یہ ثابت کریں کہ تمام اعضاء وصفات اس مرد کے شیر میں پائے جاتے ہیں چنانچہ دُم وآواز اور بال اور کھال اور تمام درندگی کے لوازم بھی اس میں ہوں پھر جان تو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا بنی اسرائیل میں سے یہود کے لئے ایک تنبیہ ہے اور ان
کے زوال کی گھڑی پر ایک دلیل ہے اور ﴿۵۰﴾
اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور نبوت ان سے منتقل ہو جائے گی مگر اس امت کا مسیح مذکر اور مؤنث سے توام پیدا ہوا ہے اور مادۂ انثیت اس سے علیحدہ کر دیا گیا ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس گروہ میں بہت مرد پیدا کرے گا جو صاحب صدق و صفا ہوں گے ۔ پس ان دونوں پیدائشوں میں مختلف اغراض ہیں ۔ اس لحاظ سے طریق ولادت میں اختلاف واقع ہوا ہے ۔ منہ

ولا تکونوا کالذین یقرء ون
القراٰن ومایبالون ما امر
﴿۴۹﴾ القراٰن و مانھٰی . وَاٰذا
قیل لھم اٰمنوا بما وعد
اللّٰہ و لا تنسوا نصیبکم
من رحمةٍ تُرْجٰی . قالوا
لا ندری ما الوعد و طبع
علٰی قلوبھم فلا یسمع
احدٌ منھم ولا یریٰ .
ولا یقبلون الحق وقد
اٰتینا الدلائل کدرٍ ابھٰی .
﴿۵۰﴾ اٰلا ینظرون الی القراٰن
او علی الابصار غشاوة
فما یرون ماطلع وتجلّٰی.
ومنھم قومٌ اُعطوا علمًا
ثم یمرّون کالذی اعرض
وابٰی . ولئن سألتھم ما وعد
اللّٰہ ربّکم الاعلٰی. لیقولن
﴿۵۱﴾ انہٗ وعَدَ المؤمنین ان
یستخلف منھم کما استخلف
من قوم موسٰی . فقد
اقرّوا بتشابہ السلسلتین

لوگوں کی طرح نہ بن جاؤ کہ قرآن شریف پڑھتے ہیں اور اس کے امر ونہی کی کچھ پروا نہیں کرتے جب ان کو کہا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ پر ایمان لاؤ اور جس رحمت کے تم امیدوار ہو اس میں سے اپنا حصہ نہ گنواؤ تو کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ وعدہ کیا ہوتا ہے اور ان کے دل پر مہر لگی ہوئی ہے کوئی بھی ان میں سے نہیں دیکھتا اور نہیں سنتا اور حق کو قبول نہیں کرتا حالانکہ ہم نے چمکدار موتیوں کی طرح ان کو دلائل دیئے۔کیا قرآن کی طرف نہیں دیکھتے یا ان کی آنکھوں پر پردہ ہے جو وہ اس تجلی کی طرف جو طلوع ہوئی ہے نظر نہیں کرتے اور ان میں ایک قوم ہے جس کو علم تھوڑا سا دیا گیا ہے تسپر بھی اعراض و انکار ہی کرتے ہیں۔اگر ان سے پوچھا جائے کہ تمہارے خدا نے کیا وعدہ فرمایا ہے تو اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہاں خدا نے یہ وعدہ مومنوں سے ضرور کیا ہے کہ ان میں خلیفے پیدا کئے جاویں گے ان خلیفوں کی مانند جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں خلیفے پیدا کئے تھے۔پس دونوں سلسلوں کی مشابہت میں کا اقرار کرتے ہیں پھر ایسے شخص کی طرح انکار کر بیٹھے ہیں کہ وہ سوجاکھا ہو اور اپنے

ثم ينكرون كبصيرٍ تعامٰى . ولمّا كان نبينا مثيل موسٰى . وكان سلسلة خلفاءٖ مثيل السلسلة الموسوية بنصٍ اجلٰى. وجب ان تختتم السلسلة المحمّدية علٰى خليفةٍ هو مثيل عيسٰى . كما اختتم علٰى ابن مريم سلسلة صاحب العصا . ليطابق هٰذه السلسلة بسلسلةٍ اولٰى . وليتم وعد مماثلة الاستخلاف كما هو ظاهرٌ من لفظ كما. فأروني خليفةً من دونّى جاء علٰى قدم ابن مريم منكم علٰى اجلٍ يشابه اجلًا مضٰى. وقد انقضت مدةٌ من نبيّنا الٰى يوم بعثنا هٰذا . كمثل مدةٍ كانت بين موسٰى وعيسٰى. وان فى ذالک لاٰیةً لقومٍ يطلبون الهدٰى. فما لكم لم تنتظرون نزول المسيح من السماء. انسيتم ما تقرءون فى القراٰن او رضيتم

آپ کو اندھا بنا لے اور جس حالت میں ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ٹھہرے اور نیز سلسلہ
خلفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل سلسلہ موسیٰ
علیہ السلام قرار پایا جیسا کہ نصِ صریح اس پر دلالت
کرتی ہے پس واجب ہوا کہ سلسلہ محمدیہ ایک ایسے
خلیفہ پر ختم ہو کہ وہ مثیل عیسیٰ علیہ السلام ہووے
جیسا کہ سلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ
علیہ السلام پر ختم ہوا تا کہ یہ دونوں سلسلے باہم مطابق
ہو جائیں اور تا کہ وعدہ مماثلت اِس سلسلہ کے
خلیفوں کا اور اُس سلسلہ کے خلیفوں کا پورا ہو
جائے جیسا کہ امر مماثلت کَمَا کے لفظ سے ظاہر
ہے جو آیت میں موجود ہے۔ اب مجھ کو وہ خلیفہ ﴿۵۲﴾
دکھاؤ کہ بجز میرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم
پر اس امت میں سے آیا ہو اور اُس کا زمانہ اور
حضرت مسیح کا زمانہ مشابہ ہو اور یہ تحقیق ہو چکا ہے
کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے
اس وقت تک وہی مدت گزری ہے کہ جو مدت
زمانہ موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک
گزری تھی اور اس میں ہدایت طلب کرنے
والوں کے لئے اشارہ ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم
مسیح کا انتظار آسمان سے کر رہے ہو اور تم نے جو
قرآن شریف میں پڑھا ہے اس کو بھولتے ہو کیا

بتکذیب کلام ربّکم الاعلٰی . اتکفرون بکتاب اللّٰہ وھو بحرٌ من المعارف وماءٌ اصفٰی . وکیف اِسْتَطَبْتُم ان تترکوا الفرقان الحمید لاقوالٍ شتّٰی . اتستبدلون الذی ھو ادنٰی بالذی ھو خیرٌ وانّ الظنّ لایغنی من الحقّ شیئًا . وقد جمع الشمس والقمر کما ذکر القراٰن وکسفا فی رمضان کشق القمر فی زمن خیر الورٰی. وعطّلت العشار لمن یّرٰی. ووُھبت لنا مطیّۃٌ اخرٰی . لنقدرعلی السیاحۃ ازید من المسیح ونجعل امر التبلیغ اکمل منہ واوفٰی . وانظروا الٰی فضل اللہ انہٗ اظھر لی شھادۃ من السماء . و شھادۃ من الارض و شھادۃ من بینھما وأَرَی الامر کضوء الضحٰی . الا ترون الٰی تشابہٍ فی امر استخلافٍ اتٰی. واستخلافٍ ﴿۵۳﴾

اس بات پر راضی ہوگئے کہ کلام الٰہی کی تکذیب ہو۔ تم اس کتاب اللہ سے انکار کرتے ہو جو معارف کا دریا اور صاف و شفاف پانی ہے اور تمہیں کیونکر یہ بات پسند آ گئی کہ قرآن شریف کو ان اقوال کے بدلے چھوڑتے ہو جو بے سر وپا اور متفرق ہیں اور ادنیٰ کو اعلیٰ کے عوض میں ترک کرتے ہو اور ظنّ ،حق سے کسی طرح مستغنی نہیں کرتا۔ اور چاند اور سورج جمع کئے گئے جیسا کہ قرآن شریف میں ذکر آیا ہے اور دونوں کا رمضان شریف میں کسوف وخسوف ہوگیا جیسے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شقّ القمر ہوا۔ اونٹ بے کار کئے گئے اور ان کی جگہ اور سواری عطا ہوئی تا کہ ہم مسیح سے زیادہ سیاحت پر قادر ہوں اور اس سے زیادہ کامل تبلیغ کو بجا لاویں۔ خدا تعالیٰ کے فضل کی طرف دیکھو کہ اس نے میرے لئے ایک گواہی آسمان سے اور ایک گواہی زمین سے اور ایک ان دونوں میں ظاہر فرمائی اور چاشت کے وقت کی روشنی کو دکھلا دیا۔ تم اُس مشابہت کی طرف نہیں دیکھتے جو اس سلسلہ کے خلافت کے امر میں اور بنی اسرائیل کے سلسلہ کی خلافت میں ہے اس

خلا . وان فی ذالک لاٰیۃً لمن
تیقّظ و ارق الکریٰ . الا ترون
الٰی زمنٍ بعثت فیہ وقد جئتکم
بعد رسول اللّٰہ المصطفٰی . الٰی
امدٍ کان بین موسٰی وعیسٰی .
وان فی ذالک لاٰیۃً لاولی
النھٰی. فانظروا کیف اجتمعت
الاٰیات من اللّٰہ ذی المجد
والعلٰی. فکُسف القمر
والشمس فی شھر الصیام
وترک القلاص فلا یُحمل علیھا
ولا تُمْتطٰی. ومعھا اٰیاتٌ اخریٰ .
وھل اجتمعت ھٰذہٖ قط
لکذاب افتریٰ . فاتقوا جھنم
التی تأکل المجرمین وان المجرم
لا یموت فیھا ولَا یحیٰی. ﴿۵۵﴾
أتنبذون کتاب اللّٰہ وراء
ظھورکم وتتبعون اقوالًا اخریٰ.
وان ھو اِلّا بغیٌ وظلمٌ وخروجٌ من
الھدٰی . والخیر کلہٗ فی القراٰن
والتمسک بہٖ من دأب التُقٰی.
وان الارض والسماء قد شھدتا

﴿۵۴﴾ میں ایک نشان ہے ان کے لئے جو خواب
غفلت سے بیدار ہونا چاہتے ہیں۔ کیا تم
اس زمانہ کو جس میں مَیں مبعوث ہوا نہیں
دیکھتے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد اتنی ہی مدت میں آیا ہوں جو مدت
موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام میں
چودہ سو سال کی تھی اس میں عقلمندوں کے
لئے ایک نشان ہے۔ دیکھو کہ خدا نے کیونکر
بہت سے نشان جمع کر دیئے اور کیونکر چاند
و سورج کا گرہن رمضان میں ہوا اور
اونٹ کی سواری بے کار ہوئی اور ان کے
سوا اور بھی نشانات ہیں۔ کیا کبھی یہ نشان
کسی مفتری کے لئے جمع ہوئے ہیں؟ اس
دوزخ سے ڈرو کہ جو مجرموں کو کھا
جانے والی ہے اور مجرم اس میں نہ مریں
گے اور نہ جئیں گے۔ کیا کتاب اللہ کو
پسِ پشت ڈالتے ہو اور دوسری باتوں کی
پیروی کرتے ہو۔ یہ عادت سراسر بغاوت
اور ظلم اور ہدایت سے دور ہونے کی ہے۔
سب بھلائیاں قرآن شریف میں ہیں
اور اس کی پیروی پرہیز گاری کا طریق
ہے۔ زمین و آسمان نے میری گواہی دی۔

لی وھل تشھدان الّا لصادقٍ اذ ادّعٰی . **فاعلموا انی انا المسیح الموعود والمھدی المعھود من اللّٰہ الاحفٰی.** وارسلت عند صول الصلیب وکون الاسلام کالغریب لیتم بی الوعد الحق وماکان حدیثا یفتریٰ. ولوکنت مفتریًا غیر صادقٍ لما اجتمع لی من الاٰي ما اجتمع وان اللّٰہ لایؤید من کَذبَ وافترٰی علی اللّٰہ واعتدٰی. وان فی زمانی ومکانی وقومی وعدا قومی لاٰیاتٌ علٰی صدقی لمن تدبّر وما استکبر وماعلا. وجئتکم حکمًا عدلًا لابیّن لکم بعض الذی تختلفون فیہ. ولاقتل کل حیّۃٍ تسعٰی☆ . وما جئت فی غیر وقتٍ بل جئت علٰی رأس المائۃ وعند فتنٍ بلغت المنتھٰی . وما جئت من غیر برھانٍ وقد نزلت الاٰی من السّمٰوات العلٰی. وجحد ﴿۵۶﴾

کیا صادق کے سوا زمین و آسمان دوسرے کی گواہی اس طور سے دے سکتے ہیں۔ دیکھو کہ میں بہ تحقیق مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں خدائے مہربان کی طرف سے میں بھیجا گیا ہوں۔ صلیبی غلبہ اور اسلامی غربت کے وقت تاکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو اور یہ ایسی بات نہیں ہے کہ افترا کے طور پر بیان کی ہو اگر میں مفتری ہوتا اور صادق نہ ہوتا یہ تمام نشان جو مجھ میں جمع کئے گئے ہیں ہرگز جمع نہ ہوتے اور خدا تعالیٰ اس کی تائید نہیں کرتا جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھے اور حد سے گزر جائے بہ تحقیق میرے زمانہ میں میرے مکان میں میری قوم میں میرے دشمنوں کی قوم میں تدبر کرنے والوں کے لئے نشان ہیں اور میں حَکَم اور عَدل ہوکر آیا ہوں تاکہ تم میں تمہارے مختلف امور میں فیصلہ کردوں اور میں بے وقت نہیں آیا ہوں بلکہ عین وقت اور صدی کے سر پر آیا ہوں اور اس وقت کہ جب فتنے انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔ اور نہ بغیر حجت اور دلیل کے آیا ہوں اور بہت سے نشان ظاہر ہوگئے ہیں۔ زبانوں نے انکار کیا

☆ ای کل بدعۃٍ اُشیعَتْ. منہ

ترجمہ۔ یعنی ہر بدعت کو جو پھیل چکی ہے (میں ختم کروں)۔

الالسن وَاستيقن القلوب
وهدى اللّٰه من هدٰى .
أ تمارون فی امری وقد حصحص
الحق وظهرت دلائل لا تُعَدُّ
وتُحْصٰی. الا تنظرون الی
القراٰن وانهٗ یشهد لی ببیانٍ اوضح
واجلٰی. وھل اتاک حدیث خیر
الورٰی . اذ قال کیف انتم اذ
نزل فیکم ابن مریم و امامکم
منکم ففکّر فی قولهٖ منکم
وتفکر کمن اتقٰی . وانّ ھٰذا
الحدیث یقص علیکم مابین لکم
الفرقان فلا تُفرّقوا بین کتاب اللّٰه
وقول رسوله المجتبٰی. واتقوا
اللّٰه الذی ترجع الیه کل نفسٍ
فتجزٰی. الا تعلمون مَا قال
ربّکم اعنی قولهٗ وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ الٰی قولهٖ
لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا .[1]
فمالکم تشرکون باللّٰه
عیسٰی والدجال من غیر
علمٍ من اللّٰه ولا الھدٰی.

﴾۵۷﴿ اوردلوں نے یقین کرلیا ہے خدا تعالیٰ جس کو چاہے
ہدایت کرے کیا تم میرے امر میں شک کرتے ہو
حالانکہ جس قدر ثبوت کے ساتھ حق ظاہر ہونا چاہیے
تھا وہ ظاہر ہوگیا۔ اوراس قدر دلائل ظاہر ہوئے کہ جو
ان گنت ہیں۔ قرآن شریف کی طرف تم نہیں دیکھتے
کہ وہ واضح اورروشن بیان سے میری گواہی دیتا ہے۔
تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی بھی خبر
ہے جبکہ آپ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن
مریم تم میں نازل ہوگا اور وہ تمہارا امام اور تم میں سے
ہی ہوگا۔ یعنی تمہاری ہی قوم سے نہ کسی دوسری قوم
سے۔ اس قول میں کہ مِنکُم ہے فکر کراور پرہیز گاروں
کی طرح غور کر! اور یہ حدیث وہی بیان کرتی ہے جو
قرآن شریف نے فرمایا ہے۔ پس کتاب اللہ اور
قول رسول اللہ میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اوراس خدا سے
ڈرو کہ اس کی طرف ایک دن جانا ہے اور اپنے
﴾۵۸﴿ اعمال کی جزا پانی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہمارے
خدا نے کیا فرمایا۔ یعنی یہ کہ وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ تا اُس کے قول
لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا تک۔ کیا اس
فرمودہ میں تم غور نہیں کرتے کہ صاف صاف ہدایت
فرماتا ہے کہ تمام خلیفے اسی امت میں سے ہوں گے
نہ کوئی ایک آسمان سے نازل ہوگا۔ تمہیں کیا ہوگیا کہ

[1] النور:۵۶

وتنتظرون ان ينزل عليكم المسيح من السماء وكيف ينزل من مات وَاُلْحِق بالموتىٰ. أَعِنْدكم حجّةٌ قاطعةٌ علىٰ دعواكم فتتبعونها او اثرتم على اليقين ظنًّا اخفىٰ . ياحسرةً عليكم انكم نسيتم قول الله وقول رسوله اعنى منكم وظننتم ان المسيح يأتى من السمٰوات العلىٰ. وهل هو الّا خروجٌ من القراٰن وخروجٌ من الحديث ومفسدةٌ عظمىٰ . وكيف تتركون القراٰن ﴿۵۹﴾
واي شهادةٍ اكبر منه لمن اهتدىٰ . وان للقراٰن شانًا اَعْظم من كلّ شان وانهٗ حَكَمٌ ومهيمنٌ وانهٗ جمع البراهين وبدّد العدا. وانهٗ كتابٌ فيه تفصيل كلّ شيءٍ وفيه اخبار مايأتى وما مضىٰ . ولاياتيه الباطل من بين يديه

حضرت عیسیٰ اور دجال کو خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہو کیا اس پر کوئی دلیل رکھتے بلکہ ناحق انتظار کرتے ہو کہ مسیح آسمان سے آوے اور وہ آسمان سے کیونکر آسکتا ہے کہ وہ فوت ہوگیا اور فوت شدوں میں مل گیا۔ کیا تمہارے دعوے پر کوئی قاطع حجت ہے کہ اس کی پیروی میں سرگرم ہو یا یقین کو ترک کر کے پوشیدہ گمان کو اختیار کرنے میں دلیر ہو۔ تم پر افسوس کہ تم نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے قول مِنْکُمْ کو فراموش کر دیا اور فضول گمان رکھتے ہو کہ مسیح آسمان سے آوے گا یہ تمہارا گمان قرآن شریف (اور حدیث) سے خارج ہونے کی نشانی ہے۔ اور حق سے خارج ہونا مفسدہ عظیمہ ہے۔ تم قرآن کو کیونکر ترک کرتے ہو کیا کوئی بڑی بھاری گواہی قرآن سے زیادہ تمہارے پاس موجود ہے؟ اور قرآن کی وہ اعلیٰ شان ہے کہ ہر ایک شان سے بلند ہے اور وہ حَکَم ہے یعنی فیصلہ کرنے والا اور وہ مہیمن ہے یعنی تمام ہدایتوں کا مجموعہ ہے اس نے تمام دلیلیں جمع کر دیں اور دشمنوں کی جمعیت کو تتر بتر کر دیا۔ اور وہ ایسی کتاب ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور اس میں آئندہ اور گزشتہ کی خبریں موجود ہیں اور باطل کو اس کی طرف راہ نہیں ہے نہ آگے سے نہ

ولا من خلفهٖ وانهٗ نور ربنا الاعلٰی. فاترک کلّ قصةٍ تُخالِفُ قصصهٗ ولا تعص قول ربّک فتشقٰی. وتعلم ان نبينا كان مثيل من نودی بالواد المقدس طُوٰی. وكانت خلفاءهٗ كخلفاءهٖ وكانت السلسلتان متشابهتين فی المدٰی. وَ كذالک قال ربّنا وقد قرء ت فيما مضٰی. وتلک حقيقةٌ لا تُسْترو لا تُخْفٰی. فلا يصدّنک عنها من اتبع هواه و ترک الصراط و هو يرٰی. و علمتَ انّی جئتُ علٰی اجلٍ من سيدی المصطفٰی. كمثل اجلٍ جاء عليه من الكليم ابن الصديقة عيسٰی. وعلمت انّ خاتم خلفاء هٰذه الامة من الامة لامن فئةٍ اخرٰی. فكيف تكفربهٖ أ تكفر بالقراٰن لِاَقوالٍ شتّٰی. ومن فَكّر فی اٰية

پیچھے سے اور وہ خدا تعالیٰ کا نور ہے۔ ہر یک ایسے قصہ کو چھوڑ دو جو قرآن کا مخالف ہے۔ اور پروردگار کے فرمودہ کی نافرمانی مت کرو تا کہ شقاوت کے بھنور میں نہ جا پڑو۔ اور تم جانتے ہو کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ علیہ السلام تھے اور آپ کے تمام خلیفے جو بعد آپ کے آئے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفوں کے مانند تھے اور یہ دونوں سلسلے آپس میں مقدار مدّت میں
﴿۶۰﴾ مشابہت رکھتے ہیں۔ اور ایسا ہی ہمارے خدا نے فرمایا ہے جیسا کہ تم نے پہلے پڑھ لیا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے جس کو پوشیدہ رکھنا اچھا نہیں ہے۔ تمہاری ہوا و ہوس اس سے تم کو نہ روک دے اور نہ وہ شخص جو کہ دیدہ و دانستہ راہ راست کو ترک کرتا ہے۔ اور تم جانتے ہو کہ میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی مدت پر آیا ہوں کہ جس میں عیسیٰ علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے تھے۔ اور تم نے جان لیا کہ امت کا خاتم الخلفاء اسی امت میں سے ہے نہ دوسرے گروہ میں سے پس کیوں اس کا انکار کرتے ہو؟ کیا پراگندہ اور بے اصل باتوں کے بھروسہ پر قرآن کا انکار کرتے ہو۔ اور جو کوئی فکر کرے گا اس آیت میں کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ہے اس کا دل یقین اور ایمان سے پُر ہو جائے گا

ليستخلفنّهم مُلِأً قلبهٗ يقينًا
و ايمانًا وترك ما يُرْوٰى بخلافهٖ
و يُحْكٰى . و كُشفت عليّه الحقيقة ﴿٦١﴾
و كذّب من نطق بخلافه و روىٰ.
فويلٌ للذى سمع هٰذه الدلائل
ثم كَذَّب و ابٰى. ام حسب ان
اللّٰه وعد وعدًا ثم اخلفهٗ او
نسى وعدهٗ كرجلٍ هو كثير
الذهول ضعيف القُوىٰ.
سبحان اللّٰه تقدس وتعالٰى .
فبأىّ حديثٍ بعد كتاب
اللّٰه تؤمنون . اَتتركون
اليقين بشكٍ سرٰى . أَتؤثرون
الظنّ علٰى ما جاء كم من
اليقين ومن أَظْلم مِمّن
ترك الحق و اتبع الهوٰى .
أَبقى شك فى خاتم الخلفاء و
فى انهٗ منكم فأتوا بالقراٰن ان كان
الامر كذا. و ان الحق قدحصحص ﴿٦٢﴾
فلا تحثوا عليه التراب ولا تخفوه
فى الثرٰى. و اتقوا اللّٰه الذى اليه
ترجعون وحدانًا .و مارٰى معكم

اور جو باتیں اس کے برخلاف بیان کی جاتی ہیں ان سب کو چھوڑ دے گا اور اس شخص پر حقیقت منکشف ہو جائے گی اور اس کی وہ تکذیب کرے گا جو اس کے خلاف میں روایت کرے گا۔ اس شخص پر افسوس ہے کہ دلائل کو سنے اور پھر تکذیب کے پیچھے پیچھے ہو لے۔ کیا یہ گمان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ کر کے پھر خلاف وعدہ کیا یا اپنے وعدہ کو ایسے شخص کی طرح بھول گیا جس پر نسیان غالب ہے۔ ان بدگمانیوں سے خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہے قرآن کو چھوڑ کر کس حدیث پر ایمان لاؤ گے۔ کیا یقین کو شک کے بدلے کہ تمہارے دلوں میں جم گیا ہے ترک کرتے ہو کیا ظن کو یقین کے بدلے اختیار کرتے ہو اس سے زیادہ وہ کون ظالم ہوگا کہ حق کو ترک کرے اور ہوا و ہوس کی پیروی کرے۔ کیا اب کوئی شک باقی رہ گیا خاتم الخلفاء میں یا اس امر میں کہ خاتم الخلفاء تم میں سے ہے۔ قرآن کو لاؤ اگر شک رکھتے ہو حق ظاہر ہو گیا اس پر خاک نہ ڈالو اور ہرگز مت چھپاؤ اور خدا تعالیٰ سے جس کی طرف جانا ہے ڈرو اور میں نہیں دیکھتا کہ تمہارے دنیا کے دوست تمہاری حمایت کے لئے

احباب الدنیا. فقوموا فرادیٰ فرادیٰ ولا تنظروا الٰی من احبّ أو عادیٰ. ثم فکروا بقلبٍ اتقٰی. وعقلٍ اجلٰی اما قال ربکم لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ. و انّ فی ذالک حجةً علٰی من طغٰی . فان لفظ کما یوجب ان یکون سلسلة الخلفاء فی ھٰذہ الامة کمثل سلسلة نبی اللّٰہ موسٰی. التی ختمت علی ابن مریم عیسٰی. فأین تذھبون من ھٰذہ الاٰیة وتبعدون ما دنٰی . و و اللّٰہ لیس فی القراٰن الذی ھو اھل الفصل والقضاء الّا خبر ظھور خاتم الخلفاء من امة خیر الورٰی. فلا تَقْفُوْا ما لیس لکم بہٖ علمٌ و قد اعطیتم فیہ من الھدٰی. ولا تخرجوا من افواھکم کلماتٍ شتّٰی_ التی لیست ھی الّا کسھمٍ فی الظلمات یُرْمٰی . وان ھٰذا الوعد وعد حق

تمہارے ساتھ جائیں گے۔ پس تم ایک ایک ہو کر کھڑے ہوجاؤ اور کسی کی دوستی یا دشمنی کی طرف نظر نہ کرو پھر پرہیز گار دل اور عقل روشن لے کر فکر کرو۔ کیا تمہارے خدا نے نہیں فرمایا ہے کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ [1] اس میں ایک حجت ہے اس کے لئے کہ جو حد سے تجاوز کرتا ہے کیونکہ لفظ كَمَا جو اس آیت میں موجود ہے اِس امت کے سلسلہ کے خلفاء کو موسیٰ علیہ السلام کے خلفاء سے مانند ہونے کو واجب کرتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سلسلہ خلفاءِ موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوگیا ہے۔ پس اس آیت سے کہاں روگردانی کرتے ہو اور نزدیک راہ کو دور ڈالتے ہو اور خدا کی قسم قرآن شریف میں جو تمام اختلافوں کا فیصلہ کرنے والا ہے کہیں ذکر نہیں ہے کہ خاتم الخلفاء سلسلہ محمدیہ کا موسوی سلسلہ سے آئے گا۔ اس کی پیروی مت کرو کہ کوئی دلیل تمہارے پاس نہیں ہے بلکہ بر خلاف اس کے تم کو دلیل دی گئی۔ اور کلمات متفرقہ اپنے منہ سے نہ نکالو کہ وہ کلمات اس تیر کی طرح ہیں جو اندھیرے میں چلایا جائے اور یہ وعدہ جو مذکور ہوا سچا وعدہ ہے اور تم کو کوئی

﴿۶۳﴾

[1] انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ (النور : ۵۶)

فلا تغرّنكم ما تسمعون من اَهْلِ الهَوىٰ. وقد اشير اليه فى الفاتحة مرّةً اخرىٰ. وتقرءون ﴿۶۴﴾
فى الصلوٰة صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ثم تستقرون سُبل الانكار وتسرّون النجوىٰ . مالكم تدوسون قول الله تحت الاقدام الا تموتون اوتُتركون سدًى . وتذكرونني كما يذكرُ الكفّار وتقولون اقتلوه ان استطعتم وتكتبون الفتوىٰ . وما كان لنفسٍ ان تموت الّاباذن الله وانّ معى حفظةً يحفظونني من العدا . فاجمعوا كيدكم ثم انظروا هل يسقط الكيد الا علىٰ من جفا . وعسٰى ان تحسبوا رجلًا كاذبًا وهو صادقٌ
فيما ادعٰى . فلّا تميلوا كل ﴿۶۵﴾
الميل ومن ترك التقوىٰ فقد هوىٰ . أرأيتم ان كنتُ من عند اللّٰه وقد كذبتم فما بال من اعتدىٰ .

دھوکا نہ دے۔ اور سورہ فاتحہ میں دوسری بار اُس وعدہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور یہ آیت سورہ فاتحہ یعنی صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [1] اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں پھر حیلہ و بہانہ اختیار کرتے ہیں اور حجت الٰہی کے رفع دفع کے لئے مشورے کرتے ہیں۔ تمہیں کیا ہوگیا کہ خدا تعالیٰ کے فرمودہ کو اپنے پیروں میں روندتے ہو۔ کیا ایک دن تم نہیں مرو گے یا کوئی تم کو نہیں پوچھے گا اور میرا ذکر کافروں کے ذکر کی طرح کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہو سکے تو قتل کر دیا جائے اور اسی طرح فتوے لکھتے ہیں اور کوئی نفس بجز اِذنِ الٰہی نہیں مرتا اور میرے ساتھ تو خدا تعالیٰ کے پاسبان ہیں کہ وہ میری میرے دشمنوں سے حفاظت کرتے ہیں۔ تم ہر ایک تدبیر جمع کر لو پھر دیکھو کہ ہر کسی کی تدبیر اسی پر لوٹ کر پڑے گی کہ جو ظالم ہے۔ اور ممکن ہے کہ تم کسی کو دروغگو خیال کرو اور وہ اپنے دعویٰ میں صادق نکلے۔ پس حق سے بالکل دور نہ ہو جاؤ جس نے تقویٰ کو ترک کیا وہ گر گیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور تم مجھے جھٹلاتے ہو پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو حد سے بڑھ گیا۔

[1] الفاتحة : ۷

و انتم تکرھون ان یموت عبد اللّٰہ عیسٰی . ولا نفع لکم فی حیٰوتہٖ وللّٰہ فی موتہٖ مآرب عظمٰی . أَلَہٗ شرکۃٌ فی السّماء مع ربّنا فلا یبرح مقامہٗ ولا یتدلّٰی. فلا تحاربوا اللّٰہ بجھلکم وصلّوا علٰی نبیکم المصطفٰی . و ھو الوصلۃ بین اللّٰہ وخلقہٖ وقاب قوسین او ادنٰی . اسمعتم منّی ما لآ اسمعکم القراٰن او رأیتم عیسٰی فی السماء فکبر علیکم ان تُکذِّبوا اعینکم اوظننتم ظنًّا وان الظن لا یغنی من الحقّ شیئًا . وقد علمتم ان القراٰن اھلکہٗ وتوفّی . فبأیّ حدیثٍ تؤمنون بعدہٗ وتکفرون بما انزل اللّٰہ واوحٰی . اتترکون الیقین لظنٍ اھلک قبلکم قومًا و اردٰی .

تم کو اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہو جائیں۔ اور ان کی زندگی میں تمہارا کچھ نفع نہیں ہے مگر خدا کے لئے ان کی موت میں بڑے بڑے مقصد ہیں۔ کیا عیسٰی علیہ السلام کا آسمان میں سکونت رکھنا خدا تعالیٰ کے ساتھ شرکت ہے جو اس وجہ سے آسمان کو نہیں چھوڑتے اور اس جگہ سے نقل مکان نہیں کرتے پس اپنی جہالت سے خدا کے ساتھ جنگ مت کرو۔ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو کہ وہ خدا اور مخلوق میں وسیلہ ہیں۔ اور ان دونوں قوس الوہیت اور عبودیت میں آپ کا وجود واقع ہے۔

۶۵ آیا مجھ سے کبھی کوئی ایسی بات سنی ہے جو قرآن نے نہیں سنائی یا عیسٰی علیہ السلام کو آسمان میں دیکھ لیا ہے جو تم کو گراں معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اپنی آنکھ سے دیکھ لیا ہے اس کا انکار کرو یا یہ محض گمان ہے اور یہ ظاہر ہے کہ محض گمان قائم مقام یقین کے نہیں ہوتا اور بہ تحقیق تم نے جان لیا کہ قرآن نے عیسٰی علیہ السلام کو وفات دیدی ہے اب بعد قرآن کے کس حدیث پر ایمان لاؤ گے آیا حدیث کے لئے قرآن کا انکار کرو گے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کیا اس گمان کے لئے جس نے تم سے پہلی قوم یہود کو ہلاک کیا یقین کو ترک کرو گے؟

يا حسرة على الذين يقولون
انا نحن العلماء . انهم
ما صاروا من انصاری بل
صاروا اوّل من اذٰی .
ليتمّوا نَبَأَ الرسول بِاَلْسنهم
وما روی عن خير الورٰی .
﴿٦٧﴾ وقال اظلمهم اقتلوا هٰذا
الرجل انّی اخاف اَنْ يُّبدل
دينكم او يحطكم اذا علا .
يا اهل الحسد والهوٰی . ويلكم
لم تؤثرون هٰذه الحيٰوة الدنيا .
وان القراٰن يشهد انّ خاتم
خلفاء هٰذه الامّة رجلٌ من الامّة
وان المسيح من الموتٰی . ومن
اظلم ممن الذی عصی القراٰن
وابٰی . وهو الحَكَمُ من الله و لا
حُكم الّا حكمه الاجلٰی . اولم
تكفكم اٰية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي
اوعندكم صحفٌ اخرٰی . وان
سورة النّور تكذبكم والفاتحة
﴿٦٨﴾ تفتح عليكم باب الهدٰی . فان
اللّٰه بدء فيها من المبدء وجعل

اس وقت کے علماء پر بڑا افسوس ہے کہ وہ میرے مددگار نہ ہوئے بلکہ سب سے پہلے مجھے تکلیف دی تا کہ اس پیشگوئی کو اپنے مونہہ سے پورا کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی ۔ اور ایک شخص جو سب سے بڑا ظالم تھا اس نے میری نسبت کہا کہ اس شخص کو قتل کرو کہ میں ڈرتا ہوں کہ تمہارے دین میں خلل ڈالے گا اور اس سے تمہاری وجاہت و عزت میں فرق آجائے گا ۔ اے حاسدو! تم پر افسوس ہے کہ تم اس ذراسی دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو اور واقعی قرآن نے گواہی دی ہے کہ اس امت کا خاتم الخلفاء اسی امت میں سے ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام وفات پا گئے ہیں اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے کہ قرآن کی نافرمانی کر کے روگردانی کرے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے فیصلہ کرنے والا ہے اور اسی کا حکم حکم ہے کیا آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي [1] تم کو کفایت نہیں کرتی یا تمہارے پاس اور قرآن ہیں اور سچ یہ ہے کہ سورۃ نور تمہیں جھٹلاتی ہے اور سورۃ فاتحہ تمہارے لئے ہدایت کی راہ کھولتی ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس میں مبدءِ عالم سے ابتدا کیا

[1] المائدة : ١١٨

اٰخر الازمنة زمن الضالين وانهم هم النصارٰى –كما جاء من نبيّنا المجتبٰى. فاين فيها ذكر دجّالكم فاَرونا من القراٰن وقد هلك من ترک القراٰن وعادٰى اهلهٗ وقلٰى . أنسى الخبير العليم ماحفظتموه او افتريتم علٰى كتاب اللّٰه ومن اظلم ممّن افترٰى. وانّهٗ لقولٌ فصلٌ لاغبار عليه وانّهٗ لبيانٌ اظهر و اجلٰى. وان هٰذا لهو الحق و من اصدق من اللّٰه قيلًا. ومن اعلم من ربّنا الاعلٰى. ام عندكم حجةٌ تمنعكم من القراٰن فأتوا بها ان كنتم تتقون اللّٰه ولا تتبعون الهوٰى. وتعلمون ان الفاتحة اُمّ الكتاب وانها تنطق بالحق وفيها ذكر اخيار اُمّةٍ خلت من قبل وذكر شرهم الذين غضب اللّٰه عليهم فى هذه الدنيا –وذكر الذين اختتمت عليهم هذه

ہے اور دنیا کے اس سلسلہ کو ضالین کے زمانہ پر ختم کیا ہے اور وہ نصارٰی کا گروہ ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔اب بتاؤ تمہارے دجّال کا ذکر سورۃ فاتحہ میں کہاں ہے اگر ہو تو قرآن میں ہمیں دکھلاؤ جس نے قرآن کو ترک کیا اور ان کو دشمن پکڑا جو قرآن کے خادم ہیں وہ ہلاک ہو گیا کیا خدائے علیم وخبیر نے بھلا دیا جو تم نے یاد کر رکھا ہے یا خدا کی کتاب پر افترا کرتے ہو اور مفتری سے زیادہ ظالم کون ہے اور تحقیق قرآن ایک فیصلہ کرنے والا قول ہے کوئی غبار اس پر نہیں ہے اور وہ روشن اور ظاہر بیان ہے اور سچ یہی ہے۔خدا سے زیادہ سچا اور اس سے زیادہ جاننے والا کون ہے۔کیا تمہارے پاس کوئی حجت ہے کہ قرآن کی پیروی سے روکتی ہے وہ حجت ہم کو دکھلاؤ اگر خدا سے ڈرتے ہو اور حرص وہوا کی پیروی نہیں کرتے ہو۔تم جانتے ہو کہ سورۃ فاتحہ اُمُّ القرآن ہے جو کچھ حق ہے وہی فرماتی ہے اور اس میں ان نیکوں کا ذکر ہے کہ مسلمانوں سے پہلے گزرے ہیں اور ان بدوں کا بھی ذکر ہے کہ مسلمانوں سے پہلے ہوئے ہیں اور خدا نے ان پر غضب کیا اور ان کا بھی ذکر ہے کہ جن پر اس سورۃ کو ختم کیا گیا ہے یعنی

﴿۶۹﴾

السورة اعنى الضالّين . وقد
اقـررتـم بـانّهم النصارٰى . واَخّرَ
الـلّـه ذكـرهم فى هٰذه السورة
ليعلم ان فتنتهم اٰخر الفتن فلم
يبـق لدجّالكم موضع قدمٍ يا اولى
النّهٰى . واٰنّ هـٰذهٖ فـرق ثلٰث من ﴿٧٠﴾
اهـل الـكتٰب وكـذالک منكم
ثـلٰـث شـابـه بـعـضـكم بعضهم
وضـاهـا . وحـث الـلّٰه المؤمنين
عـلٰـى هٰذا الـدعاء ثم وعد فى
ســورة الـنــور وعـدًا انـهٗ
ليستـخـلـفـنّ قـومًـا منهم كمثل
الـذيـن استُـخْلِفُوْا من قَبْلُ ليبشر
الـمـؤمـنـيـن انّ الـدعـاء اجيب
لبـعضهم من الـحضرة الـعليا .
فاىّ بيانٍ اظهر من هٰذا البيان يا
اولـى الـنهٰـى . افشقّ عليكم ان
يـجيء مسيحكم منكم او اردتم
ان تـكذبوا وعد المولٰى . ياقوم
انـمـا فتـنـتـم مـن ربّكم فلا تنقلوا
الـى الـخطيات الخُطا . وما قص
عـلـيـكـم اللّٰه من نبأ عيسٰى . الّا

فرقہ ضالین اورتم اقرار کرتے ہو کہ وہ فرقہ ضالین نصارٰی ہی ہیں اور خدا نے سب سے بعد اس سورۃ کے آخر میں انکا ذکر کیا ہے تا کہ جان لو کہ نصارٰی کا فتنہ تمام فتنوں کے پیچھے ہے پس تمہارے دجّال کے لئے قدم رکھنے کی جگہ نہیں رہی ۔ اور یہ تین فرقے ہیں اہل کتاب کے اور اسی طرح تم میں بھی تین فرقے ہیں کہ بعض بعض کے مشابہ ہو گئے ۔ اور اس دعا پر خدا نے مومنوں کو رغبت دلائی ہے اور اس کے بعد سورۃ نور میں وعدہ دیا ہے کہ مسلمانوں میں سے خلیفے مقرر کرے گا ان خلیفوں کی طرح جو ان سے پہلے ہوئے ہیں تا کہ مومنوں کو بشارت دے کہ ان کی دعا قبول ہوئی ۔ اب کونسا بیان اس بیان سے زیادہ روشن ہوگا ۔ کیا یہ بات تمہیں بُری معلوم ہوتی ہے کہ تمہارا مسیح تم میں سے ہی ہووے یا چاہتے ہو کہ خدا کے کلام کو جھٹلاؤ ۔ اے میری قوم ! خدا کی طرف سے اس میں تمہارا امتحان ہے اب خطا کی طرف قدم مت اٹھاؤ خدا نے کوئی خبر عیسٰی علیہ السلام کی تم کونہیں دی ہے مگر اس غرض سے کہ تم میں

ليبشر ان مسيحًا يأتي منكم
كمثل مسيح بني اسراء يل
فآبشروا بظهور الوعد ولا
تختصموا كالذي اعرض
وتولّٰى. وقَد علمتم ان عيسٰى قد
جاء في اٰخر زمن اليهود
وكذالك قدّر الله لمسيحكم
اجلًا مُسَمًّى. ليتم المشابهة
بينكم وبين الذين خلوا من
قبل فمالكم تَسْلكون غير
طريقٍ سلكه الله وتنسون امرًا
اراده اللّٰه وقضٰى . و اِنّ زماننا
هٰذا هو اٰخرالازمنة كما كان لبنى
اسرائيل زمان عيسٰى. وان عيسٰى
كان علمًا لساعة اليهود و انا علمٌ
للساعة التي تحشر النّاس فيها
و تُحيٰى كل نفسٍ لتجزٰى .
وقد ظهر اكثر علاماتها
وذكرها القراٰن ذكرًا .
وعُطّلت العشار ونُشرت
الصحف والاسفار وجُمع
القمر والشمس في رمضان

سے بھی ایک مسیح مسیح بنی اسرائیل کی مانند ضرور
آئے گا پس خدا کے وعدہ پر خوش ہو جاؤ اس شخص
کی طرح خصومت نہ کرو کہ جو اعراض کرتا اور رو ﴿۷۱﴾
گردانی کرتا ہے اور تم جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ
السلام آخر زمانہ میں یہود کے آئے تھے اسی
طرح خدا تعالیٰ نے تمہارے مسیح کے لئے زمانہ
مقرر کیا جو مسیح بنی اسرائیل کے زمانہ کے
مشابہ تھا تا کہ وہ مشابہت پوری ہو جو اس
امت کو بنی اسرائیلی امت سے ہے۔ تمہیں
کیا ہو گیا جو تم اس طریق کو اختیار کرتے ہو
کہ وہ مخالف طریق خدا ہے۔ اس امر کو
فراموش کرتے ہو جس کا خدا تعالیٰ نے
ارادہ فرمایا ہے۔ تحقیق یہ ہمارا زمانہ
آخری زمانہ ہے اس زمانہ کی طرح جو
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کے
لئے آخری زمانہ تھا۔ بتحقیق عیسیٰ علیہ السلام ﴿۷۲﴾
یہودیوں کی تباہی کی گھڑی کے لئے ایک
دلیل تھے اور میں قیامت کیلئے ایک دلیل
ہوں اور بہت سے اس زمانہ کے علامات
قرآن شریف میں مرقوم ہیں اور اونٹنیاں
بیکار ہوگئیں اور کتابیں بے شمار شائع
ہوئیں۔ اور چاند سورج کو رمضان میں

وفُجّرت البحار وفتحت الطرق وزُوّجت بنفوسكم نفوس بلادٍ قصوٰى . وان الجبال نُسفت اكثرها فما ترون فيها عوجًا ولا امتًا . وتُرِكت القلاص فلا يحمل عليها ولا يُسعٰى . فثبت ان زماننا هٰذا هو اٰخر الازمنة التى ذكرت فى القراٰن وتَعَيَّنَ ان هٰذا الوقت هو وقت اٰخر الخلفاء لِأُمّة نبيّنا خير الورٰى .
﴿۷۳﴾ وقد بلغ الثبوت كمالهٗ وما غادر اللّٰه شكًّا ولاريبًا . وانا مُلئنا فيه معرفةً وعلمًا تامًا و نورًا مُبينًا . حتّٰى لورفع الحجاب لما ازددنا يقينًا . أَترون من دونى فى هٰذا الاَوَانِ رجلًا يقول انى انا المسيح الموعود ويأتى كمثلى باٰياتٍ كبرٰى . فمالكم لا تقبلون من جاءكم علٰى وقتهٖ واراكم من الأيات ما ارٰى . وقدجاء علٰى اجلٍ بعد نبيّه المصطفٰى . كمثل اجلٍ بعث المسيح فيه

گرہن لگا اور نہریں جاری ہوئیں اور راستے کھل گئے اور ولایتوں کے لوگ آپس میں ملنے لگے اور پہاڑ اپنی جگہ سے ہل گئے کہ کوئی اونچائی نچائی باقی نہ رہی اور اونٹ سواری اور بار برداری سے متروک ہو گئے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ زمانہ وہی آخری زمانہ ہے کہ جس کا ذکر قرآن میں ہے اور مقرر ہو گیا کہ یہ وقت وہی وقت ہے کہ جس میں خاتم خلفاء کا مبعوث ہونا ضروری تھا اور اس امر کا ثبوت اپنے کمال کو پہنچ گیا اور خدا تعالیٰ نے کوئی شک اس میں باقی نہ رکھا اور ہم اس امر میں اس قدر معرفت دیئے گئے ہیں کہ اگر درمیان سے پردہ اٹھ جائے تو ہمارا یقین زیادہ نہیں ہوتا۔ آیا میرے سوا کسی شخص کو اس زمانہ میں دیکھتے ہو جو کہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور میری طرح بڑے بڑے نشان لایا ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا جو تم اس کو قبول نہیں کرتے کہ عین اپنے وقت پر آیا اور بہت سے نشان دکھلائے اور اس وقت آیا کہ وہ اس زمانہ کا مشابہ ہے کہ جس زمانہ

بعد موسٰی . وقد ذکرت غیر
مرةٍ یا اولی النھٰی . **اِنّی اَنَا
المسیح الذی کان نازلًا من
الحضرة العلیا** . وکنت قدر
ظھوری فی اٰخر السلسلة
المحمدیة کمثل المسیح الذی
جاء فیٓ اٰخر السلسلة الموسویة
باذن المولٰی. لیتساوی
السلسلتان ویتم الوعد والکریم
اذا وعد وفا . فالحمد للّٰہ
الذی مابخس ھٰذہ الامة حقھا
وما نقصھم قدرًا . وأری
الامر کتطابق النعل بالنعل فما
تریٰ ظلمًا ولا ھضمًا . فلا
تکفر بما ثبت من القراٰن وقل
ربّ زدنی علمًا . ومالک
لا تتبع ماقال اللّٰہ وتتبع اقوالًا
اخریٰ. وان ھدی اللّٰہ ھو الھدیٰ.
واللّٰہ صدقکم الوعد فاین
تذھبون من وعدہٖ وتنحتون
قصصًا شتّٰی . وایّ فائدةٍ لکم
فی حیات المسیح ایھا النوکٰی .

میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد موسیٰ علیہ
السلام آئے تھے اور میں نے بار بار ذکر کیا
ہے کہ میں وہی مسیح ہوں کہ جس کا
ظہور آخری سلسلہ محمدیہ میں مقدر تھا اس مسیح
کی طرح کہ موسوی سلسلہ کے آخر میں آیا
تھا تا کہ دونوں سلسلے برابر ہو
جائیں اور وعدہ الٰہی پورا ہو جائے ﴿۷۴﴾
پس ساری خوبیاں خدا تعالیٰ کے لئے
ہیں کہ اس امت کے حق کو کم نہیں کیا
اور امر مشابہت کو نَعل بَہ نَعل مطابقت
میں پورا اتارا۔ پس تو کوئی ظلم اور کمی
بیشی کو نہیں دیکھتا پس اس چیز کا انکار مت
کر کہ جو قرآن شریف سے ثابت ہے اور
دعا کر کہ اے خدا! میرا علم زیادہ کر اور تجھے
کیا ہوگیا ہے کہ تو کلامِ خدا کی پیروی نہیں
کرتا اور دوسرے اقوال کے پیچھے ہولیا ہے
اور ہدایت وہی ہدایت ہے جو خدا کی طرف
سے ہے۔ خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا اب خدا
کے سچے وعدہ سے کہاں بھاگتے ہو۔ اور
جھوٹے قصے تراشتے ہو اور مسیح علیہ السلام ﴿۷۵﴾
کی زندگی میں تم کو بجز اس کے کیا

من غير انكم تنصرون به النصارٰى.
أفلا تنظرون الى الزمان وقد
نزلت عليكم بليّةٌ عظمٰى . و
تنصّرفوجٌ من قومكم واحبّاء كم
وهلكت البلاد و العباد. واهتزّ
عرش الرحمٰن لما نزل فقضٰى
ما قضٰى . ولو اراد اللّٰه اَن
ينزل احدًا من السّمآء كما
زعمتم لكان خيرًا لكم ان ينزل
نبيّكم المصطفٰى . اما قرء تم قولهٗ
تعالٰى لواردنا ان نتّخذ لهوًا
لا تخذناه من لدنا يعنى محمّدًا
فانظروا نظرًا . ان السّمٰوٰت
والارض كانتا رتقًا فَفُتِقَتَا
فى هٰذا الزمان ليبتلى
الصالحون والطالحون وكلٌّ بما
عمل يجزٰى. فاخرج اللّٰه
من الارض ماكان من الارض
وآنزل من السّماء ماكان ﴿۷۶﴾
من السّمٰوٰت العُلٰى. ففريقٌ
عُلّموا مكائد الارض
و فريقٌ اعطوا ما اعطى

فائدہ ہے کہ پادریوں کو مدد دیتے ہو اور زمانہ کی طرف نہیں نظر کرتے ہو اور نہیں دیکھتے ہو کہ کس قدر مسلمان نصرانی ہوگئے اور کس قدر خدا کے بندے ہلاک ہوگئے ۔ خدا کے بندوں پر بڑی بلا اتری اگر خدا کا یہی ارادہ ہوتا کہ کسی کو آسمان سے اتارتا جیسا کہ تمہارا گمان ہے تو بہتر یہ تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان سے اتارتا ۔ خدا نے جو فرمایا تم نے اب تک نہیں پڑھا کہ اگر ہم بیٹا بناتے تو اپنے پاس سے بیٹا بناتے یعنی محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ۔ اس آیت میں تدبّر کرو ۔ زمین و آسمان دونوں بند تھے اس زمانہ میں دونوں کھل گئے تا کہ نیکوں اور بدوں کا امتحان ہو جائے اور ہر ایک گروہ اپنے اعمال کی جزا سزا پاوے پس خدا تعالیٰ نے کچھ چیزیں زمین کی زمین سے نکالیں اور جو کچھ آسمان سے اتارنا تھا اتارا ۔ ایک گروہ نے زمینی فریبوں سے تعلیم پائی اور دوسرے گروہ کو وہ چیزیں دیں جو انبیاء کو

الـرُّسُـل مـن الهُدٰى . وقُـدِّر
الـفتح لـلسـمـاويّين فـى هٰذا
الوغٰى . وان تؤمنوا او لا تؤمنوا
لـن يتـرک الـلّٰـه الـعبد الذى
ارسلـهٗ لـلورٰى . ولا تـضـاع
الشـمس لانكار الاعمٰى. فريقان
يـختـصـمان فى الـرشد والهوٰى .
وفُتحت لـفريقٍ ابواب الارض الٰى
تـحـت الثرٰى. ولـلثّانـى ابواب
السماء الٰى سدرة المنتهٰى. اما
الـذين فُتـحـت عـليهم ابواب
الارض فهـم يتّبعون شيـطانهم
الذى اغوٰى . والـذيـن فُتحت
عـليهـم ابـواب السّـمـاء فهم
ورثـاء الـنبيين وقـومٌ مطهّرون
مـن كـل شـحٍّ وهوًى. يـدعون
قـومهـم الٰـى ربّهـم ويمنعونهم
مِـمّـا يُشـرک بـهٖ فـى الارض
والسّـمٰوات العلٰى . و انى بعثتُ
فيـكـم مـن الـلّٰه الذى لا توقرونهٗ
لانـذرقـومًـا اطـرء وا ابن مـريم
عيسٰى .

دی تھیں اس جنگ میں آسمان والوں کو
فتح حاصل ہوئی تم چاہو ایمان لاؤ یا نہ
لاؤ خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو جسے اصلاح
خلق کے لئے بھیجا ہے ہرگز نہ چھوڑے گا
اور خدا تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ اندھے کے
انکار سے آفتاب کو ضائع کرے دو فریق
ہیں جو آپس میں جھگڑتے ہیں ایک گروہ
کے لئے دروازے زمین کے کھولے گئے
اور دوسرے گروہ کے لئے آسمانی دروازے
کھولے گئے لیکن جس گروہ کے لئے زمینی
دروازے کھولے گئے وہ شیطان کی پیروی
کرتے ہیں اور وہ گروہ جس کے لئے
آسمان کے دروازے کھولے گئے وہ انبیاء
کے وارث ہیں اور ہر ایک طرح سے پاک و ﴿۷۷﴾
صاف ہیں۔ قوم کو پروردگار کی طرف بلاتے
ہیں اور ان کو برائیوں سے بچاتے ہیں اور کہتے
ہیں کہ خدا کے ساتھ کسی چیز کو زمین و آسمان
میں شریک نہ کرنا چاہیے۔ میں تم میں اس
خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا ہوں جس
کی تم عزت نہیں کرتے اور میں قوم کو اسی
واسطے ڈراتا ہوں کہ ابن مریم علیہ السلام کے
حق میں مبالغہ کرتے ہیں۔

الباب الثالث

یاقوم ماھٰذہ التماثیل التی انتم
لھا عاکفون. اتترکون کلام اللّٰہ
لاَ قْوَالٍ لا تعرفونھا اُفٍّ لکم ولما
تنحتون. وما تحققت عندکم ﴿٧٨﴾
تلک الاقوال ولا قائلھا وان انتم
الّا تظنون. أَتؤثرون الظنّ علی
الیقین والظنّ لایغنی من الحق
شیئًا ولا انتم بہٖ تبرء ون. وقد
وعد اللّٰہ انہٗ یستخلف من
ھٰذہ الامۃ أَفَاَنْتُمْ لہٗ منکرون.
وما وعد انہٗ ینزل مسیحکم من
السماء وان وعد فاخرجوہ لنا
من القراٰن ان کنتم تصدقون.
وقد ثبت من وعدہٖ ان خاتم
الخلفاء منّا أفَاَنْتُم فیہ تشکون.
فأیّ نزاعٍ بقی بعدہٗ مالکم
لا تفکرون. لاترفعوا اصواتکم فوق ﴿٧٩﴾
کتاب اللّٰہ وان القراٰن قدحکم
فی الذی کنتم فیہ تختلفون. اَلا
ترضون بماقضی القراٰن واللّٰہ

اے قوم! یہ کیسے بت ہیں کہ جن پر اعتکاف کئے بیٹھے ہو۔ کیا خدا کے کلام کو ترک کرتے ہو ان باتوں کے عوض میں کہ ان کی حقیقت کی شناخت نہیں کرتے۔ تم پر اور تمہاری خودتراشیدہ باتوں پر افسوس۔ وہ قول اور ان کے قائل تمہارے نزدیک ثابت نہیں ہیں اور تم وہم کی پیروی کرتے ہو۔ کیا گمان کو یقین پر اختیار کرتے ہو حالانکہ گمان حق سے مستغنی نہیں کرتا اور تم اس کے سبب سے بری نہیں ہو سکتے اور خدا نے بہ تحقیق وعدہ فرمایا ہے کہ اسی امت میں سے خلیفہ مقرر ہوں گے۔ کیا تم انکار کرتے ہو اور ہرگز وعدہ نہیں کیا ہے کہ تمہارا مسیح آسمان سے نازل ہووے اور اگر وعدہ کیا ہے ہمیں بھی قرآن سے دکھلاؤ اگر تم سچے ہو اور خدا کا وعدہ سچا ہو چکا ہے کہ خاتم الخلفاء ہم میں سے ہوگا کیا تم اس میں شک رکھتے ہو پھر کونسی لڑائی بعد اس کے باقی رہ گئی تمہیں کیا ہو گیا کہ ڈرتے نہیں۔ اپنی آوازوں کو قرآن پر بلند نہ کرو قرآن نے فیصلہ کر دیا ہے جس میں کہ تم اختلاف کرتے تھے کیا تم قرآن کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوتے اور خدا زیادہ

احقّ أَنْ یقبل قولہٗ ان کنتم تؤمنون. واللّٰہ جعل اوّلکم واٰخرکم کسلسلة موسٰی فھل انتم تشکرون. انظروا الٰی مثیل موسٰی سیدکم ونبیّکم فی اوّل السلسلة فاین مثیل عیسٰی فی اٰخرھا او بقیت السلسلة ناقصةً ایّھا المتدبرون. الا ترون فتن القوم الذین ھم من کل حدبٍ ینسلون. وقد جُعِلتم تحت اقدامھم نکالًا من اللّٰہ ثم انتم لا ترجعون. عسٰی ربّکم ان یرحمکم فویحکم لم لا تسمعون. أَتطمعون ان ینزل عیسٰی من السّماء ھیھات ھیھات لما تطمعون. أَترجون ان یخلف اللّٰہ وعدہٗ و یتبع اھواء کم ایھا المبطلون. ولواتبع اللّٰہ اھواء الناس لضاع التوحید باسرہٖ وکثر الشرک والمشرکون. وان اللّٰہ لایبعث مرسلًا علی الارض الّا لیدفع المفاسد التی

حق دار ہے کہ اس کا فرمودہ قبول کیا جائے اگر تم مومن ہو اور خدا نے تمہارے اول اور آخر کو موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ کی مانند بنایا ہے کیا تم شکر کرتے ہو ابتدائے سلسلہ میں تم اپنے سردار اور نبی مثیل موسیٰ کی طرف نظر کرو پس مثیل عیسٰی اس سلسلہ کے آخر میں کہاں ہے یا سلسلہ ناتمام رہ گیا اے فکر کرنے والو! کیا تم اس قوم کے فتنہ کو نہیں دیکھتے کہ ہر ایک بلندی سے دوڑتے ہیں اور تمہیں ان کے پیروں کے نیچے خدا نے ڈال دیا ہے بطور سزا کے پھر بھی رجوع ﴿۸۰﴾
نہیں کرتے۔ قریب ہے کہ تمہارا پروردگار رحم پر رحم کرے افسوس کیوں نہیں سنتے۔ کیا امید رکھتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں؟ یہ تمہاری امید کبھی بھی پوری نہ ہوگی کیا امید رکھتے ہو کہ خدا تعالیٰ اپنا وعدہ خلاف کرے اور تمہاری خواہشوں کی پیروی کرے۔ اے باطل پرستو! اگر خدا تعالیٰ لوگوں کی خواہشوں کی پیروی کرتا تو توحید بالکل نیست و نابود ہو جاتی اور شرک پھیل جاتا اور مشرک بہت ہو جاتے۔ اور خدا تعالیٰ کسی مرسل کو زمین پر پیدا نہیں کرتا مگر فساد کے دفع کرنے کے لئے کہ جس نے زمین کو تباہ کر رکھا ہے۔ پس فسادوں

افسدتها فانظروا الی المفاسد
﴿۸۱﴾ ایها العاقلون. یاحسرةً علیهم
انهم ینظرون مانزل علی الاسلام
ثم لاینظرون. ولئن سالتهم انّ
رجلًا اِدَّعٰی انّهٗ من اللّٰه وانّهٗ
هو المسیح وجاء فی زمن
مفاسد الصلیب فکسر الصلیب
کسرًا لایوجد مثلهٗ فیما مضٰی
ولا یتوقع فی الازمنة الأتیة فبایّ
اسمٍ سمّاه رسول اللّٰه ان کنتم
تعلمون لیقولن انهٗ سُمّی مسیحًا
وابن مریم علٰی لسان رسول
اللّٰه وبُیّن انّهٗ من هٰذه الامة قل
الحمد للّٰه علٰی ما اظهر الحق
ولکن اکثر الناس لا یعلمون.
ایّها الناس انظروا الٰی کمال ایّام
الضلال ولا تکفروا بایّام اللّٰه
ذی الجلال ان کنتم تتقون. اما
﴿۸۲﴾ رءیتم کسوف الشمس والقمر
فی رمضان فمالکم لا تهتدون.
اما رئیتم کیف اشیع الطاعون.
وکثر المنون. فذالک و هٰذا

کو غور سے دیکھو اے دانشمندو! افسوس ان پر کہ یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ اسلام پر کیا بلا نازل ہو رہی ہے پھر نہیں دیکھتے اور اگر ان سے سوال کیا جائے کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور مسیح موعود میں ہی ہوں پھر اس نے صلیب کو ایسا توڑا کہ اس کی نظیر زمانہ گذشتہ میں پائی نہیں جاتی اور نہ آئندہ توقع ہے۔ اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا رکھا ہے؟ جواب دیں گے کہ اس کا نام مسیح اور ابن مریم خدا اور اس کے رسول کی زبان پر مقرر ہوا ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا کہو کہ تعریف خدا کو ہی لائق ہے جس نے حق کو ظاہر کیا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ اے لوگو! گمراہی کے دنوں کے کمال کی طرف نگاہ کرو اور خدا کے دنوں کا کفر مت کرو اگر متقی ہو۔ کیا تم نے چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینے میں نہیں دیکھا۔ تم کیوں ہدایت نہیں پاتے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ طاعون کس طرح پھیل گیا اور موت کی کثرت ہوئی پس وہ اور یہ آسمان اور زمین

شهادةٌ مّن السماء والارض كما اخبر المرسلون. وقد اجتمع كُلّ مَاجاء في القراٰن من اٰثار اٰخر الزمان فمالكم لا تستيقظون ولما ثبت ان الزمان قد انتهٰى الٰى اٰخرهٖ فأَين خليفة اٰخر الزمان ان كنتم تعرفون. ايّها المنكرون اٰمنوا اولا تؤمنوا ان الذين اوتوا علم الكتاب وحظًّا من السعادة يقبلونني وهم لايستأْخرون. وَاٰذا رأوا علاماتٍ ذكرت في القراٰن و خليفةٌ ينادي الى الرحمٰن خَرّوا على الاذقان سُجّدًا وعلٰى ما فرطوا يتندمون. و ترٰى اعينهم تفيض من الدمع بما عرفوا الحق وتنزل السكينة في قلوبهم ويؤمنون بما انزل اللّٰه وهم يبكون. ربّنا انّنا سمعنا مناديًا و عرفنا هاديًا فاغفرلنا ذنوبنا انا تائبون. و قال اللّٰه لاتثريب عليكم اليوم ستغفر ذنوبكم وتدخلون في الذين

کی گواہیاں ہیں جیسا کہ رسولوں نے خبر دی تھی اور جو کچھ آخری زمانہ کی خبروں کے متعلق قرآن میں اس کا ذکر آیا ہے سب جمع ہوگئے ہیں۔ اب تم کیوں نہیں جاگتے۔ اور جبکہ ثابت ہوگیا ہے کہ زمانہ کا آخر ہوگیا ہے پس آخری زمانہ کا خلیفہ کہاں ہے اگر پہچانتے ہو اے منکرو! ایمان لاؤ یا نہ لاؤ وہ لوگ جنہیں کتاب کا علم ہے اور سعادت سے حصہ رکھتے ہیں مجھ کو قبول کرتے ہیں اور دیر نہیں لگاتے۔ جب وہ قرآن کی بیان کی ہوئی علامتیں اور خلیفہ کو دیکھتے ہیں جو خدا کی ﴿۸۳﴾
طرف بلاتا ہے تو سجدہ کرتے ہوئے اوندھے گر پڑتے ہیں اور اپنے قصوروں پر پشیمان ہوتے ہیں۔ اور دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھیں حق کے پہچاننے پر آنسو بہاتی ہیں اور ان کے دل سکینت حاصل کرتے ہیں اور خدا کے اتارے ہوئے پر ایمان لاتے ہیں اور روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے پکارنے والے کو سنا اور رہنما کو پہچان لیا پس ہمارے گناہوں کو بخش دے ہم توبہ کرتے ہیں۔ اور خدا کہتا ہے کہ آج تم پر کوئی تنبیہ نہیں تمہارے گناہ بخشے جائیں گے اور معزز بندوں میں داخل ہوگے۔

يكرمون. يا معشر العقلاء لا
ترقبوا ان ينزل احدٌ مّن السّماء
واعلموا ان هٰذا هو يومكم الذى ﴿۸۴﴾
كنتم توعدون. وقد وعد اللّٰه
الذين اٰمنوا منكم ليستخلفنهم
كمثل خلفاء شرعة موسٰى فوجب
ان يأْتى اٰخر الخلفاء علٰى قدم
عيسٰى ومن هٰذه الامة و انتم
تقرء ون القراٰن أَفَلا تفهمون.
وعدٌ مّن اللّٰه فلا تحسبوا وعد اللّٰه
كموا عيد قومٍ يكذبون. وكيف يتمّ
وعد اللّٰه من دون ان يظهر
المسيح منكم مالكم لا تفكرون
فى اٰيات اللّٰه ولا تتدبرون.
أَيَلِيْقُ بشان اللّٰه ان يعدكم انّهٗ
يبعث الخلفاء منكم كمثل الذين
خلوا من قبلُ ثم ينسٰى وعدهٗ ﴿۸۵﴾
وينزل عيسٰى من السّماء
سبحانهٗ وتعالٰى عمّا تفترون.
فمالكم انّكم تجادلون فى
المسيح الموعود وتصرّون علٰى
انّهٗ هو المسيح ابن مريم و

اے عقل والو! امید نہ رکھنا کہ کوئی آسمان سے اترے گا اور جان لو کہ یہ وہی دن ہے جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا۔ اور خدا نے مومنوں سے وعدہ کیا تھا کہ ان کو موسیٰ کی شریعت کے خلیفوں کی مانند خلیفہ بنائے گا۔ یہاں سے واجب ہوا کہ آخری خلیفہ عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر آئے گا اور اسی امت میں سے ہوگا اور تم قرآن پڑھتے ہو کیا نہیں سمجھتے۔ یہ خدا کا وعدہ تھا پس خدا کے وعدہ کو جھوٹوں کے وعدوں کی طرح نہ سمجھو اور خدا کا وعدہ کس طرح پورا ہو بغیر اس کے کہ مسیح تم میں سے ظاہر ہو کیوں خدا کی آیتوں میں فکر اور تدبر نہیں کرتے کیا خدا کی شان کے لائق ہے کہ تم سے وعدہ کرے کہ خلیفے تم میں سے پیدا کرے گا ان کی مانند جو پہلے گزرے پھر اپنے وعدہ کو بھول جائے اور عیسیٰ کو آسمان سے اتارے۔ خدا تعالیٰ تمہارے ان افتراؤں سے پاک اور برتر ہے کیوں مسیح موعود کے حق میں لڑتے ہو اور اس پر اصرار کرتے ہو کہ وہ وہی مسیح ابن مریم ہوگا حالانکہ تم خدا کی کتاب پڑھتے ہو پھر غافل

تـقرء ون كتاب اللّٰه ثمّ تذهلون.
وانّ اللّٰـه قد حكم بينكم و بيننا
وفَـصّـل الأيات لقومٍ يتّقون. وانّهٗ
اراد ليُـدافـع عـن الّـذيـن اٰمـنـوا
ويـدفـع فتـن الصّليب فهل انتم
تـكـرهون. وقد جرت عادتهٗ ان
يّـرسـل عبـادهٗ عـنـد سيل الفتن
فـاسـئـلـوا الّـذيـن يعلمون ان كنتم
تـرتـابـون. أفــتـطمعون انّ يّـاْتى
الـمسيـح من السّماء كما ظننتم
وقد خـلـت سنّة اللّٰه من قبل افلا
تـعـلمون. وما جاء مرسلٌ بطريقٍ
زعـم الـزّاعـمـون. فـكيف انتم
تتـوقّـعـون. وقـد زعم اليهود من
قبـلـكـم انّ مسيـحهم لايأتى الّا
بـعد ان يّنزل نبيٌّ مّن السّماء فما
صـدّق اللّٰه زعمهم فكفروا بابن
مـريـم وهـم يـخـتـصـمـون.
وكـذالك زعـمـوا انّ مثيـل
موسٰى من بنى اسرائيل فلمّا بعث
مـن بنى اسماعيل كفروا بهٖ والٰى
يـومنا هٰذا لايؤمنون فتلك سنّةٌ

ہو اور خدا نے ہم میں اور تم میں فیصلہ کر دیا
ہے اور پرہیزگاروں کے لئے نشانوں کو
کھول دیا ہے اور خدا چاہتا ہے کہ مومنوں
کی حمایت کرے اور صلیب کے فتنوں کو
دفع کرے کیا تم پسند نہیں کرتے۔ اور خدا
کی یہ عادت ہے کہ اپنے بندوں کو
فتنوں کے طوفان کے وقت بھیجتا ہے۔ یہ
بات عالموں سے پوچھ لو اگر شک ہے کیا تم
طمع رکھتے ہو کہ مسیح تمہارے گمان کے ﴿۸٦﴾
موافق آسمان سے اترے اور خدا کی سنّت
پہلے اس سے گزر چکی کیا تم نہیں جانتے۔
ہرگز کوئی رسول اس طرح سے نہیں آیا جس
طرح گمان کرنے والوں نے جانا۔ پس
تم کس طرح توقع رکھتے ہو۔ اور تم سے
پہلے یہودیوں کا گمان تھا کہ ان کا مسیح نہ
آئے گا جب تک کوئی پیغمبر آسمان سے نہ
اترے خدا نے ان کے اس گمان کو سچا نہ کیا
اس لئے ابن مریم کا انکار کیا اور اب بھی
یہی کہتے ہیں۔ اور اسی طرح گمان کیا کہ
مثیل موسیٰ بنی اسرائیل میں سے ہوگا مگر جس
وقت وہ موعود بنی اسماعیل میں سے پیدا ہوا
اس کو نہ مانا اور اب تک نہیں مانتے۔ خدا

﴿۸۷﴾ مّن سنن اللّٰہ انّہٗ یری بعّض اجزاء نبأہٖ ویُخفی البعض فالّذین فی قلوبھم زیغٌ یجعلون ما اختفی متّکأ لانکارھم وھم عمّا ظھر یعرضون. ولایتفکّرون لعلّہٗ فتنۃٌ لّھم وقد کثر الامثال فما یقرء ون. لا تسلکوا طریقًا غیر طریق القراٰن یاأھل الدّھاء ولا تقولوا انّ عیسٰی نازلٌ مّن السّماء انتھوا خیرا لّکم ایّھا المسلمون. انّکم اخترتم عقیدۃً لانظیر لھا فی الانبیاء وانّا اخترنا عقیدۃً کثرت نظائرھا فی الرّسل والاصفیاء فایّ الفریقین احقّ بالامن واقرب الی الصّدق والصّفاء ﴿۸۸﴾ ایّھا العاقلون. ومانزل نبیٌّ مّن السّماء من قبل فکیف انتم تترقّبون. وکان الیھود یعتقدون کمثلکم انّ الیاس ینزل من السّماء قبل المسیح وکانوا علیہ یصرّون. فلمّاجاء المسیح کذّبہ القوم وقالوا کیف نقبلہٗ و

کی عادتوں میں سے یہ ایک عادت ہے کہ پیشگوئی کے بعض اجزا کو ظاہر کر دیتا ہے اور بعض کو مخفی رکھتا ہے پس جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہوتے ہیں مخفی حصہ کو اپنے انکار کے لئے سند پکڑتے ہیں اور جو حصّہ ظاہر ہوا اس سے منہ پھیرتے ہیں اور فکر نہیں کرتے کہ شاید وہ امتحان ہو ان کے لئے اور اس جیسے بہت سے واقعات گزرے لیکن نہیں پڑھتے۔ اے عقل والو! قرآن کی راہ کے سوا اور کوئی راہ اختیار مت کرو اور یہ نہ کہو کہ عیسٰی آسمان سے اترے گا باز آجاؤ یہی تمہارے حق میں اچھا ہے اے مسلمانو! تم نے تو وہ عقیدہ اختیار کیا ہے جس کی مثال نبیوں میں نہیں اور ہم نے وہ عقیدہ اختیار کیا ہے کہ رسولوں اور برگزیدوں میں اس کی نظیریں بے شمار ہیں پس ان دونوں فریقوں میں سے امن کا حق دار اور صدق وصفا کے نزدیک کونسا ہے اور اس سے پہلے کوئی نبی آسمان سے نازل نہیں ہوا تم کس طرح انتظار کرتے ہو۔ یہود بھی تمہارے جیسا اعتقاد رکھتے تھے کہ الیاس مسیح سے پہلے آسمان سے نازل ہوگا اور اس عقیدہ پر اصرار کرتے تھے اور جس وقت مسیح آیا اس کی تکذیب کی اور کہا اس کو کس طرح قبول کریں

مانزل الياس ولايأْتى المسيح
الصّادق الّا بعد نزولهٖ و انّا لهٗ
منتظرون . فردّ عيسٰى ما زعموه
وقال انّ يحي الّذى ارسل من
قبلى هو الياس ان كنتم تقبلون.
فما قبلوا وكفروا بعيسٰى ابن
مريم رسول اللّٰه فغضب اللّٰه
عليهم ولعنهم وانزل عليهم
رجزهٗ بما كانوا يكفرون. ثمّ
اتّبعتم عقيدتهم بقولكم انّ
المسيح ينزل من السّماء
أَوصّكم اليهود ام تشابهت
القلوب والعيون. فصارت
اهواء كم كاهواء هم وقرب أن
تجزون كجزاء هم فاتّقوا اللّٰه
ولا تتّبعوا سنن المغضوب
عليهم فيمسّكم العذاب وانتم
تقرء ون الفاتحة الا تعلمون.
وقد سمّى اللّٰه تلك اليهود
المغضوب عليهم وحذّركم فى
امّ الكتاب ان تكونوا كمثلهم
وذكّركم انّهم اهلكوا بالطّاعون

کیونکہ ابھی الیاس نہیں اترا اور ضرور ہے کہ سچا
مسیح الیاس کے نزول کے بعد نازل ہو اور ہم
اس کے منتظر ہیں پس عیسٰی نے ان کا گمان رد
کیا اور کہا کہ حضرت یحیٰی جو میرے سے پہلے
بھیجا گیا ہے وہی الیاس ہے اگر قبول کرو۔
پس نہ قبول کیا اور حضرت عیسٰی کا انکار کیا پس ﴿۸۹﴾
خدا ان پر غضبناک ہوا اور ان پر لعنت بھیجی
اور ان کے کفر پر طاعون ان پر بھیجا باوجود
اس کے پھر تم نے یہود کے عقیدہ کی پیروی
کی کہ مسیح آسمان سے اترے گا کیا یہودیوں
نے تم کو وصیت کی یا دل اور آنکھ ان جیسے
ہو گئے۔ تمہاری اور ان کی ایک خواہش
ہوگئی اور قریب ہے کہ تم کو بھی وہی سزا
ملے جو ان کو ملی پس خدا سے ڈرو اور
مغضوب علیہم قوم کی راہ نہ چلو ورنہ تم پر
عذاب ہوگا اور تم سورۂ فاتحہ کو پڑھتے ہو کیا تم
نہیں جانتے کہ خدا نے ان یہودیوں کا نام
مغضوب علیہم رکھا اور سورۃ فاتحہ میں تم کو اس ﴿۹۰﴾
بات سے ڈرایا کہ تم ان جیسے ہو جاؤ اور تم کو
یاد دلایا کہ وہ طاعون سے ہلاک کئے گئے

فـمـا لـكم تنسون وصايا الله ولا تتّـقـون ربّكم ولا تحذرون. ولا تـفـكّـرون فـى قـول اللّـه غيـر الـمـغـضوب عليهم ولم يقل غير اليهـود فـانّـهٗ اومٰى فى هٰذهٖ الٰى عـذابٍ اصـابهـم والٰـى عـذابٍ يّـصيبـكـم ان لّـم تنتهوا فهل انتم مـنتهون . وانّـهٗ نبـأٌ عـظيـمٌ وقد ظهـرت اٰثـارهٗ وانّ فى هٰذا لاٰيةً لّـقـومٍ يّـفكّرون. وقد غضب الله
﴿۹۱﴾ عَلٰى اليهود بقولهم انّ موعودهم يـنـزل مـن السّـمـاء ثـمّ يـاتـى الـمسيح فـقـال اللّـه علٰى لسان عيسٰـى انّهـم قـومٌ مبـطـلـون. فـمـالـكم ترجون امرًا ابطله الله مـن قبل والـمـؤمـن لايـلـدغ من جحرٍ وّاحـدٍ مـرّتين ويتّعظ بغيرهٖ لِـئلّا يلومه اللّا ئمون. أَتكملون هٰذه المشابهة بالسنكم وغلوّكم عـلٰى عقيدة النّزول وتعلمون انّ الـمسيـح قـد خـالف هٰذا الرّأى فـمـالـكـم تـحـبّـونـهٗ ثـمّ تعصون

تمہیں کیا ہو گیا کہ تم خدا کے حکموں کو بھول گئے اور اس سے نہیں ڈرتے خدا تعالیٰ کی کلام میں غور نہیں کرتے کہ غیر المغضوب فرمایا غیر الیھود نہیں فرمایا کیونکہ اس میں اشارہ اس عذاب کی طرف ہے جوان کو پہنچا اور جو تمہیں پہنچے گا اگر تم باز نہ آئے پس کیا ممکن ہے کہ تم بچے رہو اور یہ بڑی اطلاع ہے اور اس کے نشان ظاہر ہو گئے اور اس میں ان کے لئے نشان ہے جو فکر کرتے ہیں اور خدا یہودیوں پر اس بات سے غصہ ہوا جب انہوں نے کہا کہ ہمارا موعود آسمان سے نازل ہوگا پھر اس کے بعد مسیح نازل ہوگا پس خدا نے عیسٰی کی زبانی فرمایا کہ یہ باطل پرست قوم ہے۔ اب تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اسی بات کے امیدوار ہو جسے خدا نے اس سے پہلے باطل قرار دیا اور ثابت ہے کہ مومن ایک ہی سوراخ سے دو بار نہیں کاٹا جاتا اور یہ کہ دوسروں سے عبرت پکڑتا ہے تا ملامت کا نشانہ نہ بنے۔ کیا تم اس مشابہت کو اپنی زبان سے اور نزول کے عقیدہ پر غلو کرنے سے کامل کرتے ہو اور تم جانتے ہو کہ مسیح نے اس رائے کے خلاف کیا ہے۔ پس کیا سبب ہے کہ اس کی دوستی کا دم بھرتے ہو لیکن اس کا حکم نہیں مانتے اور طاعون

حکمۃ وتخالفون. وانّ الطّاعون
قریبٌ مّن دارکم وماتدری نفسٌ
مایفعل بھا فی سنۃٍ اٰتیۃٍ فلا
تکفروا کلّ الکفر وتوبوا الی
اللّٰہ الّذی الیہ ترجعون.
وتعلمون انّہٗ رجزٌ نزل علی
الیھود ثمّ ینزل علی الّذین
یشابھونھم غضبًا مّن اللّٰہ
وذالک ھو السّرّ فی اٰیۃ غَيْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ [1] ایّھا
المتدبّرون. یاحسرۃً علی النّاس
انّھم یرون اٰیات اللّٰہ وایّامہ ثمّ
یعرضون. واذا قیل لھم اٰمنوا
بما وعد اللّٰہ فی سورۃ النّور
والفاتحۃ قالوا أنؤمن کما اٰمن
الجاھلون. الا انّھم ھم الجھلاء
ولکن لّایشعرون. وَ اذا قیل لھم
اتّقوا اللّٰہ ولا تتّبعوا اھواء کم
قالوا انّما نحن متّقون. وقد
ترکوا القراٰن ظلمًا وّعلوًّا واذا
دعوا الی الحقّ فھم یغضبون.
وایّ جھالۃٍ اکبر من انّھم

تمہارے گھر کے قریب پہنچ گئی اور کوئی نہیں
جانتا کہ آئندہ سال میں اس کے سر پر کیا ﴿۹۲﴾
گزرے گا پس کفر کو اس حد تک نہ پہنچاؤ
اور خدا کی طرف آؤ کہ آخر اسی کے پاس جانا
ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ یہ طاعون وہی
عذاب ہے جو یہود پر نازل ہوا پھر ان
لوگوں پر یہ عذاب خدا کے غضب سے نازل
ہوگا جو یہودیوں کی طرح ہو جائیں گے۔
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کی آیت میں
یہی بھید ہے۔ ان لوگوں پر افسوس جو خدا کے
نشانوں کو اور اس کے دنوں کو دیکھتے ہیں پھر
منہ پھیرتے ہیں پھر جب ان سے کہا جاتا ہے
کہ خدا کے اس وعدہ پر جو سورۃ نور میں اور
فاتحہ میں مذکور ہے ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ
کیا ہم جاہلوں کی طرح ایمان لائیں خبردار
کہ یہی لوگ جاہل ہیں لیکن بے شعور ہیں۔
اور جس وقت کہا جائے کہ خدا سے ڈرو اور ﴿۹۳﴾
خواہش کی پیروی نہ کرو کہتے ہیں کہ ہم
پرہیزگار ہیں حالانکہ قرآن کو ظلم اور تکبّر سے
چھوڑ دیا ہے اور جس وقت حق کی طرف ان کو
بلائیں غصّہ سے بھر جاتے ہیں اور اس سے
زیادہ اور کیا جہالت ہے کہ پریشان باتوں کو

[1] الفاتحۃ : ۷

ذهبوا الٰى اقوالٍ شتّٰى وبوعد القراٰن لا يؤمنون. وانّهٗ كتابٌ لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفهٖ وهل يستوى اليقين والظّنون. وانّ الاحاديث كلّها قد جمعت بعد مائةٍ او مأتين وانّ فرق الاسلام فيها يتنازعون. وامّا القراٰن فلاشبهة فيه وانّهٗ هو الّذى نزّل صدقًا وحقًّا على نبيّنا، وخرج من فيه، أأنتم فيه ترتابون؟ فبأى حديث بعده تؤمنون. أتؤثرون الظنّ على الذى قال اللّٰه فى شأنه اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ [1]. وقالوا إنّا وجدنا آباء نا على طريق وإنّا على آثارهم سالكون. انظرْ كيف أقرّوا بترك القرآن، ثم انظر كيف يختصمون. وقالوا إن الأحاديث قد اتفقت علٰى ما اعتقد نا، وإنْ هم إلا يكذبون. وقد علموا أن أكثر أخبار النبى ﴿۹۴﴾

مانا ہوا ہے اور قرآن کے وعدہ کو قبول نہیں کرتے اور قرآن ایک ایسی کتاب ہے کہ باطل کو اس میں کسی طرف سے راہ نہیں اور کیا ممکن ہے کہ یقین اور گمان برابر ہو جائیں۔ اور ثابت ہے کہ تمام حدیثیں ایک سو یا دوسو برس کے بعد جمع کی گئی ہیں اور مسلمانوں کے فرقے ان میں لڑتے جھگڑتے ہیں اور حقیقت میں قرآن میں کوئی شبہ نہیں اور وہی ہمارے نبی پر نازل ہوا ہے اور اس کے پاک منہ سے نکلا ہے کیا اس میں تم کو شک ہے پس کس حدیث پر قرآن کے بعد ایمان لاتے ہو۔ کیا اس کتاب کو چھوڑ کر گمان کو اختیار کرتے ہو جس کی شان میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ الآية اور کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو ایک راہ پر پایا ہے اور ہم ان کے نقش قدم پر چلیں گے دیکھ کہ کس طرح قرآن کو چھوڑنے کا اقرار کرتے ہیں پھر دیکھ کہ کس طرح لڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیثیں ہمارے عقائد کی نسبت متفق علیہ ہیں اور وہ صریح اس بات میں جھوٹے ہیں اور جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

[1] یقیناً ہم نے ہی یہ ذکر اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (الحجر:۱۰)

تُـوافِق القرآن، والذى لم يوافق
فـقد وضعـه الـواضعـون .وإن
الـعـصـمة مـن صـفـات القـرآن
خـاصةً، وإنّ الـقـصـص لا تجرى
الـنسـخ عـليهـا كما أنتم تُقرّون،
فـأيـن تـفرّون من حقٍّ حصحصَ،
وإلامَ تـجـادلون؟ أرأيتم إن كنتُ
مـن عـنـد الـلّٰــه ثـم كـذّبتمونى،
فـمـا بالكم أيّها المكذّبون؟ وإن
الـلّٰـه قد أخبر عن موت المسيح
فى سورة الـمـائدة ، و الحديث
أخبـرنـا أن عمره مائة وعشرون،
وبشّـرنا الله فى سورة النور بأن
الـخـلـفـاء من هذه الأمّة، فكان
خـاتـمُ الـخـلـفـاء من المسلمين
بـالضرورة، وهو المسيح الموعود
مـن غيـر الشك والشبهة، فـقد
فتـح الـلّـه بيـنـنا وبينكم إن كنتم
تبصرون . وهـل بقى بعد ذالک
شکّ لـقـوم يتّـقـون؟ فقد أُوتينا
حـجّة بـالـغة مـن الـلّه، وما فى
أيــديــكــم إلّا الــذى نــحــت

بہت حدیثیں قرآن سے موافق ہوتی
ہیں اور جو موافق نہیں وہ بے شک ﴿۹۵﴾
موضوع ہے اور معصوم ہونا قرآن کی ہی
خاص صفت ہے اور قصے منسوخ نہیں جیسا
کہ تم کو خود اقرار ہے ۔اب ثابت اور
واضح حق سے کہاں بھاگو گے اور کب
تک لڑو گے ۔ بھلا دیکھوتو کہ اگر میں خدا
کی طرف سے ہوا اور تم میری تکذیب
کرتے رہے تو تمہارا انجام کیا ہوگا اور
خدا تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کی موت کی
نسبت سورۃ مائدہ میں خبر دی ہے اور
حدیث میں ہے کہ ان کی عمر ایک سو بیس
برس کی تھی اور نیز خدا نے سورۃ نور میں
ہم کو بشارت دی ہے کہ خلیفے اس امت ﴿۹۶﴾
سے ہوں گے پس ضرور اسی طریق پر
خاتم الخلفاء مسلمانوں میں سے پیدا ہوا
اور وہی بغیر کسی شک کے مسیح موعود ہے
پس اگر تمہاری آنکھیں ہیں تو خدا نے
ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کر دیا
ہے کیا اب اس سب کے بعد کوئی شک
پرہیزگاروں کے لئے باقی رہ گیا ہے؟
ہم کو خدا نے حجت بالغہ دی ہے اور

الخاطئون .وقالوا إن المسيح
ينزل بسِمُتِ شرقى من دمشقَ
وهذا هو الحق إن كنتم
تتفكرون .وإنّ المسيح قد ظهر
فى الأرض الشرقية كما أنّ
الدّجَال قد ظهر فيها، فالمسيّح ﴿٩٧﴾
شرقى والدجّال شرقى، وفى
الشِّرک كثُر المشركون .وإن
قريتى هذه شرقية من دمشقَ،
فاسألوا من يعلمها إن كنتم لا
تعلمون .وإن هذا المُلک
مُلک الهند شرقىٌّ مِن حجاز،
فتمَّ ما أومى النبى إلى المشرق
للدجّال والمسيحِ، وتم وعد اللّٰه
صدقًا وحقًا، فلا تحاربوا اللّٰه أيها
المستعجلون. وإنكم ترون
كيف تنصّرَ الناس وارتدّوا من
دين اللّٰه، ثم تقولون ما جاء
مرسل مِن عند اللّٰه، ما لكم
كيف تحكمون .وإن هٰذه ﴿٩٨﴾
الأرض فاقتْ كلَّ أرض بفتنها
أتعلمون كمثلها أرضًا أُخرٰى،

تمہارے ہاتھ میں خطاکاروں کے گھڑے ہوئے کے سوا اور کچھ نہیں اور کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام دمشق کے مشرق کی طرف اترے گا اور یہی ٹھیک ہے اگر سوچو اور مسیح مشرق کی زمین میں ظاہر ہوا ہے جیسا کہ دجال بھی اسی زمین میں ظاہر ہوا ہے پس مسیح بھی مشرق میں ہوا اور دجال بھی مشرق میں۔ اور مشرک شرک میں بڑھ گئے اور یہ ہمارا گاؤں دمشق کے مشرق کی طرف ہے کسی جغرافیہ دان سے پوچھ لو اگر تم خود نہیں جانتے۔ اور یہ ہندوستان کا ملک حجاز کے ملک سے مشرق کی سمت ہے پس سچ نکلا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا کہ دجال اور مسیح مشرق میں ظاہر ہوں گے اور خدا کا وعدہ سچ اور حق ثابت ہوا پس اے جلد بازو! خدا کے ساتھ مت لڑو۔ تم دیکھتے ہو کہ لوگ عیسائی ہو گئے اور خدا کے دین سے پھر گئے ہیں پھر کہتے ہو کہ خدا کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا یہ تمہارا کیسا فیصلہ ہے! اور یہ ہندوستان کی زمین فتنہ اور فساد میں سب زمینوں سے بڑھ گئی ہے۔ کیا اس جیسی زمین کوئی اور تمہیں معلوم ہے؟ اگر سچے ہو تو اس زمین کا

فــأَرُونــا تــلـك الأرض إن كنتم تــصدُقون .وقــد شهدت السماء والأرض والـزمان والمكان على صــدقــي، ومـضى من هذه المائة قــريبًــا مــن خُمُسها، فبأيّ شهادةٍ بـعدها تستيقظون؟ وقد أَرَى اللّٰه آيـاتِه قريبًا من ثلاث مائة، ورآها الشهـداء الـذيـن كانوا زهاء مائة ألف أو يزيدون.وإن كـنتـم تظنون أنهم كذبوا فأْتوا بشهداء كمثلهم كـاذبيـن يشهـدوا لكم إن كـنتم صـادقين فيما تدّعون .وإنّ نصر اللّـه أتــاكـم في وقتـه فهل أنتم تــردّون؟ وإن تــعُـدّوا دلائــل صـــدقـــي لا تــحـصـوهـــا، وإن الكاذبين لا يُؤتى لهم آية ولا هم يُـنصَرون . وإن الـفـاتـحـة كَفَتْ لسعيـدٍ يـطـلـب الـحق ولا يمرّ عـلـيـنـا كالذين يستكبرون .فإن اللّٰه ذكـر فيه فِرَقًا ثلا ثا خَلوا من قبـلُ وهـم الــمــنـعـم عـليهـم والـمـغـضوب عليهم والضالون،

پتہ دو۔ اور بے شک آسمان اور زمین اور زمان اور مکان نے میری سچائی پر گواہی دی ہے اور اس صدی میں سے قریباً پانچواں حصہ گزر بھی گیا اب اس کے بعد کون سی گواہی تم کو جگائے گی اور نیز خدا نے تین سو نشان کے قریب ظاہر کر دیئے اور ان نشانوں کو ایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اگر ان کو جھوٹا سمجھتے ہو تو ان جیسے گواہ لاؤ جو تمہارے حق میں
گواہی دیں اگر اس دعوے میں سچ پر ہو ﴿۹۹﴾
اور یقیناً خدا کی مدد عین وقت پر تم کو پہنچی کیا اسے رد کر دو گے۔ اور میری سچائی کی دلیلیں اس قدر ہیں کہ تم ان کو نہیں گن سکتے اور یقیناً جھوٹوں کو کوئی نشان اور کوئی مدد نہیں دی جاتی۔ اور فاتحہ کی سورۃ اس سعادت مند کے لئے جو حق تلاش کرتا ہے اور ہمارے سامنے سے متکبر کی طرح نہیں گزرتا کافی ہے کیونکہ خدا نے اس سورۃ میں تین فرقوں کا ذکر کیا ہے جو اگلے زمانہ میں گزرے اور وہ یہ ہیں مُنعَم عَلَیْھم اور مَغضُوب عَلَیْھم اور ضَالِّیْن۔

ثـم جـعـل هذه الأُمّةَ فرقة رابعةً، وأومـأ الـفـاتـحةُ إلٰى أنّهم ورثوا تـلـك الثلاثة، إمّا مـن الـمـنعَم عليهم، أو من المغضوب عليهم، أو مـن الذين يضلّون ويتنصّرون، وأمَرَ أن يسأل المسلمون ربّهم أن يجعلهم من الفرقة الأولى ولا يـجعلهم من الذين غضب عليهم ولا مـن الـضـالـين الذين يعبدون عيسى وبربّهم يشركون. وكان فـي هـذا أنبـاءٌ ثلاث لـقـوم يتفرّسون. فلمّا جاء وقت هذه الأنباء بدأ اللّٰه من الضالين كما أنتم تـنـظرون، فخرج النصارٰى من دَيْرهم بقوّة لا يدانِ لها وّهم من كلّ حدَبٍ ينسلون، وزُلزلت الأرض زلـزالـهـا وأخـرجـت أثـقـالـهـا، وتـنـصّـرَ فـوج مـن الـمسلمين كما أنتم تشاهدون. ثـم جـاء وقـت الـنـبـأ الثاني أعني وقـت خـروج المغضوب عليهم كـمـا كان الوعد الربّاني، فصار

پھر اس امت کو چوتھا فرقہ قرار دیا اور فاتحہ میں اشارہ کیا کہ وہ ان تین فرقوں میں سے یا تو مُنْعَم عَلَيْهِم کے وارث ہوں گے یا مَغْضُوب عَلَيْهِم کے وارث ہوں گے یا ضَالِّین کے وارث ہوں گے اور حکم دیا ہے کہ مسلمان اپنے رب سے چاہیں کہ ان کو پہلے فرقہ میں سے بناوے اور مَغْضُوب عَلَيْهِم اور ضَالِّين میں سے نہ بناوے جو عیسیٰ کو پوجتے ہیں اور اپنے پروردگار کے برابر بناتے ہیں اور اس میں ان کے لئے جو فراست سے کام لیتے ہیں تین پیشگوئیاں ہیں پس جب ان پیشگوئیوں کا وقت پہنچ گیا خدا نے ضَالِّین سے شروع کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو پس نصاریٰ ایسی قوت کے ساتھ اپنے گرجاؤں سے نکلے ہیں کہ کوئی ان کی برابری نہیں کر سکتا۔ اور وہ ہر ایک اونچائی پر سے دوڑتے ہیں۔ اور زمین ہلنے لگی اور اپنے سب بوجھ اُگل دیئے اور مسلمانوں میں سے بہت سے نصرانی ہو گئے پھر دوسری خبر کا وقت پہنچا یعنی مَغْضُوب عَلَيْهِم کے نکلنے کا وقت جیسا کہ خدا نے وعدہ فرمایا تھا پس

﴿۱۰۰﴾

﴿۱۰۱﴾

طـائفة من المسلمين على سيرة اليهـود الذين غضب الله عليهم، وصـارت أهـواؤهـم كـأهواء هم وآراؤهـم كـآرائهـم وريـاء هـم كبريائهم وشحناء هم كشحناء هم وإبـاء هـم كـإبـاء هم يكذبون و يفسقون، ويظلمون ويستكبرون، ويحبّون أن يسـفكوا الدماء بغير حق ومُلِئتْ نفوسهم شُحًّا وبخلًا وحسـدًا، وضُـرِبت عليهم الذلّة فهـم لا يُكرَمون فى السّماء و لا فـى الأرض، ومِـن كـل بــاب يُـطـرَدون .وكـذالک مُـلـئـت الأرض ظـلـمـا وجـورًا وقَـلّ الـصـالحون .فـنـظـر اللّـه إلـى الأرض فـوجـد أهلها فى ظلمات ثلاث :ظـلـمت الجهل وظلمت الـفسـق وظـلـمـت الـدّاعين إلى التثليث والـوسـواس الـخنّـاس، فتذكّرَ فضلًا ورُحمًا وعُده الثالث الـذى يـدعـون له الداعون، فأنعمَ عـلـى هذه الأُمّة بـإرسـال مثيل

مسلمانوں کے ایک گروہ نے یہودیوں کی
راہ اورنمونہ اختیار کرلیا جو خدا کے غضب
کے نیچے تھے اوران کی خواہشیں اورریا
اورکینہ اوردشمنی اورسرکشی بالکل ان جیسی
ہوگئی۔ جھوٹ بولتے ہیں اور تبہ کاری
کرتے ہیں اورظلم اورتکبر کرتے ہیں۔
اورناحق خون کرنے کو دوست رکھتے ہیں
اوران کے نفس حرص اورطمع اوربخل اور ﴿۱۰۲﴾
حسد سے بھر گئے ہیں اور وہ ذلیل ہو گئے
ہیں نہ آسمان میں ان کی عزت ہے اور نہ
زمین میں اور ہر ایک طرف سے
دھتکارے جاتے ہیں اوراسی طرح زمین
ظلم اورجور سے بھرگئی اورنیک لوگ کم ہو
گئے۔ایسے وقت میں خدا نے زمین کو دیکھا
اورزمین والوں کو تین طرح کی تاریکی
میں پایا ایک جہالت کا اندھیرا دوسرے
فسق کا اندھیرا تیسرے ان لوگوں کا
اندھیرا جو تثلیث اور شیطان کی طرف
لوگوں کو بلاتے ہیں۔پس فضل اوررحم کرکے
تیسرے وعدہ کو یاد کیا جس کے لئے دعا
کرنے والے دعا کرتے تھے۔ پس مثیل
عیسیٰ کو بھیجنے سے اس امت پر انعام کیا اور ﴿۱۰۳﴾

عيسٰــى، وهـل يُـنـكِـر بـعـده إلّا
الـعـمون؟ وإن الذين آمنوا بأنباء
الـقـرآن ومـواعيـده و كفروا بما
خـالـفهـا، أولئک هم المؤمنون
حـقّـا، وأولئک الذين هدى اللّه
قلوبهم، وأولئک هم المهتدون.
وما نبيُّنا إلا محمدّ، وما كتابنا إلا
الـقـرآن، فـاطلبوا الرشد منه أيها
المسترشدون . وإنـا عُلّمنا دعوةً
فـى الـفاتحة، واستجابَها اللّه فى
سورة الـنـور، فـمـا لكم تتركون
لُبَّ القرآن وعلى القشر تقنعون.
ولا غُـمّـةَ فـى مـواعيد القرآن بل
هـو بيـان واضـح لـقوم يفهمّون. ﴿۱۰۴﴾
فـمـا لـكـم تـرُدّون نِـعمَ اللّه بعد
نـزولهـا؟ ءَأنـتـم نَـعَمٌ أو أُنـاس
عـاقـلـون؟ ومـا قـصّ الـلّه علينا
الـفِـرَقَ الـثـلاث فـى الـفـاتـحة إلّا
ليشيـر إلى أن هذه الأمّة ورثتهم
فــى كـل قسـم مـن الأقسـام
الـمـذكورة ، فقد ظهرتْ هذه
الـوراثة فـى مُسْلمِى زماننا الذى

اس پر اندھوں کے سوا اور کوئی انکار نہیں کرتا۔ اور وہ لوگ جو قرآن شریف کی خبروں اور اس کے وعدوں پر ایمان لائے اور جو اس کے خلاف تھا اس سے انکار کیا ٹھیک مومن یہی ہیں اور یہی وہ ہیں جن کے دلوں کو خدا نے ہدایت دی اور یہی ہدایت پائے ہوئے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ہمارا اور کوئی نبی نہیں اور قرآن کے سوا ہماری اور کوئی کتاب نہیں۔ اے رشد کے طالبو! اس سے رشد طلب کرو اور ہم کو فاتحہ میں دعا سکھائی گئی ہے اور اس دعا کو خدا تعالیٰ نے سورۃ نور میں قبول فرمایا پس کیوں قرآن کے مغز کو چھوڑتے ہو اور چھلکے پر قناعت کرتے ہو۔ قرآن کے وعدوں میں کوئی پوشیدگی نہیں بلکہ کھلا بیان ہے ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں۔ تمہیں کیا ہوا کہ خدا کی نعمتوں کو ان کے نازل ہونے کے بعد رد کرتے ہو۔ کیا حیوان ہو یا عقل والے انسان اور خدا نے فاتحہ میں تین فرقوں کا اس لئے ذکر کیا ہے کہ تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ یہ امت مذکورہ قسموں میں سے ہر ایک قسم کی وارث ہوگی۔ پس بلا شبہ یہ وراثت ہمارے زمانہ میں جو آخری زمانہ ہے ایسی ظہور تام سے مسلمانوں میں ظاہر ہو گئی ہے کہ ہر یک نفس

هو آخر الزمان بظهور تام، تعرفها كل نفسٍ من غير الحاجة إلى الإمعان كما لا يخفى على الذين ينظرون إلى مُسْلمي زمننا هذا وإلىٰ ما يعملون. ولكل فرقة من هذه الورثاء الثلاث درجاتٌ ثلاث.. أما الذين ورِثوا المنعَمَ عليهم فمنهم رجال ما وجدوا حظَّهم من الإنعام إلا قليلا من العقائد أو الأحكام وهم عليه يقنعون، ومنهم مقتصدون وإنهم وقَفوا على مرتبة الاقتصاد وما يكمّلون، ومنهم فردٌ اجتباه ربّه و كمّله وجعله سابقا فى الخيرات، وهو يجتبى اليه من يشآء ويخص بالدرجات، فذالك المخصوص هو المسيح الموعود الذى ظهر فى القوم وهم لا يعرفون. وَ اَمَّا الذين ورثوا المغضوب عليهم من اليهود فمنهم رجال من المسلمين شابهوهم فى

بغیر حاجتِ فکر کے اس کو پہچان رہا ہے۔ چنانچہ یہ بات ان لوگوں پر مخفی نہیں جو ہمارے زمانہ کے مسلمانوں اور ان کے کاموں کی طرف نظر کرتے ہیں اور ان تین قسم کے وارثوں میں سے ہر یک فرقہء وارثہ کے تین درجہ ہیں لیکن وہ جو منعم علیھم کے وارث ہوئے ان میں سے بعضوں نے انعام سے حصہ نہ پایا مگر تھوڑا سا حصہ عقائد اور احکام میں سے ان کو ملا اور اسی پر انہوں نے قناعت کی اور بعض ﴿۱۰۵﴾ ان میں سے درمیانی چال والے ہیں اور وہ اسی اپنی چال پر کھڑے ہو گئے اور تکمیل اور کمال کے درجہ تک نہیں پہنچے اور ان میں سے ایک فرد ہے کہ خدا نے اس کو چنا اور امام بنایا اور نیکیوں میں کامل کیا اور وہ چن لیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور درجوں سے مخصوص کرتا ہے پس وہی مخصوص وہی مسیح موعود ہے جو اِس قوم میں ظاہر ہوا اور وہ نہیں پہچانتے اور لیکن جو مغضوب علیھم کے وارث ہوئے ان میں سے وہ مسلمان ہیں جو خدا کے احکام اور فرائض کے ترک کرنے میں یہود سے مشابہ ہو

تــرک الـفــرائض والحدود، لا
يــصــومــون ولا يـصلّون، ولا
يـذكـرون الـمـوت ولا يبـالون،
ومــنهــم قـوم اتـخـذوا الـدنيـا
مـعبــودهــم ولهــا فــی ليـلهـم ﴿۱۰۶﴾
ونهارهم يعملون، ومنهم سابقون
فــی الــرزائـل، وأولئک الذين
يتـخـذون أهـل الـحـق سُـخـريًّـا
وعـليهم يضحكون .ويعادونهم
ويـكـفّـرونهـم ويشتـمـونهم، و
يــعــمـــلــون ريــاءً وبطـرًا ولا
يـخـلـصـون . ويـصـولـون علـی
مسيـح الـلّـه وحزبه، ويجرّونهم
إلــی الـحـكــام وفـی كل طـريق
يقعدون، ويقولون اقتلوهم فإنهم
كــافرون . وإذا قيـل لهـم تـعالوا
إلـی كـلام الـلّـه واجعلوه حَكَمًا
بيـننا وبينكم تری أعينهم تَحمرّ
مـن الغيظ ويمرّون شاتمين وهم
مشتـعّلو ن .وكـأيّـنُ مِـن آیِ اللّٰه ﴿۱۰۷﴾
رأوهــا بــأعيــنهــم ثـم يـمـرّون
مستـكبـرين كأنهم لا يبصرون .

گئے ۔ نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں اور موت کو یاد نہیں کرتے اور بے خوف ہیں اور ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے دنیا کو اپنا معبود بنایا اور رات دن اسی کے لئے کام کرتے ہیں ۔ اور ان میں سے ایسے لوگ ہیں کہ کمینی اور رذیل خصلتوں میں سب سے بڑھ گئے ۔ یہی لوگ ہیں جو اہل حق پر ٹھٹھے مارتے ہیں اور ان سے دشمنی کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور ریا اور دکھلاوے کے کام کرتے ہیں اور اخلاص نہیں رکھتے اور خدا کے مسیح پر اور اس کے گروہ پر حملہ کرتے ہیں اور ان کو حاکموں کی طرف کھینچتے ہیں اور ہر ایک رستے کے سرے پر ان کے ستانے کے لئے بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کو مار ڈالو کیونکہ یہ کافر ہیں ۔ اور جس وقت ان کو کہیں کہ خدا کے کلام کی طرف آؤ اور اس کو ہمارے اور اپنے درمیان حکم بناؤ تو ان کی آنکھیں غصہ سے لال ہو جاتی ہیں اور گالیاں دیتے گزر جاتے ہیں ۔ بہتوں نے خدا کے نشانوں کو آنکھوں سے دیکھا پھر متکبرانہ گزر جاتے ہیں گویا اندھے

ونبذوا كتاب الله وراء ظهورهم ظلـمًا وعُلوًّا، وقالوا لا تسمعوا دلائله والغَوْا فيها لعلّكم تغلبون. وأمّا الذين ورثوا الضالين فمنهم قوم أحبّوا شِعار النصارى وسيرتهم وإليها يميلون .و تجدهم يرغبون فی حُللهم وقُمصانهم وقلانسهم ونعالهم وطَرْزِ معيشتهم وجميع خصالهم، وعلى من خالفها يضحكون ويتزوّجون نساءً من قومهم وعليهن يعشقون .وَ منهم قوم مالوا إلى الفلسفة التی أشاعوها وفی أمر الدين يتساهلون . وكم من كَلِمٍ تخرج من أفواههم، ويحقّرون دين الله ولا يبالون . ومنهم قوم أكملوا أمر الضلالة، وارتدّوا من الإسلام وعادَوه من الجهالة، وكتبوا كتبًا فی ردّه، وشتموا رسول الله وصالوا على عرضه، وتلك أفواجٌ فی هذا المُلك

ہیں ۔ خدا کی کتاب کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس کی دلیلوں کو نہ سنو اور اس کے پڑھنے کے وقت شور ڈال دو تا غالب ہو جاؤ لیکن جو ضَــآلِّیْـن کے وارث ہوئے ان میں سے بعض نصاریٰ کی خُوخصلت اور شعار کو دوست رکھتے ہیں اور اس طرف جھک گئے ۔ لباس کوٹ پتلون بوٹ اور طرز زندگی اور ساری عادتوں میں نصاریٰ کی نقل اتارتے ہیں اور ان عادتوں کے مخالفوں پر ہنستے ہیں اور نصاریٰ کی عورتوں کو اپنے نکاح میں لاتے ہیں اور اُن سے عشق بازیاں کرتے ہیں ۔ اور ان میں سے (کئی) نصاریٰ کے فلسفہ کی طرف متوجہ ہوئے جس کی ان شہروں میں انہوں نے اشاعت کی ہے اور دین کے کاموں میں غفلت کرتے ہیں ۔ بہت سی نامناسب باتیں بولتے ہیں اور خدا کے دین کی حقارت کرتے ہیں اور خوف نہیں کرتے ۔ اور بعض ان میں سے پکے گمراہ ہو گئے اور جہالت سے اسلام کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں اور اسلام کے رد میں کتابیں لکھیں اور خدا کے رسول کو بُرا کہا اور اس کی عزت پر حملہ کیا اور اس قسم کے لوگ اس ملک میں کثرت سے

﴿۱۰۸﴾

بعدما كانوا يُسلِمون .فتمّ ما أُشيرَ إليه فى الفاتحة، فإنّا لله وإنّا إليه راجعون. وأوّلُ نبأ ظهَر من أنباءِ أُمّ الكتاب هو تنصُّر المسلمين وشتمهم وصَوْلهم ﴿۱۰۹﴾
كالكلاب كما تشاهدون .ثم ظهر نبأ المغضوب عليهم، فترى حزبًا من العلماء ومَن تبعهم من أهل الدنيا والأمراء والفقراء كيف يستكبرون ولا يتذلّلون، ويراء ون ولا يخلصون، ويقولون ما لا يفعلون.وأخلدوا إلى الأرض وإلى اللّه لا يتوجهون.ولا يؤمنون بأيّام اللّه، ويرون آيات اللّه ثم ينكرون ويريدون أن يدُسّوا الحق فى تراب، ويمزّقوا أذياله ككلاب، ولا يفكّرون فى ليلهم ولا نهارهم أنهم يُسْألون.ولو تيسّرَ لهم قتلى لقتلونى و ﴿۱۱۰﴾
لاغتالونى لو يُسرّون مقتلى، ولكن الله خيّبهم فيما يقصدون. يمكرون كل مكرٍ لإعدامى،

ہیں اور وہ اس سے پہلے مسلمان تھے۔ پس جس بات کا سورۃ فاتحہ میں اشارہ تھا وہ ظاہر ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور پہلی خبر جو اُمُّ الْکِتَاب کی خبروں میں سے ظاہر ہوئی وہ مسلمانوں کا نصرانی ہوجانا اوران کا گالیاں دینا اورکتوں کی طرح حملہ کرنا ہے۔جیسا کہ دیکھتے ہو۔پھر مَغْضُوْبِ عَلَیْھِم کی خبر ظاہر ہوئی جیسا کہ تم علماء کے گروہ اوران کے تابعوں اوراہل دنیا اورامیروں اور پیروں اورفقیروں اور درویشوں میں دیکھتے ہو کہ کس قدر تکبر کرتے ہیں خاکساری اختیار نہیں کرتے۔ ریا کرتے ہیں اخلاص نہیں رکھتے۔ اور وہ ایسی باتیں بتاتے ہیں جوخود نہیں کرتے دنیا پر اوندھے پڑے ہیں اور خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور خدا کے دنوں پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے نشانوں کو دیکھتے ہیں اور سر پھیرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ حق کو خاک کے نیچے چھپا دیں اور اس کے دامن کوکتوں کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اوراپنے رات اوردن میں فکر نہیں کرتے کہ آخر پوچھے جائیں گے اگر مجھ کو قتل کر سکتے تو ضرور قتل کرتے لیکن خدا نے ان کو ناکام اور نامراد رکھا۔ میرے نابود کرنے

فيـنـــزل أمـرٌ من السماء فيجعل مـكـرهـم هبـاءً وهـم لا يعلمون. وإنّ مـعـى قـادرٌ لا يـبـرح مـكـانـى حَفَظَتُه، ولا يبعُد منى طرفةَ عينٍ رَحْـمتُـه، لـكـن الـمخـالفين لا يبـصـرون، بـل يرونني ويعبِسون ويسبّون ويشتـمـون، ويحلفون حـلـفًـا على حلف إنه كاذب ولا يبـقى سرٌّ إلا يُبدَى، ولا قضية إلّا تُـقضَى، فسيظهر ما فى قلبى وما فِى قـلبهم، ولا يُكتَم ما يكتُمون. هـذان حـزبـان مـن الـمغضوب عـليهـم وأهـل الصلبان ذكَرهما اللّٰه فى الفاتحة، وأشار إلٰى أنهما يـكثُـران فى آخر الزمان ويبلغان كـمـالهـمـا فى الطغيان، ثم يقيم ربُّ الـسـماء حزبًا ثالثا فى تلك الأوان لتتـمّ الـمشابهة بأُمّة أولى ولِتتشـابـهَ السلسلتان .فـالزمانُ هٰذا الـزمـانُ، وتـمّ كلّ مـا وعد الـرحـمٰن، ورأيتم المتنصّرين من الـمسـلـميـن وكثـرتهم، ورأيتم

میں مکر کام میں لاتے ہیں تب آسمان سے
ایک ایسا امر نازل ہوتا ہے کہ ان کے مکر کو
برباد کر دیتا ہے اور وہ نہیں جانتے۔ میرے ساتھ
ایک ایسا قادر ہے کہ اس کے نگہبان میرے گھر
سے دور نہیں ہوتے اور اس کی رحمت ایک لمحہ بھی
مجھ کو نہیں چھوڑتی لیکن مخالف نہیں دیکھتے بلکہ مجھ کو
دیکھتے ہیں اور چیں بہ جبیں ہوتے ہیں اور گالیاں
دیتے ہیں اور قسم پر قسم کھاتے ہیں کہ میں جھوٹا ہوں
اور ایسا کوئی بھید نہیں رہا جو ظاہر نہ ہو اور نہ کوئی قضیہ
جو فیصلہ نہ ہو۔ قریب ہے کہ جو کچھ میرے دل میں
﴿۱۱۱﴾ ہے اور جو کچھ ان کے دل میں ہے ظاہر ہو جائے۔
یہ دو گروہ مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِم اور اہلِ صلیب میں
سے ہیں کہ خدا نے فاتحہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور
اشارہ کیا ہے کہ آخر زمانہ میں بکثرت ہو جائیں
گے اور فساد میں کمال کو پہنچ جائیں گے اس وقت
آسمان کا پروردگار تیسرے گروہ کو قائم کرے گا اس
لئے کہ مشابہت پہلی اُمت سے پوری ہو جائے اور
اس لئے بھی کہ دونوں سلسلے ایک دوسرے سے
مشابہ ہو جائیں۔ پس وہ وقت یہی وقت ہے اور جو
کچھ رحمٰن نے وعدہ کیا تھا وہی ظاہر ہوا اور تم نے
مسلمانوں میں سے عیسائی ہونے والوں کی کثرت
کو دیکھا اور اس امت کے یہود اور ان کی

يهـودَ هذه الأمّة وسيرتهم، فكان
خـاليًـا موضعُ لَبِنةٍ أعنـى المُنعَم ﴿۱۱۲﴾
عـليــه مـن هـــذه الـعـمـارةِ .
فـأراد الـلّـه أن يُتـمّ الـنبأ ويُكمِل
البـنـاء باللبنة الأخيرة، فأنا تلك
الـلبـنة أيهـا الـنـاظـرون .وكـان
عيسٰـى عَـلَـمًـا لبنى إسرائيل وأنا
عَــلَـمٌ لـكـم أيـهـا الـمـفـرطـون.
فسـارِعوا إلى التوبة أيها الغافلون.
وإنّــى جُـعِـلْــتُ فـردًا أكـمَلَ من
الذين أُنعِمَ عليهم فى آخر الزمان،
ولا فـخـر ولا ريـاء ، والـلّـهُ فعَل
كيف أراد وشـــاء ، فهـل أنتـم
تـحـاربـون الـلّـه وتـزاحـمـون .
وأنا المسيح الموعود الذى قُدّر
مـجيـئُـه فـى آخر الزمان من اللّه
الـحكيم الديّان، وأنا المنعَم عليه
الـذى أُشيـرَ إليه فى الفاتحة عند
ظهـور الـحـزبـيـن المذكـورين ﴿۱۱۳﴾
وشيـوع البـدعـات والفتن فهل
أنتـم تــقبـلـون؟ وإن إنـكـارى
حسـراتٌ عـلى الذين كفروا بى،

سیرت کو بھی دیکھا اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی مُنعَم عَلَیْھِم پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچاوے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں اور جیسا کہ عیسیٰ بنی اسرائیل کے لئے نشان تھا ایسا ہی میں تمہارے لئے اے تبہ کارو ایک نشان ہوں۔ پس اے غافلو! توبہ کی طرف جلدی کرو۔ اور میں مُنعَم عَلَیْھِم گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں اور یہ فخر اور ریا نہیں۔ خدا نے جیسا چاہا کیا۔ پس کیا تم خدا کے ساتھ لڑتے ہو اور میں وہی مسیح موعود ہوں جس کا آنا آخر زمانہ میں خدا کی طرف سے مقدر تھا اور میں وہ مُنعَم عَلَیْہِ ہوں کہ اس کی طرف فاتحہ میں ان دو گروہ کے ظہور کے وقت اشارہ تھا اور بدعتوں اور فتنوں کے پھیل جانے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پس کیا تم قبول نہیں کرو گے۔ اور میرا انکار منکروں پر حسرت کا

وإن إقـراری بـرکـات لـلـذین یتـرکـون الحسد ویؤمنون .ولو کـان هـذا الأمـر والشأن من عند غیـر اللّـه لـمـزق کـلَّ ممزَّق و لـجـمـع علـینا لعنة الأرض ولعنة السـمـاء ولأفاز اللّه أعدائی بکلّ مـا یریدون .کلّا بـل إنه وعدٌ من اللّـه وقـد تـمّ صـدقا وحقّا، وإنّه بُشـریٰ لـلّـذیـن کانوا ینتظرون . وقـد رُفِعَ قـضیتـنا إلی اللّـه وإن حـزبـنـا أو حزبکم سیُنصَرون أو یُخذَلون. فحاصل الکلام فی هذا الـمـقـام أن الفاتحة قد بیّنت أن هذه الأمّة امّة وسط مستعدّة لأن تـرقّی، فیکون بعضهم کنبیٍّ من الأنبیاء ، ومستعـدّة لأن تتـنـزّل فیـکـون بـعـضهم یهودًا ملعونین کـقـردة البیداء ، أو یدخلون فی الـضـالین ویتنصّرون .وکـفـاک هـذا الـدعــاءُ الـذی تـقـرأه فـی صـلـواتـک الخمس إن کنتَ من الـذیـن یـطـلـبـون الـحـق وإلیـه

سب اور میرا اقرار ان کے لئے جو حسد کو چھوڑتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں برکتوں کا باعث ہے۔ اور اگر یہ امر خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو البتہ یہ کارخانہ تباہ ہو جاتا اور ہم پر زمین اور آسمان کی لعنت جمع ہو جاتی اور دشمن اپنے ہر ارادہ میں کامیاب ہو جاتے۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ اس سلسلہ کا خدا کی طرف سے وعدہ دیا گیا تھا جو سچے طور سے پورا ہو گیا اور خوشخبری ان کے لئے ہے جو انتظار کرتے تھے اب ہمارا یہ مقدمہ خدا کی کچہری میں پہنچ گیا ہے۔ اور قریب ہے کہ تمہاری فتح ہو یا تمہیں شکست ہو۔ غرض سورۃ فاتحہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ اُمت امتِ وَسط ہے اور ترقیات کے لئے ایسی استعداد رکھتی ہے کہ ممکن ہے کہ بعض ان میں سے انبیاء ہو جائیں اور یہ بھی استعداد اس میں ہے کہ یہاں تک پست اور متنزل ہو جائے کہ بعض ان میں سے یہودی اور جنگل کے بندروں کی طرح لعنتی ہو جائیں یا گمراہ ہو جائیں اور نصرانی ہو جائیں۔ اور تیرے لئے یہ دعا جو تو پانچ وقت نماز میں پڑھتا ہے کافی ہے اگر حق کی طلب تیرے دل میں ہے

﴿۱۱۴﴾

يـحـفِـدون. وقـد ثبـت منـه أنـه
ستكون المغضوب عليهم منكم، ﴿۱۱۵﴾
وسيكون الضالون منكم بتنصُّرهم،
فكيف يمكن أن لا يكون المسيح
الـموعـود منكم الذى أُشير إليه
وإلـى جماعته فى قوله: اَنۡعَمۡتَ
عَلَيۡهِمۡ [1]. فلا تفرّقوا فى الفِرق
الثلاث الـذيـن أنتـم لهم وارثون.
لا يـــأتيـكــم يهـودى مـن
بنى إسرائيل، ولا نبى من السماء،
إنْ هـى إلّا أسـماءُ هذه الأمّة إن
كـنتـم تـعـرفون. أتـعـجبـون أن
يسـمّـى الـلّـه بـعـضكم يهوديا
وبـعـضـكـم نـصـرانيا وبعضكم
عيسٰـى؟ فـلا تـكـذّبوا كلام اللّـه
وفَـكِّروا فيـمـا أومـیٰ، وانـظروا ﴿۱۱۶﴾
حق الـنـظـر أيهـا الـمخطئون.
أم يـقـولـون إنـا لا نرى ضرورة
مسيـح ولا مهـدى وكـفـانـا
الــقـرآن وإنـا مهتـدون. و
يـعـلـمـون أن الـقـرآن كتابٌ
لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ [2].

اور اس سے ظاہر ہوا کہ قریب ہے کہ تمہارے بیچ میں سے مَغۡضُوۡب عَلَيۡهِم پیدا ہوں اور ان کے نصرانی ہونے کی وجہ سے ضَآلِّيۡن ہو جائیں۔ اِس حال میں کیونکر ممکن ہے کہ وہ مسیح موعود تمہارے بیچ میں سے نہ ہو جس کی طرف اور جس کی جماعت کی طرف اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ میں اشارہ ہے اب لازم ہے کہ تین فرقوں میں جس کے تم وارث ہو تفریق نہ کرو ممکن نہیں کہ کوئی یہودی بنی اسرائیل میں سے یا کوئی نبی آسمان سے تمہارے پاس آوے بلکہ یہ سب اِسی اُمت کے نام ہیں۔ کیا تم کو اس بات سے تعجب ہے کہ خدا تم میں سے بعض کا نام یہودی رکھے اور بعض کا نام نصرانی اور بعضوں کو عیسٰی کے نام سے یاد فرماوے۔ پس خدا کے کلام کی تکذیب نہ کرو اور جس بات کا اشارہ کیا اس میں فکر کرو اور خوب سوچو۔ کہتے ہیں کہ ہم کو مسیح اور مہدی کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے اور ہم سیدھے رستے پر ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ قرآن ایسی کتاب ہے کہ سوائے پاکوں کے اور کسی کی فہم اس تک نہیں پہنچتی۔ اس وجہ سے ایک

[1] الفاتحة: ۷　　[2] الواقعة: ۸۰

فاشتدّت الحاجة إلى مفسّر زُكّيَ
مِن أيدى اللّه وأُدخِلَ فى الذين
يُبْصرون .وَيْحكم !كيف
تكذّبون كتاب الله وتكفرون
بنبأه؟ أيأمركم إيمانكم أن
تكفروا بأنباء اللّه إن كنتم
تؤمنون؟ وقد خلت قوم من
قبلكم ظنوا كظنكم فى رسلهم،
فبلّغوا التكذّيب والإهانة منتهاها
وكانوا يعتدون، فأقبلَ
المأمورون على ربهم و
استفتحوا، فخاب الذين
كانوا يصُدّون عن سبيل اللّه ولا
ينتهون . فاتّقوا سُنَنَ اللّه وغضبه
أيها المجترء ون ! إنكم تركتم
اللّه فتركَكم، وفعلتم فعل اليهود
واتّبعتم آراء هم، وقد أذاق اللّه
اليهود جزاء هم، فتوبوا إلى
بارئكم وتعالوا إلٰى ما أقول لكم
كما بدأكم تعودون، وبلِّغوا
الأمر إلى ملوككم إن استطعتم
وكونوا أنصار اللّه لعلّكم

ایسے مفسر کی حاجت پڑی کہ خدا کے ہاتھ نے اسے
پاک کیا ہو اور بینا بنایا ہو۔ افسوس تم پر کس طرح خدا
کی کتاب کی تکذیب کرتے ہو اور اس کی پیشگوئی
پر ایمان نہیں لاتے۔ کیا تمہارا ایمان تم کو حکم دیتا
ہے کہ خدا کی پیشگوئیوں کے ساتھ کفر کرو۔ تم
جانتے ہو کہ تم سے پہلے ایسی قوم تھی کہ یہی برا گمان
جو تم کرتے ہو اپنے رسولوں کی نسبت کیا اور
تکذیب اور اہانت کو حد سے زیادہ گزار دیا۔ آخر
مامور لوگ آستانہ احدیّت پر گر پڑے اور اس جناب ﴿۱۱۷﴾
میں عجز اور صدق کا سر رکھ دیا اور اس سے فیصلہ
چاہا۔ پس وہ لوگ جو خدا کی راہ سے لوگوں کو روکتے
تھے اور باز نہ آتے تھے ناکام اور نامراد ہو
گئے۔ پس اے دلیری کرنے والو! خدا کی سنتوں
اور اس کے غضب سے ڈرو۔ تم نے خدا کو چھوڑ دیا
اور اس نے اس کے بدلے میں تم کو چھوڑ دیا اور تم
نے یہودیوں کا کام کیا اور خدا نے ان کو ان کے
کرتوت کا مزہ چکھایا اب خدا کی طرف رجوع کرو
اور جو کچھ میں کہتا ہوں اسے قبول کرو اور یاد رکھو کہ
جس طرح آغاز میں خدا نے تم کو پیدا کیا اسی طرح
اس کی طرف لوٹو گے۔ اور جو کچھ تم کو دین کی بات
سکھائی گئی ہے اگر ممکن ہو سکے تو اپنے بادشاہوں کو
بھی اُس کی خبر دو اور خدا کے دین کے مددگار بن

تُـرحـمون .ومـا مـن قضية أصرّ
عـليهـا أهـل الأرض إلّا قُضيتْ
فـىؔ آخـر الأمـر فـى السمـاء ، ﴿۱۱۸﴾
وتـلـك سُـنّـةٌ لا تبـديل لهـا أيهـا
الظالمون .وما كان اللّٰه ليترك
الـحق وأهله حتـى يميز الخبيث
مـن الطيب، فما لكم لا تبصرون؟
و إنْ أَكُ كـاذبـا فـعلـيّ كذبـي،
وإنْ أَكُ صـادقًـا فـأخـاف أن
يـمسّـكم نَـصَـبٌ من اللّٰه، وإنّـه
لايـفـلح المعتدون .تُـوبوا توبوا
فـإن البلاء على بابكم، وسارِعوا
إلـى تـوّابكم، وأَمهِلوا بعض هذا
التـدلّـل، واحـضُـروا الـلّـه مـن
التـذلّـل، أليـس الموت بقريب،
ونـكـال الآخرة أمـــر مهيب،
ولا إصـلاح بـعـدؔ الـموت ولا ﴿۱۱۹﴾
تـرجعـون .وقـد أُوحـىَ إلـيّ
مـن ربّـي قبل أن ينـزل الطاعون
’’أَنِ اصْـنَـعِ الـفُـلْـكَ بِـأَعْيُـنِـنَـا
وَوَحْـيِـنَـا، وَلَا تُخَاطِبْنِى فِى الَّذِينَ
ظَـلَـمُـوا إِنَّهُـمْ مُغْـرَقُـونَ. إِنَّ الَّذِينَ

جاؤ تا تم پر رحم کیا جائے اور ایسا ہر ایک جھگڑا جس میں اہل زمین اصرار کریں آخر کار آسمان میں اس کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اے ظالمو! یہ خدا کی سنت ہے جو کبھی نہیں بدلی۔ ہرگز ممکن نہیں کہ خدا حق کو اور اہل حق کو چھوڑ دے جب تک ناپاک کو پاک سے جدا نہ کرے۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے جھوٹ کا وبال میرے سر پر پڑے گا اور اگر میں سچا ہوں تو میں ڈرتا ہوں کہ تم پر خدا کی طرف سے عذاب نازل ہو۔ اور یہ پکی بات ہے کہ حد سے نکل جانے والا ہرگز فلاح نہیں پاتا۔ باز آجاؤ! باز آجاؤ! دیکھو بلا تمہارے دروازہ پر کھڑی ہے اور خدا کی طرف جلدی کرو اور کچھ تو اس تکبر میں سے کم کرو اور خدا کے سامنے عاجزی سے حاضر ہو جاؤ۔ موت نزدیک ہے اور آخرت کا عذاب بڑی ہیبت ناک چیز ہے۔ اور مرنے کے بعد اصلاح کا وقت نہیں اور نہ پھر دنیا میں آنا ہے۔ طاعون کے نازل ہونے سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے ایک کشتی طیار کر اور ایسے لوگوں کے لئے شفاعت پیش نہ کر جنہوں نے تمام زندگی کے لئے ظلم کرنا اپنا اصول بنا لیا ہے کیونکہ وہ تو غرق ہونے سے پہلے ہی گناہوں میں غرق ہیں اور جو لوگ تیرے ہاتھ میں

يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ"، وقد أشعتُ هذا الوحي من سنين، ويعلمه المحبّون والمعادون. واللّٰهُ يأتي الأرض ينقُصها من أطرافها، فتوبوا إلى اللّٰه أيها الغافلون. ولا تفرّطوا في حقوق اللّٰه وعباده، ولا تكونوا من الذين يظلمون، وتوبوا توبةً نصوحًا لعلكم تُرحَمون. وقال ربّي": إِنَّ اللّٰهَ لا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ. إِنَّهُ أَوَى الْقَرْيَةَ"، يعني من دخلها كان آمِنًا، وأخاف على الذين لا يخافون اللّٰه ولا ينتهون. فقُوموا من مواضعكم خاشعين، واسجدوا توّابين وكونوا لنفوسكم ناصحين وفكِّروا مرتعدين، ولا تكونوا كالذين يفسقون وهم يضحكون. إن إنكار المأمورين شيء عظيم، ومن حاربهم فقد ألقٰى نفسه في الجهيم☆، فلا خير في هذه

اپنا ہاتھ دیتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے۔ برسوں ہوئے کہ اس وحی کی میں نے اشاعت کی ہے جیسا کہ دوست اور دشمن سب اسے جانتے ہیں اور خدا دن بدن زمین کو اس کی طرفوں سے اس طرح پر کم کرتا چلا جاتا ہے کہ فوج در فوج لوگ ہر طرف سے آرہے ہیں۔ پس اے غافلو! خدا کی طرف رجوع کرو اور خدا کے اور اس کے بندوں کے حق میں ظلم اور ستم نہ کرو۔ اور توبہ نصوح کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ اور خدا نے مجھے فرمایا کہ خدا کبھی کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک کہ خود وہ لوگ اپنی اندرونی حالت کو تبدیل نہ کریں۔ اور سچ مچ خدا نے اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے یعنی جو کوئی اس میں داخل ہوا وہ سلامت رہا۔ ہاں مجھے ان کا فکر ہے جو خدا سے نہیں ڈرتے اور سیاہ کاری سے باز نہیں آتے۔ اب چاہیے کہ اپنی جگہوں سے عاجزی سے اٹھو اور توبہ کے ساتھ سجدے کرو اور اپنی جان کا فکر کرو۔ اور سوچ اور خوف کے ساتھ فکر کرو اور ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو فاسق ہیں اور ٹھٹھے مارتے ہیں خوب جان لو کہ ماموروں کا انکار بڑی بھاری بات ہے اور جوان سے لڑا یقیناً اپنے آپ کو دوزخ کا کندا بنایا۔ اے لڑنے والو! اس

﴿۱۲۰﴾

☆ یہ لفظ اصل میں ''الجحیم'' ہے۔(ناشر)

﴿۱۲۱﴾ الحرب أيّها المحاربون. وأنتم تقرء ون في الفاتحة ذِكر قوم غضب اللّه عليهم بما كفروا بالمسيح عيسى ابن مريم وكفّروه وآذوه وحقّروه وأسروه وأرادوا أن يصلبوه ليحسب النّاس أنه أشقى الناس والملعون، ففكّروا في أُمّ الكتاب حقّ الفكر ..لِمَ حذّركم اللّه أن تكونوا المغضوبَ عليهم، ما لكم لا تفكّرون؟ فاعلموا أن السرّ فيه أنّ اللّه كان يعلم أنه سوف يبعث فيكم المسيح الثاني كأنه هو، وكان يعلم أن حزبًا منكم يكفّرونه ويكذّبونه ﴿۱۲۲﴾ ويحقّرونه ويشتمونه ويريدون أن يقتلوه ويلعنونه، فعلّمكم هذا الدعاء رُحمًا عليكم وإشارةً إلى نبأٍ قدَّره، فقد جاء كم مسيحكم فإن لم تنتهوا فسوف تُسألون. وثبت من هذا المقام أن المراد من المغضوب عليهم عند اللّه

لڑائی میں تمہارے لئے کوئی بہتری نہیں ۔ تم سورۃ فاتحہ میں اس قوم کا ذکر پڑھتے ہو جن پر خدا کا غضب اس لئے اترا کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کا کفر کیا اور اس کو حقیر جانا اور ستایا اور پکڑوایا اور چاہا کہ سولی دیں اس لئے کہ لوگ اسے ملعون اور بد بخت جانیں ۔ چاہیے کہ اُمُّ الکتاب میں خوب غور کرو کہ کیوں تم کو خدا نے اس سے ڈرایا کہ تم مَغْضُوْب عَلَيْهِم ہو جاؤ ۔ جان لو کہ اس میں یہ راز تھا کہ خدا جانتا تھا کہ مسیح ثانی تم میں پیدا ہوگا اور گویا وہ وہی ہو گا اور خدا جانتا تھا کہ ایک گروہ تم میں سے اس کو کافر اور جھوٹا کہے گا اسے گالیاں دیں گے اور حقیر جانیں گے اور اس کے قتل کا ارادہ کریں گے اور اس پر لعنت کریں گے ۔ پس اس نے رحم کر کے اور اس خبر کی طرف جو مقدر تھی اشارہ کے لئے یہ دعا تم کو سکھائی ۔ پس تمہارا مسیح تمہارے پاس آ گیا اب اگر تم ظلم سے باز نہ آئے تو ضرور پکڑے جاؤ گے اور اس مقام سے ثابت ہوا کہ خدا کے نزدیک مغضوب علیہم سے وہ

العلّام☆ هم اليهود الذين فرّطوا فی أمر عيسٰی رسول اللّٰه الرحمٰن، و کفّروه و آذَوه ولُعنوا علی لسانه فی القرآن، و کذالک مَن شابَهَهم منکم بتکفير مسيح آخر الزمان وتکذيبه و إيذائه بالّلسان، و التمنّی لقتله ولو بالبهتان، کما أنتم تفعلون. والمراد من قوله الضَّالِّينَ النصاری الذين أفرطوا فی أمر عيسٰی وأَطرَء وه وقالوا إن اللّٰه هو المسيح وهو ثالث ثلاثة يعنی الثالث الذی يوجد فيه الثلاثة کما هم يعتقدون.

یہودی مراد ہیں جنہوں نے عیسیٰ کے معاملہ میں ناانصافی کی اور اس کو کافر کہا اور اس کو ستایا اور قرآن میں اس کی زبان پر لعنت کئے گئے۔ اور اسی طرح تم میں سے وہ جو مسیح آخرالزمان کی تکفیر اور
زبان سے اس کی تکذیب اور ایذا اور اس ﴿۱۲۳﴾
کے قتل کی آرزو کی وجہ سے ان یہودیوں سے مشابہ ہو گئے اور ضالین سے مراد نصاریٰ ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں حد سے گزر گئے اور کہا کہ مسیح ہی خدا ہے اور وہ تین میں سے ایک ہے ایسا کہ دونوں اس کے وجود میں موجود ہیں

الحاشية ۔ اِنَّ لفظ المغضوب عليهم قد حذیٰ لفظ الضالين. اعنی وقع ذالک بحذاء هذا کما لا يخفی علی المبصرين. فثبت بالقطع و اليقين انّ مغضوب عليهم هم الذين فرّطوا فی امر عيسیٰ بالتکفير و الايذاء و التوهين. کما ان الضالين هم الذين اَفرطوا فی امرهٖ باتخاذهٖ ربّ العالمين. منه

ترجمہ۔ لفظ مغضوب علیہم ضالین کے لفظ کے مقابل میں ہے یعنی وہ لفظ اس لفظ کے مقابل پڑا ہے جیسا کہ دیکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ پس قطع اور یقین سے ثابت ہو گیا کہ مغضوب علیہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں تفریط کی اور کافر قرار دیا اور دکھ دیا اور اہانت کی۔ اور ضالین سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں افراط کیا اور ان کو خدا قرار دے دیا۔ منہ

والمراد من قوله: أَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ هم النبيون والأخيار
الآخرون من بنى إسرائيل الذين
صدّقوا المسيح وما فرّطوا فى
أمره وما أفرطوا بأقاويل، و
كذالك المرادعيسَى المسيحُ
الذى خُتِمَتْ عليه تلك
السلسلة وانتقلت النبوّة، وسُدَّ ﴿۱۲۴﴾
به مجرى الفيض كأنه العَرِمة،
وكأنه لهذا الانتقال العلَمُ
والعلامة أو الحشر والقيامة،
كما أنتم تعلمون . وكذالك
المراد من أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فى
هذه الآية هو سلسلة أبدال هذه
الأُمّة الّذين صدّقوا مسيح آخر
الزمان، وآمنوا به وقبِلوه بصدق
الطويّة والجَنان ..أعنى المسيحَ
الذى خُتِمَتْ عليه هذه السلسلة،
وهو المقصود الأعظم من قوله
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ كما تقتضى المقابلة
ولا ينكره المتدبّرون. فإنّه إذا عُلِم
بالقطع واليقين والتصّريح والتعيين ﴿۱۲۵﴾

اور اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے وہ انبیا اور
بنی اسرائیل کے آخری برگزیدے
مراد ہیں جنہوں نے مسیح کی تصدیق کی
اور اس کے بارے میں کوئی کوتاہی
نہیں کی اور باتوں سے اس مسیح کے حق
میں زیادتی نہیں کی اور اسی طرح
مراد لفظ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے عیسیٰ مسیح ہے
جس پر وہ سلسلہ ختم ہوا اور اس کے
وجود سے فیض کا چشمہ بند ہوگیا گویا کہ
اس کا وجود اس انتقال کے لئے ایک
نشانی یا حشر اور قیامت تھا اور اسی طرح
انعمت علیھم سے مراد اس امت کے
ابدالوں کا سلسلہ مراد ہے جنہوں نے مسیح
آخرالزمان کی تصدیق کی اور صدق
دل سے اس کو قبول کیا یعنی اس مسیح
کو جس پر یہ سلسلہ ختم ہوا اور اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ سے وہی مقصود اعظم ہے کیونکہ
مقابلہ اسی کا مقتضی ہے اور تدبر کرنے
والے اس کا انکار نہیں کر سکتے۔

أن المغضوبَ عليهم هم اليهود الذين كفّروا المسيح وحسبوه من الملعونين كما يدل عليه قرينة قوله الضَّالِّينَ فلا يستقيم الترتيب ولا يحسُن نظام كلام الرحمٰن إلا بأن يُعنٰى من اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ مسيحَ آخر الزمان، فإن رعاية المقابلة مِن سُنن القرآن ومن أهمّ أمور البلاغة وحسن البيان، ولا ينكره إلا الجاهلون .فظهر من هذا المقام بالظهور البيّن التامّ أنه مَن قرأ هذا الدعاء في صلاته أو خارجَ الصلاة فقد سأل ربّه أن يُدخِله في جماعة المسيح الذي يكفّره قومه ويكذّبونه ويفسّقونه ويحسبونه شر المخلوقات و يسمّونه دجّالًا وملحدًا ضالًّا كما سَمَّى عيسى اليهودُ الملعون . وإذا تَقرّرَ هٰذا فبيِّنوا مَن قام فيكم من دوني يدّعي أنه هو المسيح الموعود وأنتم كفّرتموه

مَغۡضُوۡب عَلَيۡهِم وہی یہودی ہیں جنہوں نے مسیح کو کافر کہا اور اس کو ملعون جانا جیسا کہ الضَّآلِّيۡن کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے ترتیب ٹھیک نہیں بیٹھتی اور قرآن کے کلام کا نظام درست نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ سے آخر زمانہ کا مسیح مراد لیا جائے کیونکہ قرآن شریف کی عادت ہے کہ مقابلہ کی رعایت رکھتا ہے اور مقابلہ کی رعایت رکھنا اعلیٰ درجہ کی بلاغت اور حسن بیان میں داخل ہے اور جاہل کے سوا کوئی اس معنے سے انکار نہیں کرتا۔ اس
مقام سے اچھی طرح سے معلوم ہوا کہ جو ﴿۱۲٦﴾
کوئی نماز میں یا نماز سے باہر اس دعا کو پڑھتا ہے وہ اپنے پروردگار سے سوال کرتا ہے کہ اس کو اُس مسیح کی جماعت میں داخل فرماوے جس کو اس کی قوم کافر کہے گی اور اس کی تکذیب کرے گی اور اس کو سب مخلوقات سے بدتر سمجھے گی اور اس کا نام دجّال اور مُلحِد اور گمراہ رکھے گی جیسا کہ یہود ملعون نے عیسیٰ کا نام رکھا تھا۔ اب بتلاؤ کہ وہ کون ہے جو مسیح موعود

وخاطبتموه بهذه الأسماء
وجرحتموه بسهام الإفتاء ؟
أتكذّبون النبأ الّذى
أتممتموه بألسنكم أيها
السالقون؟ ألا تأخذكم الحياء
أنكم تدُعون ربكم فى الفاتحة أن
يدخلكم فى جماعتى ثم
تعرضون؟ وكنّتم تقولون لا ﴿۱۲۷﴾
صلاة إلّا بالفاتحة فلا تكونوا
أوّلَ كافر بها أيها الموحّدون.
والعجب منكم كل العجب أنكم
تقرءون هذا الدعاء فى السبع
المثانى مع فهم المعانى فى
أوقاتكم الخمسة ثم تنسونه
وتعرضون.و ما هٰذا إلّا شقاوة
توجب غضب الربّ لما هى
إعراض عما تؤمرون.وما أسألكم
على ما جئتكم به من أجر ولا
أقول أنِ انبِذوا مالًا من أيديكم
فآخذُه، بل أوتيكم مالًا فهل أنتم
تأخذون؟ أيها الفقراء ما بقى فىّ ﴿۱۲۸﴾
أيديكم شيءٌ من الدنيا والآخرة،

ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تم نے اس کو کافر کہا اور ان ناموں سے پکارا اور فتوے لگانے کے تیروں سے اس کو زخمی کیا۔ کیا تم اس پیشگوئی کو جسے تم نے خود اپنی زبانوں سے پورا کیا جھٹلاتے ہو۔ کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ فاتحہ میں اپنے خدا سے چاہتے ہو کہ تم کو میری جماعت میں داخل فرماوے پھر منہ پھیرتے ہو۔ اور تم کہتے تھے کہ بغیر فاتحہ کوئی نماز درست نہیں۔ اب اے موحّدو! تم خود سب سے پہلے اس کا کفر مت کرو۔ بڑا تعجب ہے کہ پانچ وقت اس دعا کو فاتحہ میں پڑھتے ہو اور اس کے معنے بھی سمجھتے ہو پھر بھولتے ہو اور منہ پھیر لیتے ہو۔ اس بدبختی سے خدا کا غضب بھڑکتا ہے کیونکہ یہ خدا کے حکم سے منہ پھیرنا ہے۔ میں اس چیز پر جو تمہارے پاس لایا ہوں کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ یہ کہتا ہوں کہ مال اپنے ہاتھ سے زمین پر پھینکو اور میں اسے اٹھالوں بلکہ میں خود تم کو مال دیتا ہوں کیا لیتے ہو؟ اے فقیرو! دنیا اور آخرت میں سے تمہارے

فلا تظلموا أنفسكم وأنتم تعلمون. وإن كنتم في شكّ من أمري فامتحنوني كيف شئتم ولا تنسَوا سنن اللّه في قوم يُرسَلون. واعلموا أنكم خرجتم على قدم بني إسرائيل، فلا تنسَوا ما مَسّهم إن كنتم تعقلون. فإنّ اللّه قد غضب على اليهود مرّتين ما غضب كمثلها من قبل ولا من بعد، وسمّاهم المغضوب عليهم ولعنهم مرّة على لسان داوٗد و ثانية على لسان عيسٰى، فتلك الغضب الأشدّ انحصرت في المرّتين كما لا يخفى على الذين يتدبّرون، وقال اللّه: وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا[1] فهل أنتم تتذكّرون؟ وكان المفسدة الآخرة الموجبة لغضب الربّ تكفيرَ المسيح وإرادة صلبه كما أُشير في اللعنتين

پاس کچھ نہیں رہا۔ پس اپنی جان پر جان بوجھ کر ظلم نہ کرو اور اگر میری نسبت تمہیں کچھ شک ہے تو مجھے جس طرح چاہو آزما لو اور خدا کے اس قانون کو جو رسولوں کے حق میں جاری ہے مت بھلاؤ۔ اچھی طرح جان لو کہ تم نے بنی اسرائیل کے قدم پر قدم مارا ہے پس اگر عقلمند ہو تو اس عذاب اور سزا کو مت بھلاؤ جو ان کو پہنچی جیسا کہ جانتے ہو کہ خدا تعالیٰ دو دفعہ یہودیوں پر ایسا غضبناک ہوا کہ کبھی آگے پیچھے ویسا غضبناک نہیں ہوا اور ان کا مَغْضُوب عَلَيْهِم نام رکھا اور ایک دفعہ داؤد کی زبانی اور دوسری دفعہ عیسیٰ کی زبان سے ان پر لعنت کی۔ پس وہ سخت غضب دو دفعہ میں منحصر ہوا جیسا کہ تدبر کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل سے کہا کہ تم دو دفعہ زمین میں فساد کرو گے اور حد سے نکل جاؤ گے۔ کیا تمہیں یہ یاد ہے؟ اور وہ دوسروں کا فساد جو خدا کے غضب کا باعث ہوا مسیح کو کافر کہنا اور اس کو سولی دینے کا ارادہ تھا جیسا کہ ان دو مذکورہ لعنتوں میں اشارہ ہے۔ ﴿۱۲۹﴾

[1] بنی اسرائیل: ۴

المذكورتين واتّفق عليه صحفُ
اللّه والمؤرّخون .فالذين
سمّاهم اللّه المغضوب
عليهم فى الفاتحة هم اليهود
﴿۱۳۰﴾ الذين كذّبوا المسيح وأرادوا
أن يصلبوه ويعلمه العالمون .
وإنّ لفظ :الضّالِّينَ الذى
وقع بعد "الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ"
قرينة قطعية على هذا المعنى
ولا يرتاب فيه إلّا الجاهلون.
فإن الضّالين قومٌ أفرطوا فى
أمر عيسٰى، فثبت من هذا
أن المغضوب عليهم قوم
فرّطوا فى أمره، وهذان
اسمان متقابلان أيّها الناظرون.
ثم خوّفكم اللّه أن تكونوا
كمثلهم فيحلّ الغضب عليكم
كما حلّ على أعداء المسيح
ومسّهم لعنته المذكورة فى
﴿۱۳۱﴾ القرآن، وفى هذه تنبيه لكم
أيها المنكرون .وما ألزمَكم
اللّه قراءةَ الفاتحة فى كل

اور خدا کی اور مؤرّخوں کی کتابوں کا اس پر اتفاق ہے۔ پس وہ لوگ جن کو خدا نے فاتحہ میں مَغْضُوب عَلَيْهِم کہا ہے وہی یہودی ہیں جنہوں نے مسیح کی تکذیب کی اور چاہا کہ اسے سولی دیں۔ اور ضَآلِّيْن کا لفظ جو مَغْضُوب عَلَيْهِم کے بعد واقع ہوا ان معنوں پر یقینی قرینہ ہے۔ اس پر جاہل کے سوا کوئی شک نہیں لاتا کیونکہ ضالین وہ لوگ ہیں جنہوں نے عیسیٰ کے بارہ میں افراط کیا۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ مَغْضُوب عَلَيْهِم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کی نسبت تفریط کی اور یہ دو نام ایک دوسرے کے مقابل پر واقع ہوئے ہیں۔ پھر خدا نے تم کو اس بات سے ڈرایا کہ تم ان کی طرح ہو جاؤ اور انجام کار ویسا ہی غضب تم پر اُترے جیسا کہ مسیح کے دشمنوں پر نازل ہوا اور وہ لعنت ان کے شامل حال ہوئی جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ اور اے منکرو! اس بیان میں تمہارے لئے تنبیہ ہے۔ اور ہر رکعت میں فاتحہ کے

ركـعة إلا لهـذا الغـرض أيهـا العاقلون .فـلا تُـلقوا معاذيركم، وقـد تـمّـت حُـجّة اللّـه عليكم فـأيـن تـفـرّون؟ ومـا كـفَـر اليهـود بـالـمسيح إلا لِـزعـمهم أنـه خـالفَ عـقيـدتهم ومـا جـاء كَـمَـا كـانـوا يتـرقّبـون، و لِزعـمهـم أنه ليس من بنى إسرائيل وخـانتْ أُمُّـه فـغـضِـب اللّـه عليهم فهلك القوم المفسدون. فـاذكـروا الـفـاتحة التى تقرء ونها فـى كـل ركعة وليست الصلاة إلّا بـالـفاتحة، فاحملوا ما حُمّلتم فيهـا ولا تـكـونـوا كـالـذين يـقـولـون ولا يـفـعـلـون. و لا تـقـرَبـوا الـفـاتـحةَ وأنتم لا تـعـرفـونهـا، ولا تـقرَبوهـا و أنتم لا تـعتقدون. أحسِبتم قراءةَ الـفـاتـحة وفـى كل ركعةٍ تلاوتَها كـعَملكُمْ بِهَا، ساء ما تزعمون . ولستـم على شيءٍ منها وما آمنتم بـحـرف من حروفها حتّى تؤمنوا بـالـمسيـح الـذى بُعث بينكم

لازم کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہی ہے۔اب بہانہ بناتے ہو اور خدا کی حجت تم پر تمام ہوئی اور بھاگنے کی راہ تم پر بند ہوئی۔ یہودیوں نے مسیح کے ساتھ کفر اس گمان سے کیا کہ اس نے ان کے عقیدوں کے خلاف کیا اور اس طرح سے نہیں آیا جیسا کہ اُن کو امید اور انتظار تھا۔اور اس گمان سے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے نہیں اور اس کی ماں نے خیانت کی ہے خدا ان پر غضبناک ہوا پس یہ مفسد قوم ہلاک ہوگئی اب اس فاتحہ کو جسے ہر رکعت میں پڑھتے ہو یاد کرو اور کوئی نماز فاتحہ کے بغیر درست نہیں ہوتی۔ پس اب اپنی پیٹھ پر ﴿۱۳۲﴾
اٹھاؤ جو خدا نے تم پر فاتحہ میں ڈالا اور ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو کہتے ہیں اور نہیں کرتے اور فاتحہ کے نزدیک مت جاؤ جب تم اسے نہیں پہچانتے اور ہرگز اس کے نزدیک نہ جاؤ جب تم کو اس پر اعتقاد نہیں۔کیا تم فاتحہ کا پڑھنا اور ہر رکعت میں اس کی تلاوت کرنے کو ایسا ہی گمان کرتے ہو جیسا کہ اس پر عمل کرتے ہو۔یہ تمہارا گمان بہت بُرا ہے۔حقیقت میں تم کو فاتحہ سے کچھ تعلق نہیں اور اس کے ایک حرف پر بھی ایمان نہیں لائے جب تک تم اس مسیح پر ایمان

منكم، و شهدتْ سورة النور
عليه فهل أنتم تؤمنون. وإن لم
تؤمنوا بها ولم تعملوا فيحلّ
عليكم غضب الله كما حلّ من
﴿۱۳۳﴾ قبلكم على اليهوّد .واتّقوا الله
الذى إن عصيتم ينُزع الدين
والدولة منكم ويؤتيهما قوما
يطيعون . وتعرفون ما فُعِلَ
باليهود بعد المسيح ولا تُعجِزه
المجرمون .واللّهُ غنىّ عن
العالمين إن كانوا لا ينتهون .
وما قلتُه من عند نفسى بل
قاله اللّه ربكم، أما قرأتم:
فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ [1] و
اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ
يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ [2]۔ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى
يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ [3]
فقد غيّرتم فسوف تعلمون .
وتقولون إنّا نحن المسلمون،
﴿۱۳۴﴾ واللّه يعلم ما تعملون أيها
المتصلّفون .ألم يأنِ أن تخشع

نہ لاؤ جو تم میں سے اور تمہارے بیچ میں پیدا ہوا اور سورۃ نور نے اس کی سچائی پر گواہی دی۔ کیا ایمان لاؤ گے؟ اور اگر فاتحہ پر ایمان نہیں لاؤ گے اور نہ اُس پر عمل کرو گے تو خدا کا غضب تم کو اسی طرح پکڑ لے گا جیسا کہ یہود کو پکڑا اور اس خدا سے ڈرو جو تمہاری نافرمانی پر دین اور دولت دونوں تمہارے ہاتھ سے چھین لیوے اور فرمانبرداروں کو دے دے اور تم جانتے ہو جو کچھ خدا نے مسیح کے بعد یہودیوں کے ساتھ کیا اور کسی وقت مجرم اس کو عاجز نہیں کر سکتے اور خدا لوگوں سے بے نیاز ہے اگر باز نہ آئیں۔ میں نے یہ سب اپنی طرف سے نہیں کہا ہے بلکہ تمہارے پروردگار نے کہا ہے کیا تم نے نہیں پڑھا۔ اب خدا دیکھتا ہے کہ تم کیا کرتے ہو اور جب خدا کسی چیز کو چاہتا ہے کہ ہو جائے تو اسے کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ خدا کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے اب خبردار ہو جاؤ کہ تم نے اپنی حالت کو بدل دیا ہے۔ قریب ہے کہ تم اس کا نتیجہ دیکھو۔ اور کہتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں اور خدا جانتا ہے جو کچھ کرتے ہو اے لاف زنو! کیا ابھی وہ وقت

[1] الاعراف : ۱۳۰ [2] يٰسٓ : ۸۳ [3] الرّعد : ۱۲

قلوبكم وتخافوا وعيدَ اللّه وقد رأيتم أيّاما كأيّام اليهود أفلا تبصرون؟ توبوا توبوا قبل أن تهلكوا ولا تغضَبوا على داعي اللّه ولا تحاربوا ربّكم أتقدرون أن تردّوا ما أراد اللّه؟ ونعلم أنكم لا تقدرون. فاتّقوا اللّه ولا تنسَوا المَنون. وإنّ وعد اللّه حق، فاخشوا عواصف أيها المتّقون. وإنه مالكٌ يؤتي المُلك من يشاء، وينُزع المُلك ممّن يشاء، ألا تنظرون إلى قول اللّه
فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ [1]
فقد قيل لكم ما قيل لليهود وأنتم تعلمون مآل أمرهم ولا تجهلون. اتقوا اتقوا، واتركوا التكبّر واخشعوا، وادفعوا الرُّجزَ وتَطهّروا، وارحموا ذراريكم ولا تظلموا، واتّقوا اللّه الذى إليه تُصرَفون. لااسمَ على السماء إلا اسم المنقطعين، فجاهِدوا

نہیں آیا کہ تمہارے دل عاجز ہو جائیں اور خدا کی وعید سے ڈرو حالانکہ تم نے وہ دن دیکھے جو یہود نے دیکھے تھے۔ کیا تم اندھے ہو؟ توبہ کرو! توبہ کرو! اس سے پہلے کہ ہلاک ہو جاؤ۔ اور خدا کی طرف بلانے والے پر غصے مت ہو اور اپنے ربّ سے مت لڑو کیا تم خدا کے ارادہ کو رد کر سکتے ہو؟ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم نہیں کر سکتے پس اُس سے ڈرو اور موت کو یاد کرو۔ خدا کا وعدہ بے شک حق ہے پس تباہی کی آندھیوں سے خوف کرو۔ وہ مالک ہے جس کو چاہے ملک دے اور جس سے چاہے چھین لے کیا خدا تعالیٰ کے قول کو نہیں دیکھتے وہ تمہارے کاموں کو خوب
دیکھتا ہے۔ اور تمہیں وہی کہا گیا جو یہود کو کہا ﴿۱۳۵﴾
گیا تھا اور تم ان کا انجام بخوبی جانتے ہو کہ کیا ہوا۔ ڈرو! ڈرو! اور تکبر کو چھوڑ دو اور عاجزی اختیار کرو اور پلیدی اور ناپاکی کو اپنے آپ سے دور کرو اور پاک ہو جاؤ اور اپنی اولاد پر رحم کرو اور ظلم نہ کرو اور خدا سے ڈرو کیونکہ آخر اس کے پاس جانا ہے آسمان کے دفتر میں ان کا نام لکھا جاتا ہے جو خالص خدا کے ہو گئے ہیں پس کوشش

[1] الاعراف: ۱۳۰

أن تُكْتَب أسماء كم فى السماء ،
ولا تفرحوا بقشر الإسلام أيها
المسلمون. قد اقتربت أيّام اللّه،
وإنه يذهب بالفاسقين منكم،
ويأتي بقوم يحبّهم ويحبونه .
يذكرون اللّه ويذّكرهم، ويُتمّ ﴿١٣٦﴾
عليهم كل ما وعدكم من النعم،
ولا تضرّونه شيئا، فما لكم
لا تتقون؟ إن مثل نبيّنا عند اللّه
كمثل موسٰى، وإن موسٰى وعد
قومًا، وأَتَمَّه لقوم آخرين،
وأهلكَ اللّه آباءهم فى الفلاة
لِما كانوا قومًا عاصين.
وكذٰلك يفعل بكم أيها
المعتدون، ويرحمكم أيها
الصالحون . فاصلِحوا ذات
بينكم وأصلحوا ما أفسدتم، ولا
تقعدوا مع الذين يستكبرون .
أتُعجِزون ربّ السماء ببطشكم
أو تخدعونه بخديعتكم؟ كلّا بل
إنكم علٰى أنفسكم تظلمون . ﴿١٣٧﴾
ولا أقول عندى علم أو قوة .

کرو کہ تمہارا نام آسمان کے لوح پر لکھا جائے اور اے مسلمانو! اسلام کے چھلکے پر نازمت کرو۔ خدا کے دن قریب آگئے ہیں اور قریب ہے کہ وہ ان فاسقوں کی رونق بازار سرد کردے جو تم میں سے ہیں۔ اور ایسی قوم پیدا کرے کہ وہ ان سے محبت کرے اور وہ اس سے محبت کریں۔ وہ اسے یاد کریں اور وہ ان کو یاد کرے اور نعمت کے سارے وعدے جو اس نے تم سے کئے ہیں ان کے حق میں پورا کرے اور تم اسے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے پس کیوں نہیں ڈرتے؟ خدا کے نزدیک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہیں اور تم جانتے ہو کہ موسیٰ نے ایک قوم کے ساتھ وعدہ کیا لیکن اس وعدہ کو دوسری قوم کے حق میں پورا کیا اور خدا نے ان کے باپوں کو میدان میں ہلاک کیا کیونکہ نافرمان قوم تھی۔ اور خدا یہی معاملہ تمہارے ساتھ کرے گا اے حد سے بڑھ جانے والو! اور اے پرہیزگارو! تم پر رحم کرے گا۔ اب چاہیے کہ سچائی اور صلح اختیار کرو اور اس چیز کو درست کرو جسے تم نے تباہ کر دیا ہے اور مغروروں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ کیا ممکن ہے کہ اپنے زور اور قوت کے ساتھ آسمان کے ربّ کو تھکا دو بلکہ اپنی جان پر ظلم کرتے ہو۔ میں نہیں کہتا کہ میرے ہاتھ میں علم اور قوت ہے۔

سبحان اللّه ! ما أنا إلا عبدٌ ضعيف، وأنطقني الذي يُنطِق رسلَه، فما لكم لا تفهمون؟ أتُرُكُوا الفاتحة، أو اعملوا بها حياءً من اللّه إن كنتم قومًا تتّقون .أتقرء ونها وهي لا تُجاوز حناجركم أيها المراء ون؟ وإن المغضوب عليهم هم اليهود الذين حذّركم اللّه من مضاهاتهم، الذين فَرّطوا في أمر عيسٰى، فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون .أتنتظرون من دوني مسيحًا الّذي يُؤذَى كمثلي، فتكفّرونه وتكذّبونه وتشتمونه كمثلي، وكدتم تقتلونه، وكفاكم هذا الوِزْرُ الذي احتملتم بتكفيري ، فلا تجسّسوا مسيحًا آخر لتُكفِّروه، أتستطيعون أن تحملوا الوِزْرَين أيها المعتدون؟ ولا بُدّ لكم أن تُكفِروا المسيح الصادق ليتمّ نبأ اللّه وقد كفّرتموني وتمّ ما قُدّرَ لكم،

سبحان اللہ! بلکہ میں ایک عاجز بندہ ہوں اور مجھے اسی خدا نے گویائی دی جس نے رسولوں کو گویائی عطا فرمائی۔ پس کیوں نہیں سمجھتے۔ اب یا تو فاتحہ کو چھوڑ و یا خدا سے شرم کر کے اس پر عمل کرو اگر تم خدا سے ڈرنے والی قوم ہو۔ کیا بات ہے کہ فاتحہ کو پڑھتے ہو اور وہ تمہارے گلے سے نیچے نہیں اترتی اے ریا کارو! اور ثابت ہوا کہ مَغضُوب عَلَیھِم وہی یہود ہیں جن کی طرح ہونے سے خدا نے تم کو ڈرایا اور جنہوں نے عیسیٰ کے بارے میں تفریط کی پس اگر علم نہیں رکھتے تو علم والوں سے پوچھو۔ کیا میرے سوا ایسے مسیح کا انتظار کرتے ہو جو میری طرح ستایا جائے پھر تم اس کی تکذیب کرو اور اس کو کافر کہو اور میری طرح اس کو گالیاں دو اور چاہو کہ اس کو مار ڈالو اور یہی گناہ جو میری تکفیر کی وجہ سے تمہارے گلے کا ہار ہو گیا ہے تمہارے لئے کافی ہے اب دوسرے کو نہ ڈھونڈو کیا تم سے ہو سکتا ہے کہ دوہرا بوجھ اٹھاؤ اور اس سے چارہ نہیں کہ سچے مسیح کی تکفیر کرو تا خدا کی پیشگوئی پوری ہو اور تم نے میری تکفیر کی اور جو کچھ تمہارے لئے مقدر تھا ﴿۱۳۸﴾

فلا تطلبوا تكفيرًا آخر إن كنتم
تعقلون. وتفصيل المقام أن اللّه
قد أخبر عن بعض اليهود في
السورة الفاتحة. إنهم كانوا
محلّ غضب اللّه في زمن عيسى
ابنِ الصدّيقة، فإنّهم كفّروه ﴿۱۳۹﴾
وآذوه وأثاروا له كل نوع الفتنة،
ثم أشار إلى أن طائفة منكم
كمثلهم يكفّرون مسيحهم
ويكمّلون جميع أنحاء
المشابهة، ويفعلون به ما كانوا
يفعلون .وأنتم تقرء ون آية
الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ، ثم لا تلتفتون.
أَعَلَّمَكُم اللّه هذه السورة عبثًا
كوضع الشيءِ في غير محلّه أو
كتبها لتذكيرِ جريمة ترتكبونها
ما لكم لا تُمعِنون؟ وما غضِب اللّه
على تلك اليهود إلّا لما كَفّروا
رسوله عيسى وكذّبوه وشتموه
وكادوا أن يقتلوه منَ الحسد ﴿۱۴۰﴾
والهوى، وقد كتب عليكم قدرُ
اللّه أنكم تفعلون بمسيحكم كما

ظاہر ہوگیا اب اگر عقلمند ہو تو دوسرے شخص کی تکفیر طلب نہ کرو۔ اِس مقام کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ خدا تعالیٰ سورۃ فاتحہ میں ان بعض یہودیوں کی نسبت اطلاع دیتا ہے جن پر عیسٰی بن صدیقہ کے زمانہ میں خدا کا غضب ان پر نازل ہوا کیونکہ انہوں نے اس کو کافر کہا اور ستایا اور ہر طرح کا فتنہ اٹھایا۔ پھر خدا تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے کہ تم میں سے ایک گروہ یہود کی طرح اپنے مسیح کی تکفیر کرے گا اور ہر طرح کی مشابہت اُن سے پیدا کر لیں گے اور اُن کے ہاتھوں سے وہ سب کام ہوں گے جو یہود نے کئے اور تم مَغْضُوبِ عَلَيْهِم کی آیت پڑھتے ہو پھر اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ کیا خدا نے یونہی یہ سورۃ تم کو سکھلائی جیسا کہ کوئی کسی چیز کو بے ٹھکانے رکھ دے۔ یا اس سورۃ کو اس لئے اتارا کہ تم کو وہ گناہ یاد دلائے جو تمہارے ہاتھ سے ہوگا۔ کیوں غور سے نہیں دیکھتے اور خدا ان یہودیوں پر عیسٰی کو کافر کہنے کے سبب اور اس کی تکذیب اور اس کو گالیاں دینے کے سبب غضبناک ہوا اور اس لئے بھی کہ وہ ہوا و حسد کے مارے چاہتے تھے کہ اس کو قتل کر دیں۔ خدا تعالیٰ کی تقدیر تمہارے حق میں اسی طرح جاری ہوئی ہے کہ تم اپنے مسیح سے وہی کرو جو یہود نے اپنے مسیح سے

فعل اليهود بمسيحهم، وقد فعلتم بي كمثله، فهل بقي هوًى لكم يا حزبَ العدا أن تُكفّروا وتكذّبوا وتؤذوا كمثلي نفسًا أخرى؟ وقد شهدت ألسنكم وأقلامكم ومكائدكم أنكم أتممتم عليّ ما أُشيرَ إليه في سورة الفاتحة، فارحموا مسيحًا آخر وأَقِيلوه من هذه العزّة أيها المنتظرون .أما شبعتم بهذا القدر؟ أتريدون أن ينزل عيسى ابن مريم مّن السماء ثم تفعلوا به ما فعل اليهود به من قبل، ويجتمع عليه القارعتان والتكفيران والذلّتان، ويذوق اللعنة مرّتين، بل ثلاث مرات☆ ۔ ولن يجمع الله عليه

کیا۔اب تم نے میرے ساتھ اسی طرح معاملہ کیا۔
اے دشمنوں کے گروہ! کیا کچھ آرزو تمہارے دل
میں باقی ہے جو چاہتے ہو کہ پھر دوسری دفعہ میرے
جیسے دوسرے شخص کی تکفیر اور تفسیق کرو اور اس کو
ستاؤ حالانکہ تمہاری زبانوں اور تمہاری قلموں اور
تمہارے فریبوں نے اس بات پر گواہی دے دی
کہ تم نے میرے حق میں وہ سب کچھ پورا کرلیا ہے
جس کا سورۃ فاتحہ میں اشارہ ہے پس اے انتظار
کرنے والو دوسرے مسیح پر رحم کرو اور اس عزت اور
احترام سے اس کو معاف رکھو کیا اتنے سے تمہارا
﴿۱۴۱﴾ پیٹ نہیں بھرا۔کیا چاہتے ہو کہ مسیح ابن مریم
آسمان سے نازل ہو اور اس سے وہی کرو جو اس
سے پہلے یہودیوں نے اس کے ساتھ کیا اور اس
طرح اس پر دو مصیبتیں اور دو تکفیریں اور دو
ذلتیں جمع ہو جائیں اور دو لعنت بلکہ تین لعنت کا
مزہ چکھے اور خدا اس پر ہرگز یہ تین لعنتیں جمع نہیں

☆ **الحاشية** ۔ قد ثبت من مفهوم قوله تعالٰى غير المغضوب عليهم ان المسيح الموعود قد قدر له ان يلعنه الذين يقولون انا نحن المسلمون الذين غضب الله عليهم كما غضب على اليهود و

ترجمہ ۔ ارشادِ الٰہی غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ کے مفہوم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے لئے یہ مقدر تھا کہ ان پر وہ لوگ لعنت کریں گے جو لاعلمی سے یہ کہتے ہیں کہ ہم وہ مسلمان ہیں جن پر اللہ غضبناک ہوا جس طرح یہود پر ہوا تھا۔

اللّعان الثلاث كما أنتم تزعمون. وقد لعنتم مسيحًا جاء كم منكم، وأتممتم عليه ما كُتِبَ في كتاب اللّه، فهو المسيح الموعود إن كنتم تتفكّرون. سيقولون إنا لا نحضُره إلّا تذلّلا وطاعةً فكيف نكفّره ونؤذيه وإنّا به مؤمنون. قُلْ هذا قدرٌ من اللّه كُتِبَ على حزبٍ منكم في الفاتحة، وإنّ قدر اللّه لا يبدَّل أيها الجاهلون .ألاتقرء ون

کرے گا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو اور ایک مسیح تو تمہیں میں سے تمہارے پاس آچکا اور تم نے اس پر وہ پیشگوئی پوری کر دی جو سورۃ فاتحہ میں تھی پس وہی مسیح موعود ہے جس پر وہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ کہیں گے کہ ہم پوری خاکساری اور عاجزی سے اس کے پاس حاضر ہوں گے پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ ہم اسے کافر کہیں اور ستائیں حالانکہ ہم اس پر ایمان لائیں۔ کہہ دے کہ یہ خدا کی تقدیر ہے جو تمہارے میں سے ایک گروہ کی نسبت سورۃ فاتحہ میں لکھی گئی ہے۔ اور خدا کی تقدیر کبھی نہیں بدلتی۔ اے حدیث کی پیروی کرنے والو! کیا اب فاتحہ کو

بقية الحاشية ۔ هم لايعلمون.فان فرضنا ان المسيح الموعود هو المسيح الذى أُنزل عليه الانجيل فعند ذالک تجتمع عليه لعنات ثلٰث. لعنة من اليهود ، و لعنة من النصارىٰ ، و لعنة من المسلمين الذين يُكفّرونه عند نزوله و يُكذّبون. فكأنّ السرّ فى انزال عيسٰى هو تكميل امرا للعن و ادخال المسلمين فى الذين يلعنون. منه

پس اگر ہم یہ فرض کریں کہ مسیح موعود وہی مسیح ہے جس پر انجیل اتاری گئی تو اس صورت میں اس پر تین لعنتیں جمع ہو جائیں گی ۔ یہود کی طرف سے لعنت اور نصاریٰ کی طرف سے لعنت اور ان مسلمانوں کی طرف سے لعنت جو اس کے نزول کے وقت اس کی تکفیر اور تکذیب کریں گے ۔ گویا کہ نزول عیسیٰ کا راز لعنت کے معاملہ کی تکمیل اور مسلمانوں کو ان لوگوں میں شامل کرنا ہے جو لعنت کرتے ہیں ۔

الفاتحة وقد كنتم تصرّون عليها أيها المحدّثون؟ اليوم عاداكم الفاتحة وأنتم عاديتموها وصار التزامها عذاب أنفسكم كأنها جرعةٌ غير سائغ تبلَعونها ولا تستطيعون .ولا تتلون بعد ذالک هذه السورة إلا و أنتم تتألّمون .ولا تتلون: غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ إلّا و تغضبون على أنفسكم وتتندّمون . وترونها عذابا شديدا في كل حين تقرء ون .فحينئذ تحترق قلوبكم بلظى الحسرة و ربما تودّون لو كنتم تتركون.

نہیں پڑھتے اور تم تو اس پر بہت اصرار کیا کرتے تھے۔ آج فاتحہ تم سے دشمنی کرتی ہے اور تم اس سے کرتے ہو اور اس کا التزام تمہاری جان پر سخت عذاب ہو گیا ہے گویا کہ وہ ایک ناگوار گھونٹ ہے جسے نگلنا چاہتے ہو لیکن نگل نہیں سکتے۔ اور امید ہے کہ اب اس کے بعد تم اس سورۃ کو بغیر دَرد و اَلَم کے نہ پڑھو گے اور جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کا لفظ پڑھو گے تو تم کو اپنے اوپر سخت غصہ آئے گا اور پچھتاؤ گے اور جس وقت اسے پڑھو گے تمہاری جان اس سے سخت عذاب محسوس کرے گی۔ اس وقت تمہارے دل حسرت کی آگ سے کباب ہوں گے اور اکثر چاہو گے کہ کاش کہ ہم سورۃ فاتحہ کا پڑھنا چھوڑ دیتے۔ ﴿۱۴۲﴾

اَلْبَابُ الرَّابِعُ

إنّ الذين يزعمون أن عيسى صعد إلى السماء ليس عندهم سلطان وإنْ هم إلّا يكذبون. أكتَبه الله في القرآن فيتّبعونه، أو قاله الرسول فيقولونه كلّا بل

﴿۱۴۳﴾ جن کا یہ گمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر گئے ان کے ہاتھ میں کوئی دلیل نہیں بلکہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ کیا یہ بات خدا نے قرآن میں لکھ دی ہے اس لئے اس کی پیروی کرتے ہیں یا یہ بات رسول نے کہی ہے پس وہ بھی کہتے ہیں ہرگز ایسا نہیں۔ بلکہ

هـم يفتَرون .ولـن تـجد آية في
هـذا البـاب، ولا حـديثا من نبيّنا
الـمستـطـاب، ولا يـقبَـله العقل
السـليم أيها العاقلون . وقالوا إن
المسيح رُفع إلى السماء الثانية
وصُـلـب مقامَه رجل آخر، فانظر
إلـى كـذبٍ يـنـحِتون.أكـانـوا
﴿۱۴۴﴾ حـاضـريـن عـنـد هذه الواقعة أَو
وجـدوهـا فـى الكتـاب والسنّة،
فـليُـخـرجـوهـا لـنـا إن كـانوا
يـصدُقون .كلّا بـل إنهم يفترون
على اللّه ورسوله ولا يتّقون .ولا
يـفـكّـرون فى أنفسهم أن العقل
يـخالف هذه القصّة ولا يصدّقها
الـمتـفرّسون .فـإنّ الـذى صُلب
فـى مـصـلـب عيسٰى إنْ كان من
الـمؤمـنين فكيف صلَبه اللّه و
قـد قـال فـى التـوراة إنـه مَن
صُـلـب فهـو مـلعون .ألَـعَنَ عبدًا
ويـعلم أنه مؤمن، سبحانه وتعالٰى
﴿۱۴۵﴾ عـمّايصفون !و قدلـعَن اللّه فى
التوراة كلَّ مَن صُلب فاسأل

وہ خود یہ بات تراشتے ہیں۔اس بارہ میں کوئی آیت اور حدیث پائی نہیں جاتی اور نہ اس بات کو عقل سلیم قبول کرتی ہے۔اور کہتے ہیں کہ مسیح دوسرے آسمان پر اٹھالیا گیا اور اس کی جگہ ایک دوسرا شخص سولی دیا گیا۔اس جھوٹ کو دیکھو جوانہوں نے تراشا ہے۔کیا وہ اس واقعہ کے وقوع کے وقت حاضر تھے؟ یا اس کو قرآن اور حدیث میں دیکھا ہے۔ چاہیے کہ وہ مقام ہم کو بھی دکھلائیں اگر سچ کہتے ہیں۔ ہرگز ایسا نہیں بلکہ خدا اور اس کے رسول پر افترا کرتے ہیں اور نہیں ڈرتے اور اپنے دل میں نہیں سوچتے۔عقل اس قصہ کے مخالف ہے اور عقل مند ہرگز اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ مصلوب شخص جو عیسٰی کی بجائے سولی دیا گیا اگر وہ مومن تھا تو خدا نے کس طرح اسے چھوڑ دیا کہ وہ سولی دیا جائے حالانکہ تورات میں خدا نے فرمایا ہے کہ جو سولی دے کر مار دیا جائے وہ ملعون ہے۔کیا خدا نے ایک ایسے بندہ کو ملعون کیا جس کی نسبت جانتا تھا کہ وہ مومن ہے۔اس کی ذات ان باتوں سے پاک ہے جو وہ اس سے منسوب کرتے ہیں۔اور خدا تورات میں ہر ایک مصلوب کو

أهل التوراة إن كنت من الذين لا يعلمون. وإن كان المصلوب من أعداء عيسٰى ومن الكفار فكيف سكت المصلوب عند صلبه وما برّأ نفسه، وكيف بقى أمره كالمكنون؟ وكان المصلوبون لا يموتون إلا إلٰى ثلاثة أيام أو يزيدون .فكانت المهلة كافية، فاسأل الذين يصلبون عدوًّا من أعداء عيسٰى كيف سكت المصلوب إلٰى هذا الأمد. أيقبله العاقلون؟ ألَم يبق له شهداء مِن أُمّه وزوجه وإخوانه وجيرانه وأحبابه وأصحابه ومن الذين كان أودعَهم أسرارَه وكانوا يعرفونه . هيهات هيهات لما تزعمون ! وشتّان بين الحق وبين هذه المفتريات، أمَا بقى عندكم مثقال ذرّة من عقل به تعقلون؟ بل هذه القصص خرافات لا أصل لها، ولا تقبلها الفطرة الصحيحة، ولا توجد

ملعون قرار دیتا ہے۔ اگر تم نہیں جانتے تو توراة والوں سے پوچھو۔ اور اگر وہ مصلوب شخص عیسٰی کے دشمنوں میں سے تھا اور کافر تھا تو صلیب کے وقت کیوں چپ رہا اور اپنے آپ کو کیوں برَی نہ ثابت کیا اور اس کی بات کیوں پوشیدہ رہی۔مصلوب صلیب پر تین دن تک بلکہ تین دن سے زیادہ تک زندہ رہ سکتا تھا۔ پس اِس قدر مہلت اس تحقیق کے لئے کافی تھی۔اب ان لوگوں سے جنہوں نے عیسٰی کے ایک دشمن کو سولی دیا پوچھو کہ وہ مصلوب اتنے دنوں کیونکر چپ رہا۔ کیا عقلمند اسے قبول کرتے ہیں۔کیا اس کے لئے اس کی ماں اور بیوی اور بھائی اور ہمسائے اور دوست گواہ نہ بنے۔اور کیا انہوں نے بھی گواہی نہ دی جو اس کے راز دار اور اس کے پہچاننے والے تھے اس گمان پر جو تم کرتے ہو افسوس ہے۔ حق میں اور ان افتراؤں میں بڑا فرق ہے۔کیا ذرہ سی عقل بھی تمہارے سر میں باقی نہیں رہی جس سے بات کی تہہ کو پہنچ جاؤ۔ یہ سب بیہودہ قصے ہیں ان کی کچھ اصلیت نہیں اور فطرت صحیحہ ان کو قبول نہیں کرتی اور ان

﴿۱۴۶﴾

إليها الإشارة الجليّة أو الخفيّة
فى كتاب اللّه ولا فى أثر
رسوله، فالذين يتّبعونها
لا يتّبعون إلا سَمرًا وإنْ هم ﴿۱۴۷﴾
إلا يعمهون. وأما نزول عيسٰى
فاعلم أن لفظ النزول عربىّ
يُستعمل فى محل الإكرام
والإجلال، وتعلمون معنى
النزيل أيها المتفقّهون . وما
رأينا فى كتب الحديث خبرًا
من رسول اللّه مرفوعًا متّصلا
يُفهَم منه أن عيسٰى ينزل من
السماء، وما وجدنا لفظ
السماء فى أحد من الأحاديث
الصحيحة القوية، وهذا أمر
بديهىٌّ يعلمه المحدِّثون،
و لا ينكره إلا الذى جهل
أو تجاهل، ولا ينكره إلا ﴿۱۴۸﴾
العمون. ومع ذالك إنّه
أمرٌ خالفَ القرآنَ وعارضه
فبأىّ حديث بعد القرآن
تؤمنون؟ وقد قال اللّه سبحانه

کے بارہ میں کوئی پوشیدہ اور کھلا اشارہ قرآن شریف میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں پایا نہیں جاتا۔ پس جو لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں وہ دراصل جھوٹ کی پیروی کرتے ہیں اور پڑے بھٹکتے پھرتے ہیں۔ لیکن عیسیٰ کے نزول کی نسبت پس جان تو کہ نزول کا لفظ عربی لفظ ہے جو کسی کی عزت اور تعظیم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور نزیل کے معنے عالم جانتے ہیں۔ اور ہم نے حدیث کی کتابوں میں ایسی کوئی مرفوع متصل حدیث نہیں دیکھی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ عیسیٰ آسمان سے اترے گا اور نہ ہم نے سما کا لفظ کسی حدیث صحیح قوی میں پایا۔ اور یہ بات حدیث کے عالم خوب جانتے ہیں اور اس بات کا انکار سوائے اس کے کوئی نہیں کرتا جو جاہل ہو یا اپنے آپ کو جاہل ظاہر کرے۔ یا جو اندھا ہو اور اس کے سوا یہ بات قرآن کے خلاف اور اس کی ضد پڑی ہوئی ہے۔ پس قرآن کے سوا کون سی حدیث ہے جس پر ایمان لاتے ہو اور خدا فرماتا ہے کہ

مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ ☆ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ [۱] فصرّح بأن الأنبياء الذين كانوا من قبل ماتوا كلهم والمرسلون .وهذه آية تلاها أبو بكر الصديق رضى اللّٰه عنه - إذ كان الأصحاب يختلفون .أعنى إذا اختلف بعض النّاس من الصحابة فى موت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وقال عمر إنه سيرجع كما يرجع عيسٰى، وكذالك قال بعضهم الذين كانوا يخطئون .فسمع أبوبكر كلامهم وما كانوا يزعمون، فقام على المنبر

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رسول ہیں اور ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ یہ آیت بتلاتی ہے کہ سارے اگلے نبی فوت ہو چکے ہیں۔ اسی آیت کو حضرت ابوبکر صدیق نے تمام صحابہ کو سنایا جب انہوں نے اختلاف کیا یعنی جب بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت میں اختلاف کیا اور حضرت عمر نے کہا کہ آنحضرتؐ اسی طرح واپس آئیں گے جیسا کہ عیسیٰ واپس آئے گا اور اسی طرح اور بعض خطا کاروں نے بھی کہا تو اس وقت حضرت ابوبکر نے ان کا کلام سنا اور ان کے گمان پر آگاہ ہوئے تب منبر پر ﴿۱۴۹﴾

☆الحاشية۔ قد جرت سنة اهل اللسان فى لفظ خلا. انهم اذا قالوا مثلًا خلا زيد من هٰذه الدار او من هٰذه الدنيا . فيريدون من هٰذا القول انه لايرجع اليها ابدا. و ما اختار اللّٰه هٰذا اللفظ الا اشارة الى هٰذه المحاورة كما لايخفٰى. منه

اہل زبان کا لفظ خَــلا کے بارہ میں یہی رائج طریق ہے کہ مثلاً جب وہ یہ کہیں کہ خَــلا زَیْدٌ مِنْ هٰذِهِ الدَّارِ یا خَـلا زَیْدٌ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْیَا تو ان کی اس قول سے یہی غرض ہوتی ہے کہ اب وہ کبھی بھی اس (گھر یا دنیا) میں واپس نہیں آئے گا۔ اور یہ امر مخفی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ (خَــلا) کو صرف اس محاورہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اختیار فرمایا ہے۔

[۱] اٰل عمران:۱۴۵

واجتمع الصحابة حوله وتلا الآية المذكورة وقال اسمعونِ. وكانوا مجتمعين كلهم لموت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم فسمعوا وتأثّروا بأثر عجيب كأن الآية نزلت فى ذالك اليوم وكانوا يبكون ويصدّقون . وما بقى أحد منهم فى ذالك اليوم إلا أنه آمن بصميم القلب أن الأنبياء كلهم قد ماتوا وقد ﴿۱۵۰﴾
أدركهم المنون .فما بقى لهم أسف علٰى موت رسولهم ولا محلّ غبطة لحبيبهم، وتنبّهوا على موته، وفاضت عيونهم وقالوا إنا للّٰه وإنا إليه راجعون . وكانوا يتلون هذه الآية فى السكك والأسواق والبيوت ويبكون .وقال حسّان بن ثابت وهو يرثى لرسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم بعد خطبة أبى بكر

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِی
فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ

کھڑے ہوئے اور صحابہ ان کے گرد جمع ہوئے پھر آیت مذکورہ پڑھی اور فرمایا سنو! اور سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر جمع تھے۔ جب یہ آیت سنی تو عجیب تاثیر اپنے دلوں میں پائی اور سمجھے کہ گویا یہ آیت آج ہی اتری ہے اس کو سن کر انہوں نے رونا شروع کیا اور تصدیق کی۔ اس دن ایسا کوئی شخص نہ رہا جو اس پر ایمان نہ لایا ہو کہ سارے نبی فوت ہو چکے ہیں اب ان کو اپنے رسول کی موت پر کوئی رنج اور غم اور اپنے پیارے کے لئے کوئی حسرت اور افسوس کی جگہ نہ رہی اور اس کی موت پر خبردار اور آگاہ ہو گئے اور آنسوؤں کے دریا آنکھوں سے بہائے اور اِنَّا لِلّٰہِ کہا اور اس آیت کو گلی کوچوں میں اور گھروں میں پڑھتے تھے اور روتے تھے چنانچہ حسّان بن ثابت نے حضرت ابو بکر کے خطبہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرثیہ میں کہا۔ تو میری آنکھ کی پتلی تھی اب تیرے جاتے رہنے سے میں اندھا ہو گیا

مَنۡ شَاءَ بَعۡدَکَ فَلۡیَمُتۡ
فَعَلَیۡکَ کُنۡتُ أُحَاذِرُ

يريد أن خوفي كله كان عليك، فإذا متَّ فلا أبالي أن يموت موسٰى أو عيسٰى فانظروا إليهم كيف أحبّوا نبيّهم وكيف كان تصدر منهم آداب المحبّة وآثارها أيها المجادلون . وانظروا كيف اقتضتْ غيرتهم أنهم ما رضوا بحياة نبي بعد موت رسول اللّه، فهُدُوا إلى الصراط كما يُهدَى العاشقون. واجتمعت قلوبهم على مفهوم آية قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ . وآمنوا به وكانوا به يستبشرون. ثم أتيتم بعدهم ..مآ قدّرتم نبيّكم حقّ قدره وتقولون ما تقولون .أتأمركم محبّتكم بنبيّكم أن يّبقٰى عيسٰى على السماء حيًّا وقد مضٰى ألفٌ وقريب مِن ثُلُثه على موت رسول اللّه؟ ساء ما تحكمون.

تیرے مرنے کے بعد جو چاہے مرے مجھے تو
تیرے ہی مرنے کا ڈر تھا۔یعنی مجھے تو سارا
﴿۱۵۱﴾ یہی ڈر تھا کہ کہیں تو نہ مرجائے لیکن اب جبکہ تو
ہی مر گیا تو اب مجھے کچھ پروا نہیں کہ موسیٰ
مرے یا عیسیٰ مرے۔اب غور کرو کہ وہ اپنے
نبی کو کس قدر دوست رکھتے تھے اور کس طرح
محبت کے آداب اور نشان اُن سے ظاہر
ہوتے تھے۔ اور یہ بھی غور کرو کہ ان کی
غیرت نے ہرگز نہ چاہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی موت کے بعد کسی نبی کی حیات پر
راضی ہو جائیں پس خدا نے ان کو اسی طرح
سے حق کی راہ دکھلائی جس طرح سے عاشقوں
کو دکھلاتا ہے۔ اور ان کے دلوں نے
قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ کی آیت کے
﴿۱۵۲﴾ مفہوم پر اتفاق کر لیا۔ اور اس پر ایمان
لائے اور اس پر خوش ہوئے۔ پھر صحابہ کے
بعد تمہاری باری آئی تم نے اپنے نبی کی وہ
قدر نہیں کی جو قدر کرنے کا حق تھا۔ اور
کہتے ہو جو کچھ کہتے ہو۔ کیا تمہاری محبت روا
رکھتی ہے کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہو اور ہمارے
نبی چودہ سو برس سے وفات یافتہ ہوں۔

أرَضِيتم بأن يكون نبيكم مدفونًا
فی التراب فی المدينة، وأمّا
عیسٰی فهو حیّ إلٰی هذا الوقت؟
اتقوا اللّٰه أيها المجترء ون .قد
كان إجماع الصحابة علی موت
عیسٰی أوّلَ إجماع انعقد فی
الإسلام باتفاق جميعهم، وما
كان فرد خارجًا منه كما أنتم
تعلمون .وهذا منّة من الصدّيق ﴿۱۵۳﴾
رضی اللّٰه عنه علی رقاب
المسلمين كلهم أنه أثبتَ بنصّ
القرآن موتَ الأنبياء كلهم
وموتَ عیسٰی، فهل أنتم
شاكرون؟ ثم خلَف مِن بعدهم
خلفٌ يتركون القرآن ويخالفون
الرحمٰن وعلی اللّٰه يفترون .وقد
علموا أن القرآن توفّی المسيح،
وكرّر البيان الصريح، ومنعه من
الصعود إلی السماء ، وبشّر
المسلمين بأن خاتم الخلفاء
ومسيح هذه الأمّة ليس إلّا من
الأمّة، فأيّ مسيح بعدی ﴿۱۵۴﴾

کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ تمہارے نبی مدینہ میں زمین کے نیچے مدفون ہوں لیکن عیسٰی اس وقت تک زندہ ہو۔ اے بے باکو! خدا سے ڈرو۔ اور یہ پہلا اجماع تھا جو تمام صحابہ کے اتفاق سے اسلام میں منعقد ہوا اور کوئی فرد بھی اس اجماع سے باہر نہ رہا۔ اور یہ حضرت صدیق رضی اللّٰہ عنہ کا تمام مسلمانوں کی گردن پر احسان ہے کہ انہوں نے تمام انبیا کی موت اور عیسٰی کی موت کو قرآن سے ثابت کیا۔ کیا تم مشکور رہو؟ پھر اُن کی جگہ وہ لوگ بیٹھے جو قرآن کو چھوڑتے ہیں اور رحمٰن کے خلاف کرتے ہیں اور خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ قرآن مسیح کو وفات دیتا ہے اور دوبارہ اس کو صاف طور پر بیان فرماتا ہے اور آسمان پر چڑھنے سے اس کو روکتا ہے اور مسلمانوں کو خوشخبری دیتا ہے کہ خاتم الخلفاء اور اِس اُمت کا مسیح اسی امت میں سے ہوگا اب اس کے بعد کون سے مسیح کا انتظار کرتے ہیں اور

ينتظرون؟وقالوا ما نرى ضرورة مسيح وكفانا القرآن، وقد كذّبوا كتاب الله وهم يعلمون . ولو كانوا يتّبعون القرآن لما كذّبوني، لأن القرآن يشهد لي ولكنهم كذّبوا، فثبت أنهم يتصلّفون وبالقرآن لا يؤمنون . وتكذِب ألسنهم، وليس في قلوبهم إلا الدنيا، وإليها يتمايلون . ويرون أن المُلك قد زُلزل و حلَّ السّامُ وهدَّر الحِمامُ ثم لا يرجعون . أفلم ينظروا إلى مفاسد الأرض فتكون لهم قلوب يعقلون بها، ولكنهم قوم يستكبرون . أيكفرون بآدم هذا الزمان وقد خُلق على الأرض مِن كل نوع دابة أفلا ينظرون؟ وتراءى بعض الناس كالكلاب، وبعضهم كالذياب، وبعضهم كالخنازير، وبعضهم كالحمير، وبعضهم كالأفاعي يلدغون . وما مِن حيوان إلا وظهر كمثله

کہتے ہیں کہ ہم کو مسیح کی ضرورت نہیں اور قرآن ہمارے لئے کافی ہے۔ یہ جان بوجھ کر خدا کی کتاب کی تکذیب کررہے ہیں۔اور اگر قرآن کا اتباع کرتے تو میری تکذیب نہ کرتے کیونکہ قرآن میری گواہی دیتا ہے لیکن وہ جھٹلاتے ہیں یہاں سے ثابت ہوا کہ وہ بیہودہ لاف مارتے ہیں اور قرآن پر ان کا ایمان نہیں اوران کی زبان جھوٹ بولتی ہے اور ان کے دل میں دنیا کی محبت کے سوا اور کچھ نہیں اور اس کی طرف مائل ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ملک میں زلزلہ پڑ گیا ہے۔اور عام موت پڑ رہی ہے اور موت کبوتر کی طرح آوازیں کر
رہی ہے پھر رجوع نہیں کرتے کاش! زمین کے ﴿۱۵۵﴾
فسادوں کو دیکھتے تب ان کی آنکھیں کھلتیں اور عقل آتی لیکن یہ ایک متکبر قوم ہے۔ کیا اس زمانہ کے آدم کا کفر کرتے ہیں حالانکہ زمین کی پیٹھ پر ہر ایک قسم کا دابہ پیدا ہو گیا ہے کیا نہیں دیکھتے۔ بعض لوگ کتوں کی طرح ہو گئے ہیں اور بعض بھیڑیوں کی طرح اور بعض سؤروں کی طرح اور بعض سانپ کی طرح ڈنگ مارتے ہیں۔ اور ایسا کوئی جانور نہیں کہ لوگوں

حـزبٌ مـن الـنّـاس وهم كمثلها
يـعـمـلـون .وكـذالـک فتـقَـتِ
الأرض حـقَّ فَتُقهـا، ألم يـأنِ أن
يـخـلق اللّه آدم بعدها وينفخ فيه
روحـه، ولا تبديلَ لسُنّة اللّه أيها
العاقلون . وإذا قيـل لهم سارِعوا ﴿۱۵۶﴾
إلـى خـليـفة الـلّـه، واتّبعوا ما
كشف الـلّـه عـلـيـه، لـعـلـكـم
تُـرحـمون، رأيتَهم تحمرّ أعيُنهم
مـن الـغـيـظ، وقالوا ما كان لنا أن
نتّبع جاهلا ونحن أعلم منه، فعليه
أن يبـايـعـنـا، أنُبايع الذى لا يعلم
شيـئـا وإنّـا لعالمون .فـلـيصبروا
حتـى يـرجعوا إلى ربهم ويطّلعوا
عـلـى صـورهـم، وذَرْهـم ومـا
يـكيدون .وقـد وسَـم الـلّـه على
خـراطيـمهـم، وأظهـر حـقيـقة
عـلـومهـم، ثـم لا يتندّمون .وإذا
دُعـوا إلـى الـحـق تـعـرف فـى
وجـوههم المنكر، ويمرّون علينا
وهـم يسبّـون . أولـئـک الـذيـن ﴿۱۵۷﴾
طبـع الـلّـه عـلى قلوبهم، وأعمى

میں سے ایک گروہ اس جیسا نہ ہو گیا ہو اور افعال میں اس کے مشابہ نہ ہو۔ اور ایسا ہی زمین بھی ایسی پھٹی جیسے پھٹنے کا حق تھا۔ آیا اب تک وقت نہیں آیا کہ ان حیوانات کے بعد خدا آدم کو پیدا کرے اور اپنی روح اس میں پھونکے اے عقلمندو! خوب جان لو کہ اللہ کی سنت ہرگز نہیں بدلتی اور جس وقت ان سے کہا جائے کہ بہت جلد خلیفۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ اور اس کے الہاموں کی پیروی کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے ان کی آنکھیں غصے سے سُرخ ہو جاتی ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایک جاہل کی پیروی کریں حالانکہ ہم اس سے زیادہ عالم ہیں بلکہ چاہیے کہ وہ ہماری بیعت کرے۔ کیا ہم ایسے شخص کی بیعت کریں کہ اس کو علم سے کچھ حصہ نہیں اور ہم عالم ہیں۔ پس چاہیے کہ صبر کریں یہاں تک کہ اپنے پروردگار کے پاس جائیں اور اپنی صورتوں سے واقف ہوں اور ان کو اور ان کی بداندیشیوں کو جانے دے۔ اور ظاہر ہو گیا ہے کہ خدا نے ان کی ناکوں پر داغ دیا ہے اور ان کے علم کی حقیقت کو طشت از بام کر دیا ہے۔ اور باوجود اس سب کے شرمندہ اور پشیمان نہیں ہوتے اور جس وقت ان کو حق کی طرف بلایا جائے تیوری چڑھاتے ہیں اور گالیاں دیتے گزر جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل پر خدا نے

أبصارهم، وطمس وجوههم، فهم لا يؤانسون. وإنهم ينتظرون المسيح من السماء، ويفرحون بكلمات مدسوسة أُدخلت فی الإسلام بسبب النصاری عندما كانوا يُسلِمون .وكيف ينزل الذی أُنزلَ عليه الإنجيل وقد قال القرآن: مِنْكُمْ☆، فهل يهلك إلا الكاذبون .أ نُزِّلَ عليهم قرآن آخر، أو شابهوا اليهودَ فحرّفوا كما كانوا يحرّفون؟ وإن القرآن قد تَوفَّی

مہر لگائی اور ان کی آنکھ کو اندھا کیا۔ اور ان کے مونہوں کو اوندھا کر دیا پس وہ انس نہیں پکڑتے۔ اور وہ آسمان سے ایک مسیح کے آنے کے منتظر ہیں۔ اور ان باتوں پر خوش ہوتے اور ناز کرتے ہیں جو باتیں نصاریٰ نے اسلام لانے کے بعد اسلام میں داخل کیں۔ اور کیونکر ممکن ہے کہ وہ مسیح آئے جس پر انجیل اتری تھی حالانکہ قرآن مِنْکُمْ فرماتا ہے۔ پس جھوٹا ہی ہلاک ہوتا ہے۔ کیا ان پر دوسرا قرآن اترا ہے۔ یا یہودیوں کی طرح ہو کر تحریف کا پیشہ اختیار کیا ہے۔ اور ثابت ہے کہ قرآن مسیح کو وفات دیتا ہے اور

☆ **الحاشية** ۔ سمعت ان بعض الجهال يقولون ان المهدی من بنی فاطمة. فكيف يقول هذا الرجل انی انا المهدی المعهود و انه ليس منهم. فالجواب ان الله يعلم حقيقة الاحوال و حقيقة النسب و الأل. و مع ذالك انی انا المهدی الذی هو المسيح المنتظر الموعود. و ما جاء فيه انه من بنی الفاطمة. فاتقوا الله و الساعة الحاطمة.منه

ترجمہ۔ میں نے سنا ہے کہ بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ مہدی بنی فاطمہ میں سے ہوگا۔ پس یہ شخص کیسے کہتا ہے کہ میں ہی مہدی معہود ہوں حالانکہ یہ شخص ان (بنی فاطمہ) میں سے نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت احوال اور نسب اور آل کی حقیقت تو اللہ ہی جانتا ہے اور اس کے باوجود میں ہی وہ مہدی ہوں جو مسیح موعود المنتظر ہے اور اس کے بارہ میں یہ نہیں آیا کہ وہ بنی فاطمہ میں سے ہوگا پس اللہ اور قیامت کی گھڑی سے ڈرو۔

﴿۱۵۸﴾ المسيح، و المسيحُ أقرّ به في القرآن، ألا يتدبّرون قوله فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي، أم على القلوب أقفالها أم هم عمون؟ وإن القرآن أشار في أعداد سورة العصر إلى وقتٍ مضٰى من آدم إلى نبينا بحساب القمر، فعُدّوا إن كنتم تشكّون. وإذا تقرّرَ هذا فاعلموا أنّي خُلقتُ في الألف السادس في آخر أوقاته كما خُلق آدم في اليوم السادس في آخر ساعاته، فليس لمسيحٍ مِن دوني موضعُ قدم بعد زماني إن كنتم تفكّرون

﴿۱۵۹﴾ و لا تظلّمون. فأنا صاحب الزمان لا زمان بعدي، فبأي زمان تُنزِلون مسيحكم المفروض أيها الكاذبون؟ و قد اتّفق على هذه العِدّة التوراةُ والإنجيل والقرآن، فاسألوا أهل الكتاب إن كنتم ترتابون. وقد مضٰى آخر الألف السادس، وما بقي وقتُ نزول المسيح بعده، وإن

مسیح قرآن میں اپنی موت کا اقرار کرتا ہے کیا اس کے قول فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگ گئے ہیں یا اندھے ہیں اور قرآن سورۃ عصر کے اعداد میں قمری حساب سے اس وقت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو آدم سے ہمارے نبیؐ تک گزرا ہے پس اگر شک ہے تو گن لو۔ اور جب یہ تحقیق ہوگیا تو جان لو کہ میں چھٹے ہزار کے آخر اوقات میں پیدا کیا گیا ہوں جیسا کہ آدم چھٹے دن میں اس کی آخری ساعت میں پیدا کیا گیا پس میرے سوا دوسرے مسیح کے لئے میرے زمانہ کے بعد قدم رکھنے کی جگہ نہیں اگر فکر کرو اور ظلم اختیار نہ کرو۔ پس میں صاحبِ زمان موعود ہوں اور میرے بعد کوئی زمانہ نہیں اور اے جھوٹو! وہ کون سا زمانہ ہوگا جس میں تم اپنے فرضی اور خیالی مسیح کو اتارو گے اور اِس وقت اور زمانہ پر توریت اور انجیل اور قرآن سب متفق ہیں۔ اگر شک ہے تو اہل کتاب سے پوچھ لو۔ تحقیق ہزارِ ششم کا آخر گزر گیا۔ اور اس کے بعد مسیح کے نازل ہونے کے لئے کوئی وقت اور موقعہ

فی هذا لآیة لقوم یطلبون .وکان هـذا مِن معـالـم الـموعود فـی القرآن ویعلمها المتدبّرون .وإن الألف السادس کالیوم السادس الـذی خُـلـق فیـه آدم، وإنّ یـومًـا عـنـد ربّک کـألف سـنـةٍ مـمّـا تـعُـدّون.

نہ رہا اور البتہ اس میں طالبوں کے لئے ایک نشان ہے اور یہ بات قرآن میں اس موعود کی نشانیوں میں سے تھی اور اس کو تدبر کرنے والے جانتے ہیں اور البتہ چھٹا ہزار اس چھٹے دن کی طرح ہے جس میں آدم پیدا کیا گیا تھا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک دن تیرے پروردگار کے نزدیک ہزار سال کی طرح ہے تمہارے حساب سے۔ ﴿۱۶۰﴾

اَلْبَابُ الْخَامِسُ

یـا أهـل الـدهـاء والاتّـقاء من الناظرین ! اعلموا أن زماننا هذا هوآخر الزمان☆ وأنامن الآخرین .

اے خدا ترس اور عقلمند ناظرین! آگاہ رہو کہ یہ زمانہ وہی آخری زمانہ ہے اور میں آخرین میں سے ہوں۔ اور ہمارا یہ دن

☆ الـحـاشیة . لایـقـال ان سـاعة الـقیـامة مـخـفیةٌ فـلایجوز اَن یقال لـزمـان انـه هو اٰخر الازمنة. فـانـا لانُـعیّـن الـساعة بـل نقول انها غیر معیّـن فـی هٰـذه الساعات المعینة. ولاشک انّ الـقـراٰن شبـه الوف الـدنیـا بـایـام الخلقة. فیستنبط من هـذا کـل مـا قلنا کما لایخفی علٰی ذوی الفطنة. منه

حاشیہ۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قیامت کی گھڑی مخفی ہے اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ کسی زمانہ کو کہا جائے کہ وہ آخری زمانہ ہے۔ پس ہم قیامت کی تعیین نہیں کرتے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ ان معیّن گھڑیوں میں غیر معیّن ہے اور بلا شبہ قرآن کریم نے دنیا کے ہزاروں سالوں کو ایام تخلیق سے تشبیہ دی ہے۔ پس ہمارا ہر قول اسی سے مستنبط ہوتا ہے۔ جیسا کہ اہلِ دانش پر مخفی نہیں۔

وإن يـومـنـا هـذا يـوم الـجـمـعة حـقيـقةً، وقـد جُـمعت فيه أناسُ ديارٍ وأرضيـن، وجُـمعتْ كل ما تـحتـاج إليـه نـفوس الـنـاس من سعادة الدنيا والدين ومن أنواع ﴿۱۶۱﴾
الـعـلـوم والـمـعـارف وأسـرار الشـرع الـمـتيـن، وزُوّجـت الـنفوس، فترى كلَّ بابورة تأتي عـنـد إصبـاحـها وإمسائها بأفواج مـن الـمشـرّقيـن والـمغـرّبيـن، وجُـمـعـتْ بهـا ثـمـار المشرق والـمـغـرب بـإذن الـلّـه أرحـم الـراحـمـيـن، وفـي آخـر الأمـر يجمع اللّه فيه شَمْلَ ديننا رحمةً عـلـى هذه الأمّة وعلى العالمين، ويُـنـجّـي الـخَلق من شفا حُفرة كـانـوا عليها ..وعـدٌ من اللّه وهو أصـدق الـصـادقيـن، ويـظهـر ﴿۱۶۲﴾
الإسـلام عـلــى الأديـان كلّهـا، وترى جمعًا من كل قوم يدخلون فيـه توّابين. فـلا شكّ أن زمننا هـذا جُـمـعـةٌ، تشهـد الأرض

درحقیقت جمعہ کا دن ہے کیونکہ اس میں ہر ملک اور ہر زمین کے آدمی جمع کئے گئے ہیں اور نیز اس دن میں دنیا اور دین کی سعادت میں سے ہر ایک چیز جمع کی گئی ہے جس کی طرف لوگوں کو حاجت پڑتی ہے اور نیز ہر طرح کے علوم اور معارف اور شرع متین کے اسرار جمع ہو گئے ہیں اور لوگوں کے تعلقات آپس میں بڑھ گئے ہیں۔ جیسا کہ دیکھتے ہو کہ ہر ایک ریل گاڑی صبح اور شام مشرق اور مغرب کے گروہ درگروہ لوگ لاتی ہے اور اس کے باعث مشرق اور مغرب کے میوے خدا کے حکم سے جمع ہو گئے ہیں۔ اور امید ہے کہ آخر کار رحیم خدا ہمارے دین کی پراگندگی کو دور کر دے گا اور خلقت کو اس گڑھے کے کنارے سے ہٹا لے گا جس کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ یہ خدا کا وعدہ ہے اور وہ سب سچ بولنے والوں سے زیادہ سچ بولنے والا ہے۔ اور اسلام سب دینوں پر غالب آئے گا اور ہر قوم کی جماعتیں توبہ اور خلوص دل کے ساتھ اس میں داخل ہوں گی۔ پس کوئی شک نہیں کہ یہ ہمارا وقت جمعہ ہے۔ اور آسمان اور زمین اس پر گواہی دیتے ہیں اور

والسماء عليه، وقد جُمع فيه كل ما تفرّقَ في الأوّلين .وإني خُلقتُ في هذه الجمعة في ساعة العَصر والعُسر للإسلام والمسلمين، كما خُلق آدم صفيُّ اللّه في آخر ساعة الجمعة .وإن زمانه كان نموذجا لهذا الحين، وكان وقت عصره ظلًّا لهذا العصر الذي عُصِّرَ الإسلام فيه وصُبّتْ مصائب على ديننا، وكادت أن تغرب شمس الدين .وترون في هذه الأيام أن نور الإسلام قد عُصر من كثرة الظلام واللئام وصَولِ المخالفين بالأقلام والمكذّبين . وكاد أن لا يبقٰى أثر منه لو لم يتداركه فضلُ اللّٰه الكريم المُعين. فاقتضتْ غيرةُ اللّٰه أن يبعث فيه مجدِّدًا يشابه آدمَ، فخلَقني في هٰذا اليوم في وقت العصر أعني ساعة العسر وعلّمني من لدنه وأكرمَ،

اس میں وہ ہر ایک چیز جمع ہوگئی ہے جو اگلوں
میں پراگندہ تھی اور میں اس جمعہ میں عصر کے
وقت اور ایسے وقت میں جبکہ اسلام اور
مسلمانوں کو تنگی اور عسر نے گھیر لیا تھا پیدا کیا
گیا ہوں جیسا کہ آدم صفی اللہ جمعہ کی آخری
گھڑی میں پیدا کیا گیا اور آدم کا زمانہ اس
وقت کے لئے بطور نمونہ کے تھا اور اس کے
عصر کا وقت اس عصر کے لئے سایہ کے طور پر
﴿۱۶۳﴾ تھا کہ اس میں اسلام کا گلا گھونٹا گیا اور
ہمارے دین پر مصیبتیں پڑیں اور قریب ہے
کہ دین کا آفتاب غروب ہو جائے اور ظاہر
ہے کہ ان دنوں اسلام کا نور تاریکی کی اور
لئیموں کی زیادتی اور دشمنوں کے حملوں سے جو قلم
کے ساتھ ہیں اور تکذیب کرنے والوں کی وجہ
سے کم ہوگیا ہے۔ اور قریب تھا کہ اس کا کچھ
نشان بھی باقی نہ رہتا اگر خدائے کریم کا فضل
اس کا تدارک نہ کرتا چنانچہ اسی سبب سے
خدا کی غیرت نے تقاضا کیا کہ اس میں ایک
مجدّد کو پیدا کرے جو آدم سے مشابہ ہو۔ پس
اس دن عصر کے وقت یعنی عُسر کے وقت
میں مجھ کو پیدا کیا اور مجھ کو اپنے پاس سے
﴿۱۶۴﴾ سکھایا اور عزت دی اور اپنے بزرگ بندوں

وأدخلَني في عباده المكرمين، وجعلني حَكَمًا للأقوام الذين يختلفون وهو أحكم الحاكمين. ورأى القومُ أن الله نصرني، وفي كل أمرٍ أيّدني، وطرَدوا فآواني، وصالوا فحماني، وزاد جماعتي وقوّى سلسلتي، فألقاهم في التحيّر فضلُ الله عليّ، وزاده سوءُ ظَنّهم، وقالوا أيجعل الله رجلا خليفة في الأرض وهو يفسد فيها ويسفك الدماء، فأجابهم الله بواسطتي فقال إنّي أعلم ما لا تعلمون. وقالوا قُتِل
فلان مظلوما، وأُريدَ قتلُ فلان ﴿١٦٥﴾
من المتنصّرين، ونسبوا القتلَ إليّ ليُدخِلوني في الذين يفسدون في الأرض ويقتلون الناس ظلمًا وفسادًا، والله يعلم أني بريء منها، وإنّ كلماتهم هذه ليست إلا بهتان عليّ، والله عليم بالظالمين، وهناك أوحى الله إليّ حكايةً عن قولهم أَتَجْعَلُ

کے سلسلہ میں مجھ کو داخل کیا۔ اور مجھے ان کے لئے جو اختلاف کرتے ہیں حَکَم بنایا اور وہ احکم الحاکمین ہے۔ اور لوگوں نے کھلم کھلا دیکھ لیا ہے کہ خدا تعالیٰ میری مدد کرتا ہے اور ہر بات میں میری تائید کرتا ہے اور لوگوں نے مجھے نکال دیا لیکن اُس نے مجھے اپنے پاس جگہ دی اور وہ مجھ پر ٹوٹ پڑے لیکن اُس نے مجھے محفوظ رکھا اور میری جماعت بڑھائی اور میرے سلسلہ کو قوت دی پس بدظنی اور خدا کے فضل نے جو مجھ پر تھا اُن کو حیرت میں ڈالا اور کہا کہ کیا خدا ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین میں خرابیاں کرے اور خون کرے پس خدا نے ان کو میری وساطت سے جواب دیا کہ مَیں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور کہا کہ فلانا مظلوم مارا گیا اور فلانے عیسائی کے قتل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اور قتل کو میری طرف منسوب کیا تا کہ مجھے اُن لوگوں میں داخل کریں جو زمین میں فساد کرتے ہیں اور ظلم اور فساد سے لوگوں کو مار ڈالتے ہیں اور خدا جانتا ہے کہ مَیں اُن سے بَری ہوں اور اُن کی یہ باتیں جو میری نسبت ہیں بالکل جھوٹی اور بہتان ہے اور خدا ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ اور اِسی لئے خدا نے میری طرف انہی کی زبانی وحی کی کہ ’’کیا تو خلیفہ بناتا ہے زمین میں‘‘ اس آیت تک

فِيْهَا إلى قوله إِنِّیْ أَعْلَمُ مَا لَا
تَعْلَمُوْنَ ۔ عبرةً للمجترئين. وما
جرتْ هذه الأقوال على ألسنهم
إلا ليُتمّوا نبأ اللّه الذى سبق من
قبلُ وليُثبِتوا مضاهاتی بآدم فی
تهمة الفساد وسفک الدماء،
فأجابهم اللّه بوحيه وقد طُبع
وأُشيعَ هذا الوحی قبلَ قتل
المشرِک الذی يزعمون فيه
كأنی قتلته وقبلَ موتِ نصرانیٍّ
يزعمون فيه كأنّ أصحابی
صالوا لقتله، فالحمد لِلّه الذی
دافعَ عنی بكلمات قيلت فی
آدم وهو خير المدافعين. هو
الذی ردَّ بی شمسَ الإسلام
بعدما دنت للغروب، فكأنّها
طلعتْ من مغربها وتجلّت
للطالبين. وإنّ مَثلی عند ربّی
كمثل آدم، وما خُلقتُ إلا بعدما
كثرتْ على الأرض النَّعَمُ
والسباع والدود والضباع وكثر
كل نوع الدواب على ظهرها،

کہ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ اور یہ اس لئے
فرمایا کہ جرأت کرنے والوں کو عبرت حاصل ہو۔
اور یہ باتیں ان کی زبان پر اس لئے جاری ہوئیں
تا کہ خدا تعالیٰ کی اِس خبر کو پوری کریں جو پہلے مذکور
﴾١٦٦﴿ ہو چکی اور اس لئے کہ میری مشابہت آدم سے فساد
اور خونریزی کی تہمت میں ثابت کریں۔ پس خدا
نے ان کو اپنی وحی کے ذریعہ سے جواب دیا اور یہ
وحی اُس مشرک کے قتل سے پہلے جس کی نسبت اُن
کا گمان ہے کہ مَیں نے اُسے قتل کیا ہے اور اُس
نصرانی کی موت سے پہلے جس کی نسبت اُن کا گمان
ہے کہ میرے دوستوں نے اُس کے قتل کے لئے اس
پر حملہ کیا چھپ کر شائع ہو چکی تھی۔ پس تعریف ہو اس
خدا کی کہ جس نے میری طرف سے ان باتوں کے
ساتھ مدافعت کی جو آدم کے حق میں کہی گئی تھیں اور
خدا سب دفاع کرنے والوں سے بہتر ہے۔ وہی خدا
جس نے میرے ذریعہ سے اسلام کے سورج کو جس
وقت وہ غروب ہو رہا تھا پھر لوٹایا پس گویا پھر اپنے
﴾١٦٧﴿ مغرب سے طلوع کیا اور طالبوں کے لئے تجلّی
فرمائی۔ اور بے شک میرے پروردگار کے نزدیک
میری مثال آدم کی مثال ہے اور مَیں پیدا نہیں کیا گیا
مگر اس کے بعد کہ زمین پر چوپائے اور درندے اور
چیونٹیاں اور بوڑھے بھیڑیے کثرت سے پھیل گئے

وخـالفَ بـعـضـها بعضا، وما كان آدم لـيـمـلـكـهـم ويكون حَكَمًا عـليهـم وفـاتـحا بينهم، فجعلني اللّٰه آدمَ وأعطاني كل ما أعطى لأبـي البشـر، وجعلنـي بُـروزًا لـخـاتم النبيين وسيد المرسلين. والسرّ فيه أن اللّٰه كان قضى من الأزل أن يـخـلُـق آدم الـذى هـو خـاتـم الـخـلـفاء في آخر الزمان ﴿۱۶۸﴾ كـمـا خلق آدمَ الذى هو خليفته الأول في شرخ الأوان، لتستدير دائرة الـفطرة، ولِيُشـابهَ الخاتمةُ بـالـفـاتـحة، وليكون هذا التشابه لـلـتوحيد كسلطان مبين، ولِيدُلَّ الـمـصـنـوع على صانعه بالدلالة الـصـوريّة، فـإن الهيـئـة الـمستديرة تُضاهي الوحدةَ، بل تشتـمـل عـلـى معنى الوحدة، و لـذالـک يـوجـد استدارةٌ في كل ما خُلق من البسائط، ولا يوجد بسيط خارجًا من الكُرْوية. ذالـک لـيعلَم الـناس أن اللّٰه هو ﴿۱۶۹﴾

اور ہر ایک قسم کے وحشیوں نے جہاں تک اُن سے ہوسکا ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی اور جھگڑے کی بنیاد ڈالی۔ اور کوئی آدم نہ تھا کہ اُن کے اختیار کی باگ کو ہاتھ میں لائے اور ان پر حَکَم بنے اور اُن کی نزاعوں میں فیصلہ کی راہ نکالے۔ لاجرم خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔ اور بھید اس میں یہ ہے کہ خدا نے ابتدا سے ارادہ فرمایا تھا کہ اُس آدم کو پیدا کرے گا کہ آخری زمانہ میں خاتم خلفاء ہوگا جیسا کہ زمانہ کے شروع میں اس آدم کو پیدا کیا جو اس کا پہلا خلیفہ تھا اور یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ فطرت کا دائرہ گول ہو جائے۔ اور نیز اس لئے کہ یہ مشابہت توحید کے لئے ایک روشن دلیل بن جائے۔ اور نیز اس لئے کہ مصنوع صوری دلالت کے ساتھ اپنے بنانے والے پر دلالت کرے کیونکہ گول چیز کی ہیئت وحدت کی طرح ہو جاتی ہے بلکہ وحدت کے معنوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اِسی واسطے بسائط کی قسم کی پیدائش میں گولائی پائی جاتی ہے۔ اور کوئی بسیط چیز کرویت سے باہر نہیں ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ لوگ جان لیں کہ خدا واحد

الأحد الفرد الذی صبّغ کلّ ما خلقه بصبغ الأحدية، وليعرفوا أنه هو ربّ العالمين. وحاصل الکلام أن اللّه وترٌ يحبّ الوتر، فاقتضتْ وَحدتُه أن يکون الإنسان الذی هو خاتم الخلفاء مشابهًا بآدم الذی هو أوّل مَن أُعطیَ خلافةً عُظمٰی و أوّلُ مَن نُفخ فيه الروح من رَبّ الوریٰ، ليکون زمان نوع البشر کدائرة يتصل النقطة الآخرة بنقطتها الأولی، وليدل علَی التوحيد الذی دُعی إليه الإنسان. والتوحيد أحبُّ الأشياء إلی ربّنا الأعلی، فاختار وَضْعًا دوريًّا فی خلق الإنسان، فلذالک ختم علی آدم کما کان بدأ من آدم فی أوّل الأوان، و إن فی ذالک لآية للمتفکّرين. وإنّ آدم آخر الزمان حقيقةً هو نبيّنا صلّی اللّه عليه و سلم، والنسبة بينی وبينه کنسبة مَن علّم وتعلّم، وإليه

اور یکتا ہے جس نے ساری مخلوقات کو یگانگت کے رنگ سے رنگ دیا ہے اور اس لئے تا کہ پہچان لیں کہ جہانوں کا پروردگار وہی ہے۔ اور حاصل کلام یہ کہ خدا اکیلا ہے اور ایک ہونے کو دوست رکھتا ہے۔ اس لئے اُس کی یکتائی نے چاہا کہ وہ انسان جو خلیفوں کا خاتم ہو اُس آدم کے مشابہ ہو جو سب خلیفوں کا پہلا تھا اور مخلوقات میں اول شخص تھا جس میں خدا کی روح پھونکی گئی تھی اور یہ اس لئے کیا تا کہ نوع بشر کا زمانہ اُس دائرہ کی طرح ہو جائے جس کا آخری نقطہ اُس کے پہلے نقطے سے مل جاتا ہے اور نیز اس لئے کہ اس توحید پر دلالت کرے جس کی طرف انسان کو بلایا گیا ہے۔ اور توحید ہمارے پروردگار کو سب چیزوں سے زیادہ پیاری ہے۔ اس لئے انسان کی پیدائش میں وضع دَوری کو اختیار فرمایا۔ اور اسی سبب سے آدم پر ختم کیا جیسا کہ شروع میں آدم سے ابتدا کیا اور فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بڑا بھاری نشان ہے اور آخر زمانہ کا آدم درحقیقت ہمارے نبی کریم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور میری نسبت اُس کی جناب کے ساتھ اُستاد اور

﴿۱۷۰﴾

أشار سبحانه في قوله وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْابِهِمْ .[1]
﴿۱۷۱﴾ ففكِّرْ في قوله آخَرِينَ. وأنزل اللّه عليَّ فيض هذا الرسول فأتمَّه وأكمله، وجذَب إليَّ لطفه وجُودَه، حتّى صار وجودي وجودَه، فمَن دخل في جماعتي دخل في صحابة سيدي خير المرسلين. وهذا هو معنى وَآخَرِينَ مِنهُمْ كما لا يخفى على المتدبّرين. ومَن فرّق بيني و بين المصطفٰى، فما عرفني وما رأى. وإن نبيّنا صلّى اللّه عليه و سلم كان آدمَ خاتمةِ الدنيا ومنتهى
﴿۱۷۲﴾ الأيام، وخُلِق كآدم بعد ما خُلق على الأرض كلّ نوع من الدواب وكلّ صنف من السباع والأنعام، ولمّا خلَق اللّه هذه الخليقة من أنواع النَّعَم والسباع والدود على الأرضين؛ أعني كلَّ حزب من الفاجرين والكافرين، والذين آثروا الدنيا

شاگردی کی نسبت ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْابِهِمْ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس آخرین کے لفظ میں فکر کرو۔ اور خدا نے مجھ پر اُس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جُود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیرالمرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی آخَرِيْنَ مِنْهُمْ کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفٰی میں تفریق کرتا ہے اُس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔ اور بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے خاتمہ کے آدم اور زمانہ کے دنوں کے منتہا تھے اور آنحضرت آدم کی طرح پیدا کیے گئے اس کے بعد کہ زمین پر ہرطرح کے کیڑے مکوڑے اور چارپائے اور درندے پیدا ہوگئے اور جس وقت خدا نے اس مخلوق کو یعنی حیوانوں اور درندوں اور چیونٹیوں کو زمین پر پیدا کیا یعنی فاجروں اور کافروں اور دنیا پرستوں کے

[1] الجمعة : ۴

علی الدین، وخلَق فی السماء
نجومها وأقمارها وشموسها
أعنی النفوس المستعدّة من
الطاهرین المنوّرین، خلَق بعد
هذا آدمَ الذی اسمه محمد
وأحمد، وهو سیدُ وُلْدِ آدمَ
وأتقی وأسعدُ، وإمامُ
الخلیقة. وإلیه أشارَ اللّٰه فی قوله
وَ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ
جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۔[1] و
بعزة اللّٰه و جلاله أنّ لفظ إِذْ
یدلّ بدلالة قطعیة علی هذا
المقصود، ویدل علیه سیاق
الآیة وسباقها إن کنتَ لست
کالیهود. فلا شک أنه آدمُ آخر
الزمان، والأُمّة کالذُرّیة لهذا
النبی المحمود، وإلیه أشار فی
قوله اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ[2]
فَامْعِنْ فیه وتفكّرْ، ولا تكن من
الغافلین. وإن زمان روحانیة نبیّنا
علیه السلام قد بدأ من الألف
الخامس وكمُل إلی آخر الألف

ہر ایک گروہ کو پیدا کیا اور آسمان میں
ستارے اور چاندوں اور سورجوں یعنی
پاکوں کے نفوس مستعدہ کو ظہور میں لایا تو بعد
اس کے اُس آدم کو وجود کا خلعت پہنایا جس
کا نام محمد اور احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ
آدم کی اولاد کا سردار اور خلقت کا امام
اور سب سے زیادہ تقی اور سعید ہے۔ اور
﴿۱۷۳﴾ اس کی طرف خداتعالیٰ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے
وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ الآیۃ اور خدا کی
عزت اور جلال کی قسم کہ اِذْ کا لفظ قطعی
دلالت کے ساتھ اِس مقصود پر دلالت کرتا
ہے۔ اور اگر تو یہود کی طرح نہیں تو آیت
کا سیاق وسباق تجھ پر اس راز کو کھول دے
گا پس شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم آخر زمانہ کے آدم ہیں اور امت اس
نبی محمود کی ذرّیت کی بجا ہے۔ اور اس کی
طرف خدا تعالیٰ کے اس قول کا اشارہ ہے
اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ پس ان معنوں میں
غور اور فکر کر اور غافلوں میں سے مت
ہو۔ اور ہمارے نبی کی روحانیت کا زمانہ
﴿۱۷۴﴾ پانچویں ہزار سے شروع اور چھٹے ہزار
کے آخر تک کامل ہوا اور اس کی

[1] البقرۃ: ۳۱ [2] الکوثر: ۲

السادس، وإليه أشار في قوله تعالى لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ۔[1] وتفصيل المقام أن نبيّنا صلى اللّٰه عليه وسلم قد جاء على قدمِ آدم، وأن روحانية آدم قد طلعت في اليوم الخامس لِمَا خُلق إلى هذا اليوم كلّ ما كان من أجزاء هويّته وحقيقة ماهيّته، فإن الأرض بجميع مخلوقاتها و السماء بجميع مصنوعاتها كانت حقيقةَ هويّةِ آدم، كَأَنَّ مادّته قد انتقلت من الحقيقة الجمادية إلى الحقيقة النباتية، ثم من الحقيقة النباتية إلى الهويّة الحيوانيّة، ثم بعد ذالک انتقلت من حيث الروحانية من الكمالات الكوكبية إلى الكمالات القمرية، ومن الأنوار القمرية إلى الأشعّة الشمسية، وكانت هذه الانتقالات كلها مَظاهِرَ ترقّياتِ العالم إلى معارج الحقيقة الإنسانية .كَأَنَّ الإنسان ﴿۱۷۵﴾

طرف خدا تعالیٰ کا قول اشارہ کرتا ہے کہ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ اور اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم آدم کے قدم پر آئے اور آدم کی روحانیت نے پانچویں دن میں طلوع فرمایا کیونکہ اس دن تک سب کچھ جو اس کی ہویّت کے اجزا سے اور اس کی ماہیت کی حقیقت سے تھا پیدا ہو گیا۔ کیونکہ زمین اپنی تمام مخلوق کے ساتھ اور آسمان اپنی تمام مصنوعات کے ساتھ آدم کی ہویت کی حقیقت تھے۔گویا آدم کا مادہ تھا۔گویا آدم کا مادہ جمادی حقیقت سے نباتی حقیقت کی طرف اور نباتی حقیقت سے حیوانیت کی ہویّت کی طرف منتقل ہوا پھر روحانیت کے طور پر کوکبی کمالات سے قمری کمالات کی طرف اور قمری انوار سے شمسی شعاعوں کی طرف انتقال فرمایا اور (یہ سب انتقالات مظاہر ترقیات عالم کے حقیقت انسانیہ کے معارج کی طرف تھے)☆۔ اور اس راز کو دوسرے

[1] الصف:۱۰ ☆ بریکٹ میں دیا گیا ترجمہ روحانی خزائن میں ہے ایڈیشن اوّل میں نہیں ہے۔(ناشر)

كان فى وقتٍ جمادًا،وفى وقتٍ
آخر نباتا، وبعد ذالك حَيوانا،
وبعد ذالك كوكبًا وقمرا
وشمسا حتى جُمِع فى اليوم
الخامس كلّ ما اقتضت فطرتُه
من القوى الأرضية والسماوية
بفضل اللّه أحسن الخالقين.
فكان الخَلق كله فردًا كاملا
لآدم، أو مِرآةً لوجوده الذى
أعزّه اللّه وأكرم. ثم أراد اللّه أن
يُرِىَ هذه الخفايا على وجه
الكمال فى شخصٍ واحدٍ هو
مظهر جميع هذه الخصال،
فتجلّت روحانيةُ آدم بالتجلّى
الجامع الكامل فى الساعة
الآخرة من الجمعة، أعنى اليوم
الذى هو السادس من الستّة.
فكذالك طلعَتْ روحانيةُ
نبيّناصلى اللّه عليه وسلم فى
الألف الخامس بإجمال صفاتها،
وما كان ذالك الزمان منتهى
ترقّياتها، بل كانت قدمًا أولى

لفظوں میں اس طرح پر سمجھنا چاہیے کہ
﴿۱۷۶﴾ انسان ایک وقت جماد تھا اور دوسرے
وقت نبات اور اس کے بعد حیوان اور
اس کے بعد ستارہ اور چاند اور سورج
تھا یہاں تک پانچویں دن وہ سب کچھ جو
اس کی فطرت زمینی اور آسمانی قویٰ سے
تقاضا کرتی تھی احسن الخالقین خدا کے
فضل سے جمع ہوگیا۔ پس تمام پیدائش
آدم کے لئے ایک فرد کامل تھا یا اس کے
وجود کا آئینہ تھا جسے خدا نے معزز اور
مکرم بنایا۔ پھر ارادہ فرمایا کہ
پوشیدگیوں کو پورے طور پر ایک ہی شخص
میں ظاہر کرے جو ان خصلتوں کا مظہر
ہو۔ پس آدم کی روحانیت نے جامع
﴿۱۷۷﴾ کامل تجلّی کے ساتھ جمعہ کے دن آخری
ساعت میں تجلّی فرمائی یعنی اُس دن جو
چھ کا چھٹا ہے اسی طرح ہمارے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے
پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے
ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اُس
روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس

لمعارج کمالاتها، ثم کمُلتْ و
تجلّت تلک الروحانية فی آخر
الألف السادس، أعنی فی هذا
الحين کما خُلق آدم فی آخر اليوم
السادس بإذن الله أحسن الخالقين.
و اتخذتْ روحانيةُ نبيّنا خير
الرّسل مَظهرًا مِن أُمّته لتبلغ ﴿۱۷۸﴾
کمالَ ظهورها وغلبةَ نورها کما
کان وعد اللّه فی الکتاب
المبين. فأنا ذالک المظهر
الموعود والنور المعهود، فآمِنْ
ولا تکنْ من الکافرين .وإن
شئتَ فاقرء قوله تعالٰى هُوَ الَّذِيْٓ
اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ
الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ
كُلِّهٖ ؎۱ وفکِّرْ کالمهتدين.
فهذا وقت الإظهار، ووقت
کمال ظهور الروحانية من
الجبّار، يا معشر المسلمين.
ولأجل ذالک جاء فی الآثار أنه
عليه السلام بُعث فی الألف
السادس مع أنّ بعثه کان فی ﴿۱۷۹﴾

کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اِس وقت پوری طرح سے تجلّی فرمائی جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں احسن الخالقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لئے اور اپنے نور کے غلبہ کے لئے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتابِ مبین میں وعدہ فرمایا تھا پس مَیں وہی مظہر ہوں پس ایمان لا اور کافروں سے مت ہو اور اگر چاہتا ہے تو اس خدا تعالیٰ کے قول کو پڑھ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ آخر آیت تک۔ پس یہ اظہار کا وقت اور روحانیت کے ظہور کے کمال کا وقت ہے اے مسلمانوں کی جماعت۔ اور اسی لئے آثار میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے ہزار میں مبعوث ہوئے حالانکہ آنجناب کی بعثت قطعاً اور

؎۱ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو اس لئے بھیجا کہ تا دینِ اسلام کو سب دینوں پر غالب کردے۔ (الصف: ۱۰)

الألف الخامس بالقطع و اليقين. فلا شک أن هذه إشارة إلی وقت التجلّی التام و استیفاء المرام و کمال ظهور الروحانیة و أیام تموُّج الفیوض المحمّدیة فی العالمین، وهو آخر الألف السادس الذی هو الزمان المعهود لنزول المسیح الموعود کما یُفهَم من کتب النبیین. وإن هذا الزمان هو موطأُ قدمه علیه السلام من الحضرة الأحدیة، کما یُفهَم من آیة وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ و آیات أخری من الصحف المطهّرة، ففکِّرْ إن کنت من العاقلین. واعلم أن نبیّنا صلی اللّٰه علیه وسلم کما بُعث فی الألف الخامس کذالک بُعث فی آخر الألف السادس باتخاذه بروز المسیح الموعود، و ذالک ثابت بنص القرآن فلا سبیل إلی الجحود، ولا ینکره إلا الذی کان من

یقیناً پانچویں ہزار میں تھی پس شک نہیں کہ یہ اشارہ ہے تجلّی تام کے وقت کی طرف اور استیفاء مرام کی طرف اور روحانیت کے ظہور کے کمال کی طرف اور جہان میں محمدی فیوض کے موج مارنے کے دنوں کی طرف۔ اور یہ چھٹے ہزار کا آخر ہے جو زمانہ کے مسیح موعود کے اُترنے کے لئے مقرر ہے۔ جیسا کہ انبیا کی کتابوں سے سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ زمانہ یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت کے قدم رکھنے کی
﴿١٨٠﴾ جگہ ہے جیسا کہ آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ اور پاک تحریروں کی دوسری آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے۔ پس اگر تو عقلمند ہے تو فکر کر اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ اور یہ قرآن سے ثابت ہے اِس میں انکار کی

العمين .ألا تفكّرون فی آية
وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ وكيف يتحقق
مفهوم لفظ مِنْهُمْ مِن غير أن
يكون الرسوّل موجودًا فی ﴿۱۸۱﴾
الآخِرين كما كان فی الأوّلين.
فلا بد من تسليم ما ذكرناه
ولا مَفَرَّ للمنكرين .و من
أنكر من أنّ بعْث النبی عليه
السلام يتعلّق بالألف السادس
كتعلّقه بالألف الخامس، فقد
أنكر الحق ونصَّ الفرقانِ، وصار
من الظالمين .بل الحق أن
روحانيتهٗ عليه السّلام كان فی
آخر الألف السادس أعنی فی
هذه الأيام أشدَّ وأقوٰی وأكملَ
من تلك الأعوام، بل كالبدر
التامّ، ولذالک لَا نحتاج إلی ﴿۱۸۲﴾
الحُسام، ولا إلی حزبٍ من
محاربين، و لأجل ذالک اختار
اللّه سبحانه لبعث المسيح
الموعود عِدّةً من المئات كعِدّة
ليلةِ البدر من هجرة سيدنا خير

گنجائش نہیں اور بجز اندھوں کے کوئی اس معنے سے سرنہیں پھیرتا۔ کیا وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کی آیت میں فکر نہیں کرتے۔ اور کس طرح مِنْهُمْ کے لفظ کا مفہوم متحقق ہوا گر رسول کریم آخرین میں موجود نہ ہوں جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے۔ پس جو کچھ ہم نے ذکر کیا اُس کی تسلیم سے چارہ نہیں اور منکروں کے لئے بھاگنے کا رستہ بند ہے اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اُس نے حق کا اور نصِّ قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اِن دنوں میں بہ نسبت اُن سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودہویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ اور اس لئے ہم تلوار اور لڑنے والے گروہ کے محتاج نہیں اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لئے صدیوں کے شمار کو رسول کریم کی ہجرت کے بدر کی راتوں کے

الكائنات لتدلّ تلك العِدّة على مرتبة كمال تام من مراتب الترقّيات و هى المائة الرابع بعد الألف من خاتم النبيين، ليتم وعد إظهار الدين الذى سبق فى الكتاب المبين، أعنى قوله وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ [1]. فانظرْ إلى هذه الآية كالمُبْصرين، فإنها تدل على البدرَيْن باليقين .بدرٌ مضت لنصر الأوّلين، وبدرٌ كانت آية لّلآخرين. فلا شك أن فى هذه الآية إشارة لطيفة إلى الزمان الآتى الذى يُشابه ليلةَ البدر عِدّةً. أعنى سنة أربع مائة بعد الألف وهى ليلة البدر استعارةً عند ربّ العالمين. و إنْ كان للآية معنى آخر يتعلق بالزمان الماضى مع هذا المعنى كما لا يخفٰى على العالِمين. فإنّ للآية وجهين، والنصر نصران، والبدر بدران، بدرٌ تتعلق بالماضى و بدرٌ تتعلق بالاستقبال

شمار کی مانند اختیار فرمایا تا وہ شمار اس مرتبہ پر جو ترقیات کے تمام مرتبوں سے کمال تام رکھتا ہے دلالت کرے اور وہ چار سو کا شمار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے بعد ہے تا دین کے غلبہ کا وعدہ جو کتاب مبین میں پہلے ہو چکا تھا پورا ہو جائے یعنی خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ
﴿۱۸۳﴾ اَذِلَّةٌ پس بیناؤں کی طرح اس آیت میں نگاہ کر کیونکہ یہ آیت یقیناً دو بدر پر دلالت کرتی ہے اوّل وہ بدر جو پہلوں کی نصرت کے لئے گزرا اور دوسرا وہ بدر جو پچھلوں کے لئے ایک نشان ہے۔ پس کوئی شک نہیں کہ یہ آیت ایک لطیف اشارہ اُس آئندہ زمانہ کی طرف کرتی ہے جو شمار کے رو سے شب بدر کی مانند ہو۔ اور وہ چار سو برس ہزار برس کے بعد ہے اور یہی استعارہ کے طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک شبِ بدر ہے اور ان سب کے باوجود ہم کو یہ بھی اعتراف ہے کہ اس آیت کے اور معنی بھی ہیں جو گزشتہ زمانہ سے
﴿۱۸۴﴾ تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ عالموں کو معلوم ہے۔ کیونکہ اس آیت کے دو رُخ ہیں اور نصرت دو نصرتیں اور بدر دو بدر ہیں ایک بدر گذشتہ زمانہ سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا بدر آئندہ زمانہ

[1] ال عمران: ۱۲۴

من الزمان عند ذلّة تصيب المسلمين كما ترون في هذا الأوان، وكان الإسلام بدأ كالهلال وكان قُدّر أنه سيكون بدرًا في آخر الزمان والمآل بإذن الله ذي الجلال، فاقتضت حكمةُ الله أن يكون الإسلام بدرًا في مائة تشابهُ البدر عِدّةً. فإليه أشار في قوله لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ۔ ففكّرْ فكرة كاملة ولا تكن من الغافلين. وإن لفظ لَقَدْ نَصَرَكُمُ قد أتى هنا علٰى وجهٍ آخر أعني بمعنى ينصركم كما لا يخفى على العارفين. فحاصل الكلام أن الله كان قد قدّر للإسلام العزّتين بعد الذلّتين على رغم اليهود الذين كان قدّر لهم الذلّتين بعد العزّتين نكالا من عنده كما تقرءون في سورة بني إسرائيل قصة الفاسقين منهم والظالمين. فلمّا أصاب المسلمين الذلّةُ الأولى في مكّة وعَدهم الله بقوله أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ﴿١٨٥﴾

سے۔ اس وقت جبکہ مسلمانوں کو ذلت پہنچے جیسا کہ اس زمانہ میں دیکھتے ہو اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے خداتعالیٰ کے حکم سے۔ پس خداتعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اُس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو۔ پس انہی معنوں کی طرف اشارہ ہے خداتعالیٰ کے اس قول میں کہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ۔ پس اس امر میں باریک نظر سے غور کر اور غافلوں سے نہ ہو اور بے شک لَقَدْ نَصَرَكُمْ کا لفظ یہاں دوسری وجہ کے رو سے يَنْصُرُكُمْ کے معنوں میں آیا ہے۔ جیسا کہ عارفوں پر ظاہر ہے۔ الغرض خداتعالیٰ نے اسلام کے لئے دو ذلت کے بعد دو عزتیں رکھی تھیں یہود کے برخلاف کہ ان کے لئے سزا کے طور پر دو عزتوں کے بعد دو ذلتیں مقرر کی تھیں جیسا کہ بنی اسرائیل کی سورۃ میں اُن کے فاسقوں اور ظالموں کا قصہ پڑھتے ہو۔ پس جس وقت مسلمانوں کو پہلی ذلت مکہ میں پہنچی خدا نے اُن سے اپنے اس قول میں وعدہ فرمایا تھا اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ آخر آیت تک اور عَلٰى نَصْرِهِمْ کے قول سے اشارہ کیا

وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِھِمۡ لَقَدِیۡرٌ۔[1] ﴿۱۸۶﴾
و أشار فی قوله عَلٰی نَصۡرِھِمۡ أنّ العذاب یصیب الکفّار بأیدی المؤمنین، فأنجز اللّٰه هذا الوعد یوم بدرٍ وقتل الکافرین بسیوف المسلمین .ثم أخبر عن الذلّة الثّانیّة بقوله حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتۡ یَاۡجُوۡجُ وَمَاۡجُوۡجُ[2] (یعنی یکون لهم الغلبة و الفتح لا یدانِ بهم لأحد) وَھُمۡ مِّنۡ کُلِّ حَدَبٍ یَّنۡسِلُوۡنَ ...وَتَرَکۡنَا بَعۡضَھُمۡ یَوۡمَئِذٍ یَّمُوۡجُ فِیۡ بَعۡضٍ ☆

کہ مومنوں کے ہاتھ سے کفار پر عذاب اترے گا۔ پس خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ بدر کے دن ظاہر ہوا اور کافر مسلمانوں کی آبدار تلوار سے قتل کیے گئے۔ پھر دوسری ذلت سے خبر دی اپنے اس قول سے حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتۡ یَاۡجُوۡجُ وَمَاۡجُوۡجُ (یعنی ان کو ایسا غلبہ اور فتح ملے گی کہ کوئی اُن کے ساتھ مقابلہ نہ کرسکے گا) اور اس قول سے وَھُمۡ مِّنۡ کُلِّ حَدَبٍ یَّنۡسِلُوۡنَ . . .وَتَرَکۡنَا بَعۡضَھُمۡ یَوۡمَئِذٍ یَّمُوۡجُ فِیۡ بَعۡضٍ ۔[3]

☆ الحاشیة ۔ قد اشار اللّٰه فی اٰیات بعد هٰذه الاٰیة من غیر فصلٍ الٰی انّ یاجوج ماجوج هم النصاریٰ . الا تریٰ قوله اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ وکذالک قوله

حاشیہ۔ اس آیت کے بعد کی متصلہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ یاجوج، ماجوج نصاریٰ ہی ہیں۔ کیا تو ارشادِ الٰہی نہیں پاتا۔ اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ[4] اور اسی طرح قول الٰہی ہے

[1] ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے (قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔(الحج : ۴۰) [2] یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کو کھولا جائے گا۔(الانبیاء:۹۷) [3] اور اس دن ہم ان میں سے بعض کو بعض پر چڑھائی کرنے دیں گے(الکھف : ۱۰۰) [4] پس کیا وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا گمان کرتے ہیں کہ وہ میری بجائے میرے بندوں کو اپنے ولی بنالیں گے۔ (الکھف : ۱۰۳)

والمراد من كُلِّ حَدَبٍ ظفرُهم وفوزهم بكل مراد وعروجُهم إلىٰ كل مقام وكونُهم فوق كل رياسة قاهرين. والمراد من قوله بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ [1] أن نار الخصومات تستوقد فى ذالک الزمان فى كل فرقة من فرق أهل الأديان، وينفقون ﴿۱۸۷﴾

اور ہر ایک بلندی سے دوڑنے سے یہ مطلب ہے کہ ہر ایک مراد اور مقصود میں کامیابی اور شادکامی ان کو میسر آئے گی اور ہر ایک سلطنت اور ریاست ان کے تصرف میں آجائے گی اور یَمُوْجُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ سے یہ مراد ہے کہ اس زمانہ میں تمام فرقوں میں جنگ کی آگ بھڑک اُٹھے گی اور

بقية الحاشية ۔قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۔ وكذالک قوله قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ [3] ۔ ولاشکّ ان النصارىٰ قوم اتخذوا المسيح معبودًا من دون الله و تمايلوا على الدنيا و سبقوا غيرهم فى ايجاد صنايعها و قالوا ان المسيح هو كلمة الله والمخلوق كله من هذه الكلمة فهذه الآيات ردّ عليهم. منه

حاشیہ۔قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا [2]۔ اوراسی طرح فرمان الٰہی ہے قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ اور بلاشبہ عیسائی وہ قوم ہیں جنہوں نے مسیحؑ کو اللہ کے علاوہ معبود بنالیا اور دنیا کی طرف مائل ہوگئے اور صنعتوں کی ایجاد میں غیروں پر سبقت لے گئے اور انہوں نے کہا کہ مسیحؑ ہی کلمۃ اللہ ہے اور مخلوق ساری کی ساری اسی کلمہ سے ہے۔پس یہ آیات ان کی تردید کرتی ہیں۔

[1] (الکہف: ۱۰۰) [2] کہہ دے کہ کیا ہم تمہیں ان کی خبر دیں جو اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھاٹا کھانے والے ہیں۔ جن کی تمام تر کوششیں دنیوی زندگی کی طلب میں گم ہوگئیں اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ صنعت کاری میں کمال دکھا رہے ہیں۔ (الکہف: ۱۰۴، ۱۰۵) [3] کہہ دے کہ اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے روشنائی بن جائیں۔(الکہف: ۱۱۰)

الـذهـب والفضّة كـالجبـال لتـكـذيـب الإسـلام والإبـطـال وارتـداد الـمسـلـمين، ويؤلّفون كـتـبًا مـملوّة مـن التوهين. وقـد أشـار اللّـه فـي كثيـر من الـمـقــام أن تـلـك الأيّــام أيّــام الــغُـربةِ لـلإسـلام، و هـنـاک يـكـون الـمسـلـمـون كـالـمحصورين، وتهبّ عليهم عـواصفُ التـفـرقة فيـكـونـون كـعِضِيـن. فـأمّـا قولـه بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ [۱] فيـريـد مـنـه أن فِـرقة تأكل فِرقة أخـرٰى، وتـعـلُو يأجوج ومأجوج وتسـمـعـون أخبار خروجهم فى الأرضيـن .وفـى تـلـک الأيـام لا يـكـون الإسلام إلا كـعَجوزةٍ، ولا يبـقـى له من قوة ولا من عزّة، و تـصيبـه ذلّة عـلـى ذلّة، وكاد أن يُـقبَــر مـن غيـر التـجهيـز والتـكفين، وتُصَبّ عليه مصائب مـا سـمـعـتُ أذنٌ مثلها من قبل،

پہاڑوں برابر سونا چاندی اسلام کے نابود کرنے کے لئے اور مسلمانوں کو اسلام کے دائرہ سے نکالنے کے لئے خرچ کریں گے اور اسلام کی توہین سے بھری ہوئی کتابیں تالیف کی جائیں گی اور بہت سے مقاموں میں خدا تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ وہ دن اسلام کی غربت کے دن ہوں گے اور مسلمان اس زمانہ میں قیدیوں کی طرح زندگی بسر کریں گے اور تفرقہ اور پراگندگی کی ہوائیں اُن کے سر پر
﴿۱۸۸﴾ چلیں گی پس وہ بکھر جائیں گے اور پراگندہ ہو جائیں گے اور یَمُوْجُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ سے مراد یہ ہے کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کھا جائے گا اور یاجوج ماجوج سر بلندی پائیں گے اور تمام سطح زمین پر اُن کے نکلنے کی خبریں سننے میں آئیں گی اور اُن دنوں میں اسلام بوڑھی عورت کی طرح ہوگا اور اُس میں کسی طرح کی قوت اور عزت نہیں رہے گی اور ذلت پر ذلت اُس کو پہنچے گی اور قریب ہوگا کہ بغیر تجہیز و تکفین کے زمین میں گاڑ دیا جائے ۔ اور ایسی مصیبتیں اس کے سر پر پڑیں گی کہ پہلے زمانہ میں کسی کان نے اس جیسا نہ سنا ہوگا اور جاہلوں کے

[۱] (الكهف : ۱۰۰)

ویخرج من الدین أفواج من الجاهلین، لاعنین ومحقّرین ومکذّبین، وتُقلَب الأمور کلها، وتنزل المصائب علی الشریعة وأهلها، ویُرَدّ قمرها کعُرجونٍ قدیم فی أعین الناظرین، وهذه ذلّة ما أصابت الملّة من قبل ولن تصیب إلی یوم الدین . فعند ذالک تنزل النصرةُ من السماء ومعالِمُ العزّة من حضرة الکبریاء، مِن غیر سیف وسنان ومحاربین ☆ و إلیه إشارة ﴿۱۸۹﴾

گروہ در گروہ دین کے دائرہ سے باہر نکل جائیں گے اور دین میں سے گروہ در گروہ جاہل لوگ لعنت کرتے ہوئے اور تکذیب کرتے ہوئے نکل جائیں گے اور تمام امور زیروزبر کئے جائیں گے اور شریعت اور شریعت والوں پر رنج اور مصیبتیں اُتریں اور اُس کا چاند دیکھنے والوں کی نظر میں پرانی ٹہنی کی طرح نظر آئے اور یہ وہ ذلت ہے کہ اس سے پہلے ملت کو نہیں پہنچی اور قیامت تک نہیں پہنچے گی۔ جب اس حد تک معاملہ پہنچ جاوے گا تب آسمان سے نصرت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بغیر تلوار اور بغیر نیزے اور لڑنے والوں کے عزت کے نشان اُتریں گے۔ اور اسی

☆ الحاشیة .ان عیسٰی بن مریم ماقاتل و ما امر بالقتال. فکذالک المسیح الموعود فانه علی نموذجه من الله ذی الجلال. و السرّ فیه ان الله اراد ان یرسل خاتم خلفاءِ بنی اسرائیل و خاتم خلفاء الاسلام. من غیر السنان و الحسام. لیزیل شبهات نشأت من قبل فی طبائع العوام .و لیعلم الناس ان اشاعة الدین بامر من الله

حاشیہ۔ حضرت عیسیٰ بن مریم نے نہ تو خود جنگ کی اور نہ جہاد کا حکم دیا۔ پس اسی طرح مسیح موعود خدائے ذوالجلال سے اسی کے نمونے پر ہوگا اور اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل کے خاتم الخلفاء اور اسلام کے خاتم الخلفاء کو بغیر شمشیر و سنان کے مبعوث فرمائے تاکہ ان شبہات کا ازالہ کیا جائے جو پہلے سے عوام کے طبائع میں پیدا ہو چکے تھے اور تا لوگ جان لیں کہ اشاعتِ دین

فی قولہ تعالٰی وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا[1] وھو مراد من بعث المسیح الموعود یامعشر العاقلین ☆ . و فی لفظ النُّزُوْلِ الذی جاء فی الأحادیث إیماءٌ إلی أن الأمر و النصر ینزل کلہ من السماء فی أیام المسیح من غیر توسُّل أیدی الإنسان ومِن غیر جھاد المجاھدین، وینزل الأمر من

﴿۱۹۰﴾ کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ آخر آیت تک اے عقلمندوں کے گروہ یہ مسیح موعود کی بعثت سے مراد ہے۔ اور نزول کے لفظ میں جو حدیثوں میں آیا ہے یہ اشارہ ہے کہ مسیح کے زمانہ میں امر اور نصرت، انسان کے ہاتھ کے وسیلہ کے بغیر اور مجاہدین کے جہاد کے بغیر آسمان سے نازل ہوگی اور مدبّروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی۔ گویا مسیح

بقیة الحاشیة . لابضرب الاعناق و قتل الاقوام. ثم لما کان الیھود فی وقت عیسٰی و المسلمون فی وقت المسیح الموعود. قد خرج اکثرھم من التقوی و عصوا احکام الرب الودود. فکان بعیدًا من الحکمة الالٰھیة. ان یقتل الکافرین لھذہ الفاسقین فتدبّر حق التدبّر و لا تکن من الغافلین. منہ

بقیہ حاشیہ ۔ امر الٰہی سے ہوئی ہے نہ کہ گردنیں مارنے اور قوموں کے قتل کرنے سے۔ پھر عیسیٰ کے وقت میں یہودیوں اور مسیح موعود کے وقت میں مسلمانوں کی اکثریت تقویٰ سے محروم ہوگئی اور رب ودود کے احکام کی نافرمانی کرنے لگے تو الٰہی حکمت سے یہ بعید تھا کہ ان فاسقوں کے بدلہ کافروں کو قتل کیا جائے پس اچھی طرح غور کر اور غافلوں میں سے نہ بن۔

☆ **الحاشیة** ۔ و کذالک اشیر الی المسیح الموعود فی الکتاب

حاشیہ ۔ اور اسی طرح مسیح موعود کی طرف قرآن کریم میں بھی اشارہ کیا گیا ہے یعنی

[1] اور صور پھونکا جائے گا اور ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے۔ (الکہف:۱۰۰)

الفوق مِن غير تدبير المدبّرين. كأن المسيح ينزل كالمطر من السماء واضعا يديه على أجنحة الملآئكة لَا على أجنحة حِيَلِ الدنيا والتدابير الإنسانية، وتَبْلُغُ دعوتُه وحجّته إلى أقطار الأرض بأسرع أوقاتٍ كبرق يبدو من جهة فإذا هي مشرقة في جهات. ﴿۱۹۱﴾

بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اُترے گا انسانی تدبیروں اور دنیاوی حیلوں کے بازوؤں پر اس کا ہاتھ نہ ہوگا۔ اور اس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی اس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہوکر ایک دم سے سب طرف چمک جاتی ہے۔ یہی حال اس زمانہ میں

بقية الحاشية. الكريم. اعنى في سورة التحريم. و هو قوله تعالٰى وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا. ولاشك ان المراد من الروح هٰهنا عيسٰى ابن مريم. فحاصل الأية ان الله وعد انه يجعل اَخْشٰى الناس من هٰذه الامة مسيح ابن مريم و ينفخ فيه روحه بطريق البروز فهذه وعد من الله في صورة المثل لأ تقى الناس من المسلمين فانظر كيف سمّى الله بعض افراد هٰذه الامة عيسى بن مريم ولا تكن من الجاهلين. منه

بقیہ ترجمہ۔ سورۃ تحریم میں اور وہ فرمان الٰہی یہ ہے۔ وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا[۱] بلاشبہ روح سے یہاں مراد عیسٰی بن مریم ہیں۔ چنانچہ آیت کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ اس امت میں مسیح بن مریم کو لوگوں میں سے سب سے زیادہ خشیت اختیار کرنے والا بنائے گا اور اس میں اپنی روح بروزی رنگ میں ڈالے گا اور یہ تمثیلی صورت میں مسلمانوں میں سب سے زیادہ متقی کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے پس غور کر کس طرح اللہ نے اس امت کے بعض افراد کو عیسٰی بن مریم کے نام سے موسوم کیا ہے اور جاہلوں میں سے نہ بن۔

[۱] اور عمران کی بیٹی مریم کی (مثال دی ہے) جس نے اپنی عصمت کو اچھی طرح بچائے رکھا تو ہم نے اس (بچے) میں اپنی روح میں سے کچھ پھونکا۔ (التحريم : ۱۳)

فكذالك يكون فى هٰذا الزمان، فليسمعُ من يكن له أُذُنان، و يُنفَخُ فى الصُّور لإشاعة النور وينادى الطبائعُ السليمة للاهتداء ، فيجتمع فِرق الشرق والغرب والشمال والجنوب بأمرٍ من حضرة الكبرياء ، فهناك تستيقظ القلوب وتنبت الحبوب بهذاالماء لا بنارالحرب وسفك الدماء، ويُجذَب الناس بجذبةٍ سماوية مطهّرة من شوائب الأرض لما هو نموذج ليوم القضاء من مالك يوم الدين. وقد وعد اللّٰه عند الفتنة العظمى فى آخر الزمان، والبليّة الكبرى قبل يوم الديّان، أنه ينصردينه من عنده فى تلك الأيام، وهناك يكون الإسلام كالبدر التام، وإليه أشار اللّٰه سبحانه فى قوله وَ نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا[۱]. وقد أخبر فى آية هى

واقع ہوگا۔ پس سن لے جس کو دو کان دیئے گئے ہیں۔ اور نور کی اشاعت کے لئے صُور پھونکا جائے گا اور سلیم طبیعتیں ہدایت پانے کے لئے پکاریں گی۔ اُس وقت مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب کے فرقے خدا کے حکم سے جمع ہو جائیں گے۔ پس اُس وقت دل جاگ جائیں گے اور دانے اس پانی سے ﴿۱۹۲﴾ اُگیں گے نہ کہ جنگ کی آگ اور خونوں کے بہنے سے۔ اور لوگ آسمانی کشش سے جو زمین کی آمیزش سے پاک ہوگی کھینچے جائیں گے یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے قضا کے دن کا نمونہ ہوگا۔ اور خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ جب کہ آخر زمانہ میں بڑا بھاری فتنہ اور بلا قیامت سے پہلے ظاہر ہوگی اُن دنوں میں اپنی طرف سے اپنے دین کی مدد اور تائید فرمائے گا اور اُس زمانہ میں اسلام بدرِ کامل کی طرح ہو جائے گا۔ اور اِسی کی طرف اشارہ ہے اس قول میں وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا۔ اور اس آیت سے ایک بڑے تفرقہ کی خبر دی جہاں کہ ﴿۱۹۳﴾

[۱] الكهف: ۱۰۰

قبل هذه الآية من تفرقة عظيمة بقوله وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ [1] ثم بشّر بقوله وَ نُفِخَ فِى الصُّوْرِ بجمعٍ بعد التفرقة، فلا يكون هذا الجمع إلّا فی مائة البدر ليدلّ الصورةُ على معناها كما كانت النصرة الأولى ببدر. فهاتان بشارتان للمؤمنين، و تبرقان كدُرّةٍ فی الكتاب المبين. و قد مضى وقتُ فتح مبين فی زمن نبيّنا المصطفٰى، و بقى فتحٌ آخر وهو أعظم وأكبر وأظهر من غلبة أولٰى، وقُدّر أن وقته وقت المسيح الموعود من الله الرء وف الودود وأرحم الراحمين. وإليه أشار فی قوله تعالٰى سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ [2] ففكِّرْ فی هذه الآية ولا تمرّ ﴿۱۹۴﴾

فرمایا ہے وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ الخ پھر نُفِخَ فِى الصُّوْرِ الخ کے قول سے بشارت دی کہ اس پراگندگی کے بعد جمعیت حاصل ہوگی۔ پس یہ جمعیت حاصل نہ ہوگی مگر بدر کی صدی میں تاکہ صورت اپنے معنے پر دلالت کرے جیسا کہ پہلی نصرت بدر میں وقوع میں آئی۔ پس یہ دو خوشخبریاں مومنوں کے لئے ہیں اور موتی کی طرح کتابِ مبین میں چمکتی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے۔ اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو۔ اور اسی کی طرف خدا تعالٰی کے اس قول میں اشارہ ہے سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى الخ پس اس آیت میں فکر کر اور غافلوں کی طرح اس کے آگے سے مت گزر اور مسجد حرام کے لفظ میں اور مسجد اقصٰی کے لفظ میں جس کے وصف میں بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ مذکور ہوا ہے لطیف اشارہ

[1] الکہف:۱۰۰ [2] بنی اسرائیل : ۲

كــالـغـافـلـيـن. وإن فـي لـفـظ الْـمَـسْـجِـدِ الْـحَـرَامِ ولـفـظ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الذى جُعِل من وصـفه جملة بَارَكْنَا حَوْلَهُ إشارة لطيـفة للمتفكّرين، وهو أن لفظ الْحَرامِ يـدل عـلى أن الكافرين قـد حُـرّم عـليهـم فـي زمـن النبى عـلـيـه السـلام أن يضرّوا الـدين بـالـمـكـائـد أو يـأتـوه كـالصائد، وعـصَـم الـلّه نبيّه ودينه وبيته من صَوْل الصَّائِلِيْن وجَور الجائرين. ومـا استـأصـل اللّه فى ذالک الزمن أعداء الدين حق الاستيصال، ولـكـن حـفـظ الدين من صَولهم وحَـرّم عـليهـم أن يـغـلـبـوا عـنـد القتال. فبُـدِءَ أمرُ تائيد الدين من الـمسجـد الحرام أعنى مِن ذَبِّ الـلـئـام، ثـم يتـمّ هـذا الأمر على الـمسجد الأقصى الذى يبلغ فيه نـور الـديـن إلـى أقـصـى المقام كـالبـدر التـام، ويلزَمه كلُّ بركة يُتـوقَّـع ويُتصوَّر عند كمالٍ ليس

ہے اُن کے لئے جو فکر کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ لفظ حرام ظاہر کرتا ہے کہ کافروں پر یہ بات حرام کی گئی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دین کو فریب اور حیلوں سے ضرر پہنچائیں یا شکاریوں کی طرح اس پر برس پڑیں اور
﴿۱۹۵﴾ خدا نے اپنے نبی کو اور اپنے دین اور اپنے گھر کو حملہ آوروں کے حملہ سے اور بے دادگروں کے بیداد سے بچائے رکھا اور اس زمانہ میں دین کے دشمنوں کو جیسا کہ چاہیے تھا جڑ سے نہیں اکھاڑا لیکن دین کو ان کے حملہ سے محفوظ رکھا اور حرام کر دیا کہ وہ لڑائی میں غالب رہیں۔ پس دین کی تائید کا امر مسجد حرام سے یعنی لئیموں کے دفع کرنے سے شروع ہوا پھر یہ امر مسجد اقصیٰ پر تمام ہوگا یہ وہ مسجد ہے جس میں دین کا نور اقصیٰ کے مقام تک پورے چاند کی طرح پہنچے گا۔ اور ہر ایک برکت جو ایسے کمال کے وقت میں جس
﴿۱۹۶﴾ کے اوپر کوئی کمال نہ ہو تصور میں آوے اس کے لازم حال ہوتی ہے اور یہ

فوقه كمال، وهذا وعدٌ من اللّه العلّام. فكان المسجد الحرام يُبشّر بدفع الشر والحفظ من المكروهات، وأما المسجد الأقصى فيشير مفهومه إلى تحصيل الخيرات وأنواع البركات والوصول إلى أعلى الترقّيات، فبُدِءَ أمرُ ديننا مِن دفع الضير، ويتم على استكمال الخير، وإنّ فيه آيات للمتدبّرين. ثم إن آية الإسراء تدلّ على نُكتة وجَب ذكرُها للأصدقاء ليزدادوا عِلمًا ويقينًا، وإن خير الأموال العلم واليقين، وهو أن الإسراء من حيث الزمان كان واجبًا كوجوب الإسراء من حيث المكان، ليتمّ سيرُ نبيّنا زمانا ومكانا، وليكمُلَ أمرُ معراج خاتم النبيين. ولا شكّ أن أقصى الزمان للمعراج الزمانى هو زمان المسيح الموعود، وهو زمان كمال البركات ويقبله كل ﴿۱۹۷﴾

خدائے علیم کا وعدہ ہے۔ پس مسجد حرام شر کے دور ہونے اور مکروہات سے محفوظ رہنے کا مژدہ دیتی ہے لیکن مسجد اقصیٰ کا مفہوم اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ رنگ برنگ کے برکات اور خیرات اور ترقیات عالیہ حاصل ہوں۔ پس ہمارے دین کا امر دفع ضرر سے شروع ہوا اور خیر کی تکمیل پر تمام ہوگا اور اس بیان میں غور کرنے والوں کے لئے نشان ہیں۔ پھر اَسریٰ کی آیت ایک عجیب نکتہ رکھتی ہے کہ اس کا ذکر دوستوں کے لئے ضروری ہے تا علم اور یقین زیادہ ہو اور خوب ظاہر ہے کہ سب سے بہتر مال اور دولت علم اور یقین ہے اور وہ یہ کہ اِسْرَاء زمان اور مکان کی حیثیت سے دونوں طرح واجب اور لازم تھا۔ اس جہت سے کہ ہمارے نبی کا سیر زمان اور مکان کے رو سے تمام ہو اور معراج کا امر کامل ہو اور اس میں شک نہیں کہ نبی کریم کے زمانی معراج کے لئے انتہائی زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ اور وہ برکات کے کمال کا زمانہ ہے اور اس کو ہر ایک مومن

مؤمن من غير الجحود، ولا شك
أن مسجد المسيح الموعود هو
أقصى المساجد من حيث الزمان
من المسجد الحرام، وقد مُلِئَ
مِن كلّ جنب بركةً ونورًا كالبدر
التام، ليكمُل بهٖ دائرة الدين، فإن
الإسلام بُدِءَ كالهلال من المسجد
الحرام، ثم صار قمرًا تامًّا عند
بلوغه إلى المسجد الأقصٰى،
ولذالك ظهر المسيح فی عِدّة
البدر إشارةً إلى هذا المقام. ثم
هنا دليل آخر على وجوب
الإسراء الزمانی من الأمر
الربّانی وهو أن اللّه تعالى قد
أشار فی قوله وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ
لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ [1] إلى أنّ
جماعة المسيح الموعود عند
اللّه من الصحابة مِن غير فرق فی
التسمية، ولا يتحقّق هٰذه المرتبة
لهم من غير أن يكون النبی صلى
اللّه عليه وسلم بينهم بقوته
القدسية والإفاضة الروحانية

بغیر انکار کے قبول کرسکتا ہے اور اس میں
شک نہیں کہ مسیح موعود کی مسجد، مسجد حرام کی
نسبت سے زمانہ کی حیثیت سے اقصیٰ
مساجد ہے اور یقیناً اس مسجد کا ہر ایک پہلو
١٩٨ برکت اور نور سے پورے چاند کی طرح
بھر گیا ہے تا کہ اس کے وسیلہ سے دین کا
دائرہ کامل ہو جائے کیونکہ اسلام ہلال
کی مانند مسجد حرام سے ظاہر ہوا پھر جب
مسجد اقصیٰ تک پہنچا بدر کامل ہو گیا۔ اسی
لئے مسیح موعود بدر کے شمار میں ظاہر ہوا
پھر دوسری دلیل اسراء زمانی کے وجوب
پر یہ ہے کہ حق تعالیٰ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ کے
قول میں اشارہ فرماتا ہے کہ مسیح موعود کی
جماعت خدا کے نزدیک صحابہ میں کی
ایک جماعت ہے۔ اور اس نام رکھنے
میں کچھ فرق نہیں اور یہ مرتبہ مسیح کی
جماعت کو ہرگز حاصل نہیں ہوتا جب تک
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے
١٩٩ درمیان قدسی قوت اور اپنے روحانی
افاضہ کے ساتھ موجود نہ ہوں جیسا کہ

[1] اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ (الجمعة:۴)

كما كان فى الصحابة، أعنى بواسطة المسيح الموعود الذى هو مظهرٌ له أو كالحُلّة. فقد ثبت من هذا النصّ الصريح من الصحف المطهّرة أن معراج نبيّنا كما كان مكانيًّا كذالك كان زمانيًا، ولا يُنكره إلّا الّذى فقد بصره وصار من العمين. ولا شك ولا ريب أن المعراج الزمانى كان واجبًا تحقيقًا لمفهوم هذه الآية، ولو لم يكن لبطل مفهومها كما لا يخفى على أهل الفكر والدّراية، فثبت
من هذا أن المسيح المَوعود ﴿٢٠٠﴾
مظهرٌ للحقيقة المحمّدية، ونازل فى الحُلل الجلالية، فلذالك عُدَّ ظهوره عند اللّه ظهورَ نبيّه المصطفٰى، وعُدَّ زمانه منتهى المعراج الزمانى للرسول المجتبٰى، ومنتهى تَجلّى روحانيةِ سيّدِنا خيرالورى، وكان هذا وعدًا مؤكّدًا من رب العالمين. ولما كان المسيح الموعود

صحابہ کے اندر موجود تھے یعنی مسیح موعود کے واسطہ سے، کیونکہ وہ نبی کریم کا مظہر یا آنجناب کے لئے حلّہ کی مانند ہے۔ پس اس نَصِّ صَریح سے ظاہر ہوا کہ ہمارے نبی کا معراج مکانی اور زمانی دونوں طرح سے تھا اور اس نکتہ کا سوائے اندھے کے اور کوئی انکار نہیں کرتا اور شک نہیں کہ اس آیت کا مفہوم واجباً معراج زمانی کو چاہتا تھا۔ اور اگر وہ متحقق نہ ہوتا تو اس آیت کا مفہوم باطل ہو جاتا۔ چنانچہ اس نکتہ کو اہل فکر اور غور سمجھتے ہیں۔ پس یہاں سے ثابت ہوا کہ مسیح موعود محمدی حقیقت کا مظہر ہے اور جلالی حلّوں میں نازل ہوا ہے۔ اسی لئے خدا کے نزدیک اس کا ظہور نبی مصطفٰی کا ظہور مانا گیا ہے اور اُس کا زمانہ رسول کریم کے زمانی معراج کا منتہا اور خیرالورٰی کی روحانی تجلّی کا آخری سرا شمار کیا گیا ہے اور جہان کے پروردگار کا یہ پختہ وعدہ تھا۔ اور چونکہ مسیح موعود نبی کریم کے وجود کا آئینہ اور برکات کی اشاعت

لوجود نبيّنا كالمرآة ومُتمِّمَ أمره
بإشاعة البركات وإظهار الإسلام
على الأديان كلها بالآيات، شكَر
النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم سعيه
كشكر الآباء للأبناء، وأوصى
ليُقرَأَ سلامُه عليه إشارةً إلى
السلامة والعلاء. ولو كان
المراد من المسيح عيسى ابنَ
مريم الذى أُنزلَ عليه الإنجيل
لفسُد وصيّةُ تبليغ السلام وما
كان إليها السبيل، فإن عيسٰى
عليه السلام اذا نزل بقولكم من
السّماء فلا شك أنه كان يَعرفه
رسولنا كالأحبّاء، بل كان يسلِّم
بعضُهما على البعض عند اللقاء،
فيكون عند ذالك إيداعُ أمانةِ
السلام لغوًا وعَبثًا و كالاستهزاء
لما هو وقَع فى السماء مرارا
وكان معلومًا قبل الإعلام و
الإدراء. ثم من المعلوم أنه عليه
السلام قد لقىَ عيسٰى ليلةَ
المعراج وسلّم عليه، فلا شك

اور تمام دینوں پر اسلام کے غلبہ سے آنجناب
کے امر کا تمام کرنے والا تھا لہٰذا نبی کریم نے
اس کی کوشش کو پسند کیا جیسا کہ باپ بیٹوں کی
کوشش کا شکر ادا کرتے ہیں اور وصیت فرمائی
کہ آنجناب کا سلام اس کو پہنچایا جائے۔ اور اس ﴿۲۰۱﴾
سلام سے یہ اشارہ ہے کہ سلامتی اور بلندی مسیح
کے شامل حال ہوگی۔ اور اگر مسیح موعود سے
انجیل والا عیسیٰ ابن مریم مراد ہوتو سلام پہنچانے
کی وصیت فاسد ہو جاتی ہے۔ اور اس تک کوئی
رستہ نہیں رہتا۔ کیونکہ جب تمہارے کہنے کے
بموجب عیسیٰ آسمان سے نازل ہوا تو اس میں
شک نہیں کہ رسول کریم اور وہ دونوں آپس میں
دوستوں کی طرح جان پہچان رکھتے ہوں گے
اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام
کرتے ہوں گے۔ پس اس صورت میں سلام کو
امانت کی طرح رکھنا ایک بیہودہ فعل ہوگا کیونکہ
سلام بارہا آسمان میں واقع ہوا اور خبردار
کرنے سے پہلے معلوم تھا۔ اس کے علاوہ ظاہر
ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ﴿۲۰۲﴾
معراج کی رات حضرت عیسیٰ کو دیکھا۔ اور اس
پر سلام کہا۔ پس کوئی شک نہیں کہ آنجناب نے

أنـه مـا أوصٰـى إلّا لـرجل كان لم يَرَه واشتاق إليه .وما معنى وصيّةِ السَّـلام لـرجـل رآه رسـول اللّـه صـلـى الـلّه عليه وسلم غيـرَ مرّة قبـل الـوفاة و بعد الوفاة. وَ سَلَّمَ عليه ليلة المعراج وما فـارقَـه بـعد الموت فى وقت من الأوقـات. أكـان هـذا الأمـر غيرَ مـمـكـن إلّا بـواسطة بعض أفراد الأمّة ؟ فـفـكّـرْ إن كـنـتَ مـا مَسَّک طـائفٌ مـن الـجِنَّة .أمـا تـرى أن الـنبـىّ صـلـى اللّـه عليـه وسـلم لـمّـا مـات تيسّـرَ لـه لقاءُ عيسٰى فى كلّ حين من الأحيان، و قـد رأى عيسٰـى ليلة الإسراء ، فـكـانـت أبواب السَّلام مفتوحةً مـن غير توسُّطِ أبناء هذا الزمان، فـلا تجعلُ سَلامَ رسول اللّٰه لغوًا، وأمـعِـنْ حـقّ الإمعان .ربّ بَـلّـغْـه سلامًا مِنَّا، وإنّ هٰذا خاتمة البيان.

سلام کی وصیت کو ایسے شخص کے لئے فرمایا ہے کہ اس کو نہیں دیکھا ہے اور اس کے مشتاق رہے اور اُس شخص کے لئے سلام کی وصیت کے کیا معنی ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا وفات سے پہلے اور وفات کے بعد دیکھا۔ اورمعراج کی رات اس پر سلام کہا اور مرنے کے بعد کسی وقت اس سے جدا نہ ہوئے ۔کیا یہ امر بغیر کسی امت کے آدمی کے واسطہ کے ممکن نہ تھا پس سوچ اگر دیوانہ نہیں ۔کیا تو غور نہیں کرتا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان سے چلے گئے تو آنجناب کو حضرت عیسیٰ کی ملاقات کا موقعہ ہر وقت ملتا تھا۔اور اس سے پہلے اسرا کی رات میں آپس میں ملاقات ہوئی تھی اور اس سبب سے سلام کا دروازہ بغیر اس زمانہ کے لوگوں کے واسطہ کے مفتوح ہوگیا تھا۔ پس رسول اللہ کے سلام کو بیہودہ اور لغومت سمجھ اور اس کے معنوں میں پوری غور سے سوچ۔ اے ہمارے پروردگار ہمارا سلام اس پر بھیج ۔

تــــــــمّــــــــــت

﴿۲۰۳﴾

اَلْقَصِیْدَۃُ لِکُلِّ قَرِیْحَۃٍ سَعِیْدَۃٍ

ہر سعید فطرت کے لئے ایک قصیدہ

اَرٰی سَیْلَ اٰفَاتٍ قَضَاھَا الْمُقَدِّرُ وَفِی الْخَلْقِ سَیِّاٰتٌ تُذَاعُ وَ تُنْشَرُ

میں ان آفات کے سیلاب کو دیکھ رہا ہوں جن کو تقدیر جاری کرنے والے خدا نے مقدّر کیا ہے اور مخلوق میں ایسی برائیاں (موجود) ہیں جو پھیلائی اور نشر کی جارہی ہیں۔

وَفِیْ کُلِّ طَرْفٍ نَارُ شَرٍّ تَأَجَّجَتْ وَفِیْ کُلِّ قَلْبٍ قَدْ تَرَاءَی التَّحَجُّرُ

اور ہر طرف آتشِ فساد و شر بھڑک اُٹھی ہے اور ہر ایک دل میں قساوت ظاہر ہوگئی ہے۔

وَقَدْ زُلْزِلَتْ مِنْ ھٰذِہِ الرِّیْحِ دَوْحَۃٌ تُظِلُّ بِظِلٍّ ذِیْ شِفَاءٍ وَّ تُثْمِرُ

اور اس ہوا سے وہ درخت ہل گیا ہے جو شفابخش اور سایہ دینے والا اور ثمر دار تھا۔

اَرٰی کُلَّ مَحْجُوْبٍ لِدُنْیَاہُ بَاکِیًا فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَبْکِیْ لِدِیْنٍ یُّحَقَّرُ

میں دیکھتا ہوں کہ ہر غافل اپنی دنیا کے لئے رو رہا ہے۔ پس کون ہے جو دین کے لئے روئے جس کی تحقیر کی جارہی ہے۔

وَلِلدِّیْنِ اَطْلَالٌ اَرَاھَا کَلَاھِفٍ وَدَمْعِیْ بِذِکْرِ قُصُوْرِہٖ یَتَحَدَّرُ

اور دین کے کھنڈرات ہو چکے ہیں جنہیں میں غم زدہ کی طرح دیکھ رہا ہوں اور میرے آنسو اس کے محلّات کی یاد میں بہہ رہے ہیں۔

تَرَاءَ تْ غَوَایَاتٌ کَرِیْحٍ مُّجِیْحَۃٍ وَاَرْخٰی سَدِیْلَ الْغَیِّ لَیْلٌ مُّکَدِّرُ

بیخ کنی کرنے والی ہوا کی طرح گمراہیاں ظاہر ہوگئی ہیں اور اندھیری رات نے ضلالت کا پردہ لٹکا دیا ہے۔

اَرٰی ظُلُمَاتٍ لَّیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَھَا وَذُقْتُ کُئُوْسَ الْمَوْتِ اَوْکُنْتُ اُنْصَرُ

میں تاریکیاں دیکھتا ہوں۔ کاش میں ان سے پہلے ہی مرجاتا اور موت کے پیالے چکھ لیتا یا پھر میں نصرت دیا جاتا۔

تَهُبُّ رِيَاحٌ عَاصِفَاتٌ كَأَنَّهَا سِبَاعٌ بِأَرْضِ الْهِنْدِ تَعْوِىْ وَ تَزْءَرُ

تند ہوائیں اس طرح چل رہی ہیں گویا کہ وہ ہند کی سرزمین میں درندے ہیں جو چیخ اور دھاڑ رہے ہیں۔

اَرَى الْفَاسِقِيْنَ الْمُفْسِدِيْنَ وَ زُمَرَهُمْ وَقَلَّ صَلَاحُ النَّاسِ وَالْغَىُّ يَكْثُرُ

میں بدکار مفسدوں اور ان کے گروہوں کو ہی دیکھ رہا ہوں اور لوگوں کی نیکی کم ہوگئی اور گمراہی بڑھ گئی ہے۔

اَرٰى عَيْنَ دِيْنِ اللهِ مِنْهُمْ تَكَدَّرَتْ بِهَا الْعِيْنُ وَالْاٰرَامُ تَمْشِىْ وَ تَعْبُرُ

میں دیکھتا ہوں کہ اللہ کے دین کا چشمہ ان کی وجہ سے مکدّر ہوگیا ہے اور اس میں نیل گائے اور ہرن چل رہے ہیں اور اسے عبور کر رہے ہیں (یعنی اس کا والی وارث کوئی نہیں رہا)

اَرَى الدِّيْنَ كَالْمَرْضٰى عَلَى الْاَرْضِ رَاغِمًا وَكُلُّ جَهُوْلٍ فِى الْهَوٰى يَتَبَخْتَرُ

میں دین کو مریضوں کی طرح زمین پر خاک آلود پاتا ہوں اور ہر ایک جاہل ہوائے نفس میں مٹک مٹک کر چل رہا ہے۔

وَمَا هَمُّهُمْ اِلَّا لِحَظِّ نُفُوْسِهِمْ وَمَا جُهْدُهُمْ اِلَّا لِعَيْشٍ يُّوَفَّرُ

اور ان کا تمام فکر ان کے حظِّ نفس کے لئے ہی ہے اور ان کی ساری کوشش صرف ایسی عیش کے لئے ہی ہے جسے بڑھایا جائے۔

نَسُوْا نَهْجَ دِيْنِ اللهِ خُبْثًا وَّ غَفْلَةً وَقَدْ سَرَّهُمْ بَغْىٌ وَّفِسْقٌ وَّ مَيْسِرُ

وہ خباثت اور غفلت سے اللہ کے دین کی راہ کو بھول گئے ہیں اور انہیں سرکشی، بدکاری اور قمار بازی پسند آ گئی ہے۔

فَلَمَّا طَغَى الْفِسْقُ الْمُبِيْدُ بِسَيْلِهِ تَمَنَّيْتُ لَوْكَانَ الْوَبَاءُ الْمُتَبِّرُ

جب تباہ کن بدی کے سیلاب میں طغیانی آ گئی تو میں نے آرزو کی کہ مہلک وبا آ جائے۔

فَاِنَّ هَلَاکَ النَّاسِ عِنْدَ اُولِی النُّهٰی اَحَبُّ وَاَوْلٰی مِنْ ضَلَالٍ یُّدَمِّرُ

کیونکہ عقلمندوں کے نزدیک لوگوں کا ہلاک ہوجانا تباہ کرنے والی گمراہی سے زیادہ پسندیدہ اور بہتر ہے۔

صَبَرْنَا عَلٰی ظُلْمِ الْخَلَائِقِ کُلِّهِمْ وَلٰکِنْ عَلٰی سَیْلِ الشَّقَا لَا نَصْبِرُ

ہم نے تمام لوگوں کے ظلم پر صبر کیا ہے لیکن ہم بدبختی کے سیلاب پر صبر نہیں کرسکتے۔

وَقَدْ ذَابَ قَلْبِیْ مِنْ مَّصَائِبِ دِیْنِنَا وَ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وَاُبْصِرُ

اور اپنے دین کے مصائب سے میرا دل پگھل گیا ہے اور میں وہ کچھ جانتا اور دیکھتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

وَبَثِّیْ وَ حُزْنِیْ قَدْ تَجَاوَزَ حَدَّهٗ وَلَوْلَا مِنَ الرَّحْمٰنِ فَضْلٌ اُتَبَّرُ

اور میرا غم واندوہ اپنی حد سے بڑھ گیا ہے اور اگر خدائے رحمان کا فضل نہ ہوتا تو میں ہلاک ہوجاتا۔

وَعِنْدِیْ دُمُوْعٌ قَدْ طَلَعْنَ الْمَاٰقِیَا وَعِنْدِیْ صُرَاخٌ لَّا یَرَاهُ الْمُکَفِّرُ

اور میرے آنسو گوشہ ہائے چشم سے باہر نکل آئے ہیں اور میں ایسی چیخ و پکار کرتا ہوں جسے مکفّر نہیں دیکھتا۔

وَلِیْ دَعَوَاتٌ یَّصْعَدَنَّ اِلَی السَّمَاءِ وَلِیْ کَلِمَاتٌ فِیْ الصَّلَایَةِ تَقْعَرُ

اور میری دعائیں ایسی ہیں جو آسمان پر جاتی ہیں اور میرے کلمات پتھر میں اثر کرتے ہیں۔

وَاُعْطِیْتُ تَأْثِیْرًا مِّنَ اللّٰهِ خَالِقِیْ فَتَأْوِیْ اِلٰی قَوْلِیْ جَنَانٌ مُّطَهَّرُ

اور مجھے اپنے خالق خدا کی طرف سے تاثیر بخشی گئی ہے۔ پس پاک دل میرے قول کی طرف پناہ لیتا ہے۔

وَاِنَّ جَنَانِیْ جَاذِبٌ بِصَفَائِهٖ وَاِنَّ بَیَانِیْ فِیْ الصُّخُوْرِ یُؤَثِّرُ

اور بے شک میرا دل اپنے صاف ہونے کی وجہ سے جاذب ہے اور بلاشبہ میرا بیان چٹانوں میں بھی اثر کرتا ہے۔

حَفَرْتُ جِبَالَ النَّفْسِ مِنْ قُوَّةِ الْعُلٰی   فَصَارَ فُؤَادِیْ مِثْلَ نَهْرٍ تُفَجَّرُ

میں نے خداداد طاقت سے نفس کے پہاڑوں کو کھودا ہے پس میرا دل نہر کی طرح ہو گیا ہے جو جاری کی جاتی ہے۔

وَاُعْطِیْتُ رُعْبًا عِنْدَ صَمْتِیْ مِنَ السَّمَا   وَقَوْلِیْ سِنَانٌ اَوْ حُسَامٌ مُّشَهَّرُ

اور اپنی خاموشی کے وقت مجھے آسمان سے رعب عطا کیا گیا ہے اور میرا قول نیزہ یا شمشیر برہنہ ہے۔

فَهٰذَا هُوَ الْاَمْرُ الَّذِیْ سَرَّ مَالِکِیْ   وَاَرْسَلَنِیْ صِدْقًا وَّ حَقًّا فَاُنْذِرُ

پس یہ وہ امر ہے جس نے میرے مالک کو خوش کیا اور اس نے مجھے حق و صداقت دے کر بھیجا تا کہ میں انذار کروں۔

اِذَا کَذَّبَتْنِیْ زُمَرُ اَعْدَاءِ مِلَّتِیْ   فَقُلْتُ اخْسَأُوْا اِنَّ الْخَفَایَا سَتَظْهَرُ

جب میرے دین کے دشمنوں کے گروہوں نے میری تکذیب کی تو میں نے کہہ دیا ''دور ہو جاؤ''۔ پوشیدہ باتیں عنقریب ظاہر ہو جائیں گی۔

فَرِیْقٌ مِّنَ الْاَحْرَارِ لَا یُنْکِرُوْنَنِیْ   وَحِزْبٌ مِّنَ الْاَشْرَارِ اٰذَوْا وَاَنْکَرُوْا

شریفوں کا گروہ میرا انکار نہیں کرتا اور اشرار کے گروہ نے مجھے ایذا دی ہے اور میرا انکار کیا ہے۔

وَقَدْ زَاحَمُوْا فِیْ کُلِّ اَمْرٍ اَرَدْتُّهٗ   فَاَیَّدَنِیْ رَبِّیْ فَفَرُّوْا وَاَدْبَرُوْا

اور انہوں نے ہر کام میں جس کا میں نے ارادہ کیا مزاحمت کی تو میرے رب نے میری تائید کی۔ سو وہ بھاگ گئے اور پیٹھ پھیر گئے۔

وَکَیْفَ عَصَوْا وَاللّٰهِ لَمْ یُدْرَ سِرُّهَا   وَکَانَ سَنَا صِدْقِیْ مِنَ الشَّمْسِ اَظْهَرُ

اللہ کی قسم! اس کا بھید سمجھ نہیں آیا کہ انہوں نے کیسے نافرمانی کی حالانکہ میری سچائی کی روشنی سورج سے بھی زیادہ واضح تھی۔

﴿۲۰۴﴾ لَزِمْتُ اصْطِبَارًا عِنْدَ جَوْرِ لِئَامِهِمْ   وَکَانَ الْاَقَارِبُ کَالْعَقَارِبِ تَأْبُرُ

ان میں سے کمینوں کے ظلم کے وقت میں نے صبر اختیار کر لیا اور میرے قریبی رشتہ دار بھی بچھوؤں کی طرح ڈنگ مار رہے تھے۔

وَ هٰذَا عَلَى الْاِسْلَامِ اِحْدَى الْمَصَائِبِ يُكَذَّبُ مِثْلِىْ بِالْهَوٰى وَ يُكَفَّرُ

اور اسلام پر منجملہ مصائب کے یہ بھی ایک مصیبت ہے کہ میرے جیسے آدمی کی تکذیب اور تکفیر نفس پرستی سے کی جارہی ہے۔

فَاَقْسَمْتُ بِاللّٰهِ الَّذِىْ جَلَّ شَانُهُ عَلٰى اَنَّهُ يُخْزِى الْعِدَا وَ اُعَزَّرُ

اور میں نے اللہ کی قسم کھائی ہے جس کی شان بلند ہے اس بات پر کہ وہ دشمنوں کو رسوا کرے گا اور مجھے عظمت دی جائے گی۔

وَ لِلْغَىِّ اٰثَارٌ وَّ لِلرُّشْدِ مِثْلُهَا فَقُوْمُوْا لِتَفْتِيْشِ الْعَلَامَاتِ وَ انْظُرُوْا

اور گمراہی کی کچھ علامات ہیں اور ہدایت کی بھی اسی کی طرح کچھ علامات ہیں۔ سو تم علامات کی تلاش کے لئے اٹھو اور غور کرو۔

تَظُنُّوْنَ اَنِّىْ قَدْ تَقَوَّلْتُ عَامِدًا بِمَكْرٍ وَ بَعْضُ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ مُنْكَرُ

تم یہ گمان کررہے ہو کہ میں نے مکر سے عمداً جھوٹا قول باندھ لیا ہے حالانکہ بعض گمان گناہ اور مکروہ ہوتے ہیں۔

وَ كَيْفَ وَ اِنَّ اللّٰهَ اَبْدٰى بَرَائَتِىْ وَ جَاءَ بِاٰيَاتٍ تَلُوْحُ وَ تَظْهَرُ

اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے جب کہ خدا نے میری براءت ظاہر کردی ہے اور وہ ایسے نشان لے آیا ہے جو نمایاں اور ظاہر ہورہے ہیں۔

وَ يَأْتِيْكَ وَعْدُ اللّٰهِ مِنْ حَيْثُ لَا تَرٰى فَتَعْرِفُهُ عَيْنٌ تُحَدُّ وَ تُبْصِرُ

اور تیرے پاس خدا کا وعدہ اس طرح آجائے گا کہ تو دیکھ نہیں رہا ہوگا۔ سو اس کو وہی آنکھ پہچانے گی جو تیز ہوتی ہے اور خوب دیکھتی ہے۔

وَ لَيْسَ لِعَضْبِ الْحَقِّ فِى الدَّهْرِ كَاسِرًا وَ مَنْ قَامَ لِلتَّكْسِيْرِ بُخْلًا فَيُكْسَرُ

اور حق کی تلوار کو زمانے میں کوئی توڑنے والا نہیں اور جو بخل سے توڑنے کے لئے کھڑا ہوگا وہ خود توڑ دیا جائے گا۔

وَمَنْ ذَا یُعَادِیْنِیْ وَرَبِّیْ یُحِبُّنِیْ وَمَنْ ذَا یُرَادِیْنِیْ اِذِ اللّٰہُ یَنْصُرُ

اور کون ہے جو مجھ سے دشمنی کرے جب کہ میرا رب مجھ سے محبت کر رہا ہے۔ اور کون مجھے ہلاک کر سکتا ہے جب کہ اللہ مجھے مدد دے رہا ہے۔

وَ یَعْلَمُ رَبِّیْ سِرَّ قَلْبِیْ وَ سِرَّھُمْ وَکُلُّ خَفِیٍّ عِنْدَہٗ مُتَحَضِّرُ

اور میرا رب میرے دل کے بھید اور ان کے بھید کو جانتا ہے اور ہر پوشیدہ چیز اس کے پاس حاضر ہے۔

وَلَوْ کُنْتُ مَرْدُوْدَ الْمَلِیْکِ لَضَرَّنِیْ عَدَاوَۃُ قَوْمٍ کَذَّبُوْنِیْ وَ حَقَّرُوْا

اور اگر میں خدا کی طرف سے، جو میرا مالک ہے، مردود ہوتا تو تکذیب کرنے والی اور حقیر قرار دینے والی قوم کی عداوت مجھے ضرور نقصان پہنچاتی۔

وَلٰکِنَّنِیْ صَافَیْتُ رَبِّیْ فَجَاءَ نِیْ مِنَ اللّٰہِ اٰیَاتٌ کَمَا اَنْتَ تَنْظُرُ

لیکن میں نے اپنے رب سے خالص دوستی کی تو اللہ کی طرف سے نشانات، جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے، میرے پاس آ گئے۔

وَمَا کَانَ جَوْرُ الْخَلْقِ مُسْتَحْدَثًا لَّنَا فَاِنَّ اَذَاھُمْ سُنَّۃٌ لَّا تُغَیَّرُ

اور مخلوق کا ظلم ہمارے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی کیونکہ ان کا دکھ دینا ایک غیر متبدّل سنّت ہے۔

اِذَا قِیْلَ اِنَّکَ مُرْسَلٌ خِلْتُ اَنَّنِیْ دُعِیْتُ اِلٰی اَمْرٍ عَلَی الْخَلْقِ یَعْسِرُ

جب مجھے کہا گیا کہ تو مرسَل ہے تو میں نے خیال کیا کہ میں ایک ایسے امر کی طرف بلایا گیا ہوں جو مخلوق پر دشوار گزرے گا۔

اَمُکْفِرِ! مَھْلًا بَعْضَ ھٰذَا التَّحَکُّمِ وَخَفْ قَھْرَ رَبٍّ قَالَ لَا تَقْفُ فَاحْذَرُ

اے میرے مکفّر! اس زبردستی کرنے سے کسی قدر باز آجا اور خدا کے قہر سے ڈر جس نے ''لَا تَقْفُ'' کہا ہے سو احتیاط کر۔

وَاِذْ قُلْتُ اِنِّیْ مُسْلِمٌ قُلْتَ کَافِرٌ فَاَیْنَ التُّقٰی یَا اَیُّھَا الْمُتَھَوِّرُ

جب میں نے کہا میں مسلمان ہوں تُو نے کہا کہ کافر ہے پس تقویٰ کہاں گیا اے بے جا دلیری کرنے والے!

وَاِنْ کُنْتَ لَا تَخْشٰی فَقُلْ لَّسْتَ مُؤْمِنًا وَیَاْتِیْ زَمَانٌ تُسْئَلَنَّ وَ تُخْبَرُ

اور اگر تو ڈرتا نہیں تو تُو کہتا رہ کہ تُو مومن نہیں اور وہ زمانہ آ رہا ہے کہ تُو پوچھا جائے گا اور تجھے مطّلع کیا جائے گا۔

وَاِنِّیْ تَرَکْتُ النَّفْسَ وَالْخَلْقَ وَالْھَوٰی فَلَا السَّبُّ یُؤْذِیْنِیْ وَلَا الْمَدْحُ یُبْطِرُ

اور میں نے نفس، مخلوق اور خواہشِ نفس کو ترک کر دیا ہے سو اب نہ گالی مجھے ایذا دیتی ہے اور نہ مدح فخر دلاتی ہے۔

وَکَمْ مِّنْ عَدُوٍّ بَعْدَ مَا اَکْمَلَ الْاَذٰی اَتَانِیْ فَلَمْ اَصْعَرْ وَمَا کُنْتُ اَصْعَرُ

اور بہت سے دشمن ہیں جو دکھ کو کمال تک پہنچا دینے کے بعد میرے پاس آئے تو نہ میں نے بے رُخی بَرتی اور نہ ہی کبھی بے رخی میرا شیوہ تھا۔

اَرَی الظُّلْمَ یَبْقٰی فِی الْخَرَاطِیْمِ وَسْمُہٗ وَاَمَّا عَلَامَاتُ الْاَذٰی فَتُغَیَّرُ

مَیں دیکھتا ہوں کہ ظلم کا نشان ناکوں پر باقی رہ جاتا ہے لیکن تکلیف اٹھانے کی علامات، سو وہ تو بدل جایا کرتی ہیں۔

وَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ قَدْتَبِعْتُ مُحَمَّدًا وَفِیْ کُلِّ اٰنٍ مِّنْ سَنَاہُ اُنَوَّرُ

اور خدا کی قسم! میں نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کی ہے اور ہر لحظہ میں انہی کی روشنی سے منوّر کیا جاتا ہوں۔

عَجِبْتُ لِأَعْمٰی لَا یُدَاوِیْ عُیُوْنَہٗ وَمِنَّا بِجَوْرِ الْجَھْلِ یَلْوِیْ وَ یَسْخَرُ

مجھے اُس اندھے پر تعجب ہے جو اپنی آنکھوں کا علاج نہیں کرتا اور جہالت سے پیدا شدہ ظلم کی وجہ سے وہ ہم سے جھگڑتا اور ٹھٹھا کرتا ہے۔

اَتَنْسٰی نَجَاسَاتٍ رَضِیْتَ بِاَکْلِھَا وَتَھْمِزُ بُھْتَانًا بَرِیًّا وَّ تَذْکُرُ

کیا تو ان نجاستوں کو بھول رہا ہے جن کے کھانے کو تو پسند کر چکا ہے اور تو ایک بے گناہ شخص پر بہتان باندھتا ہے اور اس کا ذکر کرتا رہتا ہے۔

اِذَا قَلَّ عِلْمُ الْمَرْءِ قَلَّ اتِّقَاءُهٗ فَيَسْعٰى اِلٰى طُرُقِ الشَّقَا وَ يُزَوِّرُ

جب انسان کا علم کم ہوجاتا ہے تو اس کا تقویٰ بھی کم ہوجاتا ہے۔ سو وہ بدبختی کے راستوں پر دوڑتا اور فریب سے کام لیتا ہے۔

وَمَا اَنَا مِمَّنْ يَّمْنَعُ السَّيْفُ قَصْدَهٗ فَكَيْفَ يُخَوِّفُنِىْ بِشَتْمٍ مُّكَفِّرُ

اور میں ان لوگوں سے نہیں ہوں کہ تلوار ان کے ارادے کو روک سکے۔ سو ایک مکفّر مجھے گالیوں سے کیسے ڈرا سکتا ہے۔

لَنَا كُلَّ يَوْمٍ نُصْرَةٌ بَعْدَ نُصْرَةٍ فَمُتْ اَيُّهَا النَّارِىْ بِنَارٍ تُسَعِّرُ

ہمیں ہر روز نصرت پر نصرت مل رہی ہے۔ سو اے حسد کی آگ میں جلنے والے! اس آگ کے ذریعہ ہلاک ہوجا جسے تو خود ہی بھڑکا رہا ہے۔

وُعِدْنَا مِنَ الرَّحْمٰنِ عِزًّا وَّ سُؤْدَدًا فَقُمْ وَامْحُ هٰذَا النَّقْشَ اِنْ كُنْتَ تَقْدِرُ

ہمیں خدائے رحمان کی طرف سے عزّت اور سرداری کا وعدہ دیا گیا ہے۔ سو اٹھ اگر تو قدرت رکھتا ہے، تو اس نقش کو مٹا دے۔

اَلَا اِنَّمَا الْاَيَّامُ رَجَعَتْ اِلَى الْهُدٰى هَنِيْأً لَّكُمْ بَعْثِىْ فَبَشُّوْا وَاَبْشِرُوْا

سن لو! زمانہ ہدایت کی طرف لوٹ پڑا ہے۔ تمہارے لئے میری بعثت مبارک ہو۔ پس خوش ہو جاؤ اور خوشی مناؤ۔

دَعُوْا غَيْرَ اَمْرِ اللّٰهِ وَاسْعَوْا لِاَمْرِهٖ هُوَ اللّٰهُ مَوْلَانَا اَطِيْعُوْهُ وَاحْضُرُوْا

غیر اللہ کے حکم کو چھوڑ دو اور اللہ کے حکم (کی اطاعت) میں کوشش کرو۔ اللہ ہی ہمارا مولیٰ ہے اس کی اطاعت کرو اور حاضر ہو جاؤ۔

اَلَا لَيْسَ غَيْرُ اللّٰهِ فِى الدَّهْرِ بَاقِيًا وَ كُلُّ جَلِيْسٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ يُهْجَرُ

سنو! اللہ کے سوا زمانے میں کوئی باقی رہنے والا نہیں اور ہر ایک ہم نشین اللہ کے سوا جدا کیا جائے گا۔

تمّت

﴿ ا ﴾

حاشية متعلقة بالخطبة الإلهامية
ما الفرق بين آدم والمسيح الموعود

إن اللّٰه خلق آدم لينقل الناس من العدم إلى الوجود، ومن الوحدة إلى الكثرة ، و جعَلهم شعوبا و قبائل و فِرقا وطوائف ليُرى ألوانَ القدرة، وليبلو أيُّهم أحسنُ عملا ومن السابقين. وجعل آدم مظهرًا لاسمه الذى هو مبدءٌ للعالم. أعنى الأوّل كما جاء قوله "هُوَ الْأَوَّلُ" فى الكتاب المبين. ولأجل أن الأوّلية تقتضى ما بعدها اقتضتْ نفسُ آدم رجالا كثيرا ونساءً، فنزَل الأمر وأضنَأَت النساءُ وكثُر الناس ومُلئت الأرض من المخلوقين. ثم طال عليهم الأمد وكثرت فِرقهم وآراؤهم، وتخالفتْ أمانيهم وأهواؤهم، وكان أكثرهم فاسقين. فطفقوا يصول بعضهم على بعض، وزادوا فسقًا وطغوى، وأرادوا أن يأكل

خطبہ الہامیہ کے متعلق حاشیہ
آدم اور مسیح موعود میں کیا فرق ہے

اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تا انسانوں کو عدم سے وجود کی طرف اور وحدت سے کثرت کی طرف لے آئے۔ اس نے انہیں مختلف خاندانوں، قبیلوں، گروہوں اور جماعتوں کی صورت میں بنایا تا قدرت کے رنگ دکھائے اور آزمائے کہ ان میں سے کون عمل کے لحاظ سے اچھا اور سابقین میں سے ہے۔ اللہ نے آدم کو اپنی اس صفت الاوّل کا جو مبدءِ عالم ہے، مظہر بنایا جیسا کہ کتابِ مبین میں اس کا ارشاد هُوَ الْأَوَّلُ آیا ہے۔ اور اس وجہ سے کہ اوّلیت اپنے بعد کچھ اور کا تقاضا کرتی ہے نفسِ آدم نے بھی بہت سے مردوں اور عورتوں کا تقاضا کیا۔ پس حکم نازل ہوا اور عورتوں کی بہت اولاد ہوئی اور لوگ بکثرت ہو گئے اور زمین مخلوقات سے بھر گئی۔ پھر ان پر زمانہ طول پکڑ گیا اور ان کے گروہ اور ان کی آراء بہت زیادہ ہو گئیں اور ان کی تمنائیں اور خواہشیں باہم مخالف ہو گئیں اور ان میں سے اکثر فاسق ہو گئے۔ نتیجتًا ان میں سے بعض بعض دوسروں پر حملہ کرنے لگے اور وہ فسق اور سرکشی میں بڑھ گئے۔

قويّهم ضعيفهم كدودة تأكل دودة أخرى و كانوا غافلين. حتى إذا اجتمعت فيهم كل ضلالة كانت من لوازم زمن المسيح الموعود، وصُبّتْ على الإسلام كل مصيبة، وصار كالحيّ الموءُوْد، وبلغت الأيّامُ منتهاها وصارت كالليالي في الظلمات، واقتضى الزمان حربًا هي آخر المحاربات.☆ فهناک أرسل اللّٰه مسيحه لهذه الحرب، ليجلو غياهبَ الكفر ويدمّر الظالمين بالحُجّة لا بالطعن و الضرب، ويقطع دابر الكافرين، وليرجع الناس إلى الاتّحاد و المحويّة بعد

انہوں نے چاہا کہ ان میں سے طاقتور کمزور کو کھا جائے جیسا کہ ایک کیڑا دوسرے کیڑے کو کھا جاتا ہے اور وہ غافل تھے۔ یہاں تک کہ جب ان میں ہر وہ گمراہی، جمع ہوگئی جو زمانۂ مسیح موعود کے لوازم میں سے تھی اور اسلام پر ہر قسم کی مصیبت ٹوٹ پڑی اور وہ زندہ درگور کی طرح ہوگیا۔ زمانہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا اور تاریکیوں میں راتوں کی مانند ہوگیا اور زمانہ نے اس جنگ کا تقاضا کیا جو جنگوں میں سے آخری ہے۔☆ پس اس وقت اللہ نے اپنے مسیح کو اس جنگ کے لئے بھیجا تا کفر کی ظلمات کو کافور کر دے اور ظالموں کو نیزے اور تلوار کے وار سے نہیں بلکہ حجت کی رو سے نابود کر دے اور تا کافروں کی جڑ کاٹ دے اور تا لوگ باہم مخالف ہو جانے کے بعد پھر اتحاد اور فنا کی

☆ **الحاشية** . كان اللّٰه قد قدّر من الازل ان تقع الحرب الشديد مرتين بين الشيطان والانسان. مرة في اوّل الزمن و مرة في اٰخرالزمان. فلمّا جاء وعد اولهما اغوى الشيطان الذى هوثعبان قديم حواء. واخرج اٰدم من الجنة ونال ابليس مرادا شاء. وكان من

☆ **حاشیہ**۔ اللہ نے ازل سے ہی یہ مقدر فرما رکھا تھا کہ شیطان اور انسان کے مابین دو مرتبہ سخت جنگ ہوگی۔ ایک مرتبہ شروع زمانہ میں اور دوسری مرتبہ آخری زمانہ میں۔ پس جب ان دو جنگوں میں سے پہلی کا وقت آیا تو شیطان نے، جو قدیمی اژدھا ہے، حَــوّا کو گمراہ کر دیا اور آدم کو جنت سے نکلوا دیا اور ابلیس نے اپنی مَن چاہی مراد کو پا لیا اور غالب

ما كانوا متخالفين .فثبت من هذا المقام أن المسيح الموعود قد قابلَ آدم فی هذه الصفات كضدٍّ تقابلَ ضدًّا آخر فی الخواص والتأثيرات، وإن فی ذالک لآية

طرف لوٹ آئیں۔ پس اس مقام سے ثابت ہوا کہ مسیح موعود ان صفات میں اسی طرح آدم کے بالمقابل ہے جیسا کہ خواص اور تاثیرات میں ایک مخالف چیز دوسری کے بالمقابل ہوتی ہے۔ یقیناً اس

بقية الحاشية ۔ الغالبين.ولما جاء وعدالاٰخرة اراد اللّٰه ان يردّ لاٰدم الكرة على ابليس و فوجه ويقتل هٰذاالدجال بحربة منه فخلق المسيح الموعود الذی هو اٰدم بمعنی ليدمّر هٰذا الثعبان و يُتَبِّرَ ما علا تتبيرا. فكان مجئ المسيح واجبا ليكون الفتح لاٰدم فی اٰخرالامر وكان وعدامفعولا. وقداشاراللّٰه سبحانه الى هذاالفتح العظيم وقتل الدجال القديم الذی هو الشيطان فی قوله قال اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ [1] يعنی لا يقع امر استيصالک التام.وتتبيرما علوت من انواع الشرک والكفروالفسق الّا فی اٰخرالزمن ووقت المسيح الامام. فافهم ان كنت من العاقلين.منه.

بقیہ حاشیہ۔ آنے والوں میں سے ہو گیا۔ اور جب آخرت والے وعدہ کا وقت آیا تو اللہ نے چاہا کہ پھر آدم کو ابلیس اور اس کی فوج پر غلبہ عطا کرے اور اپنی جناب سے عطا کئے ہوئے حربہ سے اس دجال کو قتل کرے تو اس نے مسیح موعود کو، جو ایک معنی سے آدم ہے، پیدا کیا تا وہ اس اژدھے کو اور اس کی سرکشی کو تباہ و برباد کردے۔ پس مسیح کی آمد لازم تھی تا آخرکار فتح آدم کی ہو اور یہ پورا ہو کر رہنے والا وعدہ تھا۔ اللہ پاک اپنے قول اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ [1] میں اس عظیم فتح اور اس قدیم دجال یعنی شیطان کے قتل کی طرف اشارہ فرما چکا ہے۔ یعنی تیری کلیۃً بیخ کنی کا اور جو تُو طرح طرح کے شرک، کفر اور فسق کے ذریعہ غلبہ پا چکا ہے اس کو تباہ کرنے کا کام صرف آخری زمانہ میں اور امام الزمان مسیح کے وقت میں ہی ہوگا۔ اگر تُو عقلمندوں میں سے ہے تو سمجھ لے۔منہ

[1] یقیناً تو مہلت دیئے جانے والوں میں سے ہے۔(الاعراف :۱۶)

لـلـمتقين.ثم اعلم أن هذا التضاد بين آدم والمسيح الموعود ليس مـخـفـيـا ومـن الـنظريات، بل هو أظهــرُ الأشيــاء ومــن أجـلـى البديهيات .فـإن آدم أتى ليخرج الـنـفـوسَ إلـى هذه الحياة الدنيا وليــوقـد بيـنهـم نـارَ الاختـلاف والـمـعاداة ، وأتـى مسيـحُ الأممِ لِيـرُدّهـم إلـى دار الـفـنـاء، ويرفع مِن بيـنهـم الاختلاف والتشاجر والشــحــنــاء ، وأصـل الـتـفـرقة والشـتـــات، ويــجـــرّهــم إلـــى الاتـــحـــاد والـمـحـويّة ونـفـيِ الـغير والمصافاة .وإن المسيح مَـظهـرٌ لاسـم الله الذى هو خاتم سـلسـلة الـمـخـلـوقـات، أعـنـى ”الآخِـر“الذى أُشِير إليه فى قوله تـعـالـى”هُوَ الآخِرُ“لِما هو علامة لمنتهى الكائنات، فلأجل ذالك اقـتـضـتْ نـفـس الـمسيح خَتْمَ سـلسلة الكثرة بالممات، أو بِرَدِّ الـمـذاهــب إلـــى دين فيـه موتُ

میں متقیوں کے لئے ایک نشان ہے۔ پھر واضح ہو کہ آدم اور مسیح موعود کے درمیان یہ تضاد مخفی یا محض نظریہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک واضح ترین بات اور روشن ترین بدیہیات میں سے ہے۔آدم اس لئے آیا تھا تا نفوس کو اس دنیاوی زندگی کی طرف نکال لائے اور ان کے درمیان اختلاف اور عداوت کی آگ بھڑکائے۔ جب کہ تمام امتوں کا مسیح اس لئے آیا ہے تا انہیں پھر فنا کے گھر کی طرف لوٹا دے اور ان کے درمیان سے اختلاف، باہمی جھگڑے اور دشمنی کو اور تفرقہ اور انتشار کی اصل کو اٹھا دے اور انہیں اتحاد، فنا، نفئ غیر اللہ اور خالص دوستی کی طرف لے آئے۔ مسیح موعود اللہ کے نام اَلْآخِرُ کا مظہر ہے جو کہ سلسلہ مخلوقات کا خاتم ہے۔جس کی طرف ارشادِ خداوندی هُوَ الْآخِرُ میں اشارہ کیا گیا ہے۔کیونکہ یہ نام کائنات کی انتہا کی علامت ہے اس لئے مسیح کے نفس نے موت کے ذریعہ سلسلۂ کثرت کے خاتمہ کا تقاضا کیا یا متعدد مذاہب کو ایک ایسے دین کی طرف واپس لے آنے کا تقاضا کیا جس میں خواہشات

النفوس من الأهواء والإراداتِ والاسلاک علی الشریعة الفطریة التی تجری تحت المصالح الإلهیّة وتخلیصُ الناس من میل النفس بهواها إلی العفو والانتقام والمحبّة والمعاداة .فإن الشریعة الفطریة التی تستخدم قوی الإنسان کلها لا ترضی بأن تکون خادمةً لقوّة واحدة ، ولا تقیِّد أخلاق الإنسان فی دائرة العفو فقط، و لا فی دائرة الانتقام فقط، بل تحسبه سجیّةً غیر مرضیة، و تؤتی کلَّ قوة حقَّها عند مصلحة داعیة و ضرورة مقتضیة ، و تغیّر حکمَ العفو والانتقام والمصافاة والمعاداة بحسب تغیّرات المصالح الوقتیة . و هذا هو الموت من النفس والهوی والجذبات النفسانیة ودخولٌ فی الفانین . فحاصل

اور ارادوں کے اعتبار سے نفوس کی موت ہو اور جس میں فطری شریعت پر چلانا ہو جو الٰہی مصلحتوں کے تحت جاری و ساری ہے اور جس میں نفس کی خواہشات کے میلان کے نتیجے میں عفو و انتقام اور محبت و عداوت سے لوگوں کو نجات دلانا ہو۔ کیونکہ فطرتی شریعت ، جو تمام قوائے انسانیہ کو کام میں لاتی ہے وہ اس بات پر راضی نہیں ہوتی کہ صرف کسی ایک قوت کی خادم بنے اور نہ ہی انسانی اخلاق کو محض عفو کے دائرہ میں یا محض انتقام کے دائرہ میں مقید کرتی ہے بلکہ اسے ایک ناپسندیدہ خُلق خیال کرتی ہے ۔ اور ہر قوت کو حسبِ موقع مصلحت اور تقاضائے ضرورت کے مطابق اس کا پورا حق دیتی ہے اور وقتی مصلحتوں کے تغیرات کے مطابق عفو و انتقام اور خالص دوستی و دشمنی کا حکم بدلتی رہتی ہے۔ یہ ہے نفس اور خواہشات اور جذباتِ نفسانیہ کی موت اور فانی لوگوں میں شامل ہو جانا ۔

الكلام إن المسيح الموعود ينقل الناسَ من الوجود إلى العدم، ويذكّرهم أيّامَ البيت المنهدم، وينقلهم إلى مثوى الميّتين ..إمّا بالإماتة الجسمانية بأنواع الأسباب من الحوادث السماوية والأرضية، وإما بإماتة النفس الأمّارة والموتِ الذى يَرِدُ على أهل النشأة الثانية بإخراج بقايا الغيرية وغياهب النفسانية وتكميل مراتب المحويّة، وإن فيه لهدًى للمتفكّرين . ثم اعلم أن المسيح الموعود فى كتاب اللّٰه ليس هو عيسى ابن مريم صاحب الإنجيل وخادم الشريعة الموسوية، كما ظنَّ بعض الجهلاء من الفَيج الأعوج والفئة الخاطئة، بل هو خاتمُ الخلفاء من هذه الأُمّة، كما كان عيسى خاتمَ خلفاء السلسلة الكليميّة، ﴿ب﴾

پس حاصل کلام یہ ہے کہ مسیح موعود لوگوں کو ہست سے نیست کی طرف منتقل کرے گا اور انہیں منہدم گھر کے دن یاد دلائے گا اور انہیں مُردوں کے ٹھکانے کی طرف منتقل کرے گا۔ خواہ سماوی اور ارضی حوادث کے طرح طرح کے اسباب سے جسمانی طور پر مارنے سے تعلق ہو یا نفسِ امارہ کو مارنے اور اس موت سے جو نشأۃِ ثانیہ پانے والوں پر دوئی کے باقی ماندہ اثرات کو اپنے وجود سے نکال دینے، نفسانیت کی ظلمات کو چاک کرنے اور مراتب فنا کی تکمیل کرنے سے وارد ہوتی ہے۔ یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔ نیز واضح ہو کہ کتاب اللہ میں مسیح موعود سے مراد وہ عیسیٰ بن مریم نہیں جو صاحب انجیل اور شریعت موسویہ کا خادم ہے جیسا کہ فیج اعوج اور خطا کار گروہ کے بعض جاہلوں نے خیال کر لیا ہے بلکہ وہ اس امت میں سے خاتم الخلفاء ہے جیسا کہ عیسیٰؑ سلسلہ

وكان لها كآخر اللبنة و خاتمِ المرسلين .وإنّ هذا لهو الحق، فويل للذين يقرء ون القرآن ثم يمرّون منكرين . وإن الفرقان قد حكم بين المتنازعين فی هذه المسألة، فإنه صرّح فی سورة النور بقوله "مِنكُمْ"بأن خاتم الأئمّة من هذه الملّة، وكذالک صرح هذا الأمر فی سورة التحريم والبقرة والفاتحة، فأين تفرّون من النصوص القطعية البيّنة؟ وهل بعد القرآن حاجة إلى دليل لذوی الفطنة؟ فبأی حديث تؤمنون بعد هذه الصحف المطهَّرة؟ وقد وعد اللّٰه المؤمنين فی سورة التحريم فی قوله فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا أن يخلق ابنَ مريم منهم، وهو يرِث هذا الاسم ويكون عيسى مِن غير

موسو یہ کے خاتم الخلفاء خاتم المرسلین اور اس کی آخری اینٹ کی طرح تھا۔ یقیناً یہی سچ ہے۔ پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو قرآن پڑھتے ہیں پھر بھی انکار کرتے جاتے ہیں۔ یقیناً فرقان اس مسئلہ میں دونوں جھگڑنے والوں کے درمیان فیصلہ فرما چکا ہے۔ اس نے سورۃ النور میں اپنے قول ’’مِنْکُمْ‘‘ سے صراحت فرمائی ہے کہ خاتَم الأئمة اِسی اُمت سے ہوگا۔ اسی طرح قرآن نے اس مسئلہ کو سورۃ التحریم، سورۃ البقرۃ اور سورۃ الفاتحہ میں بھی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ پس تم واضح قطعی نصوص سے کہاں بھاگ رہے ہو؟ اور کیا اہلِ دانش کے لئے قرآن کے بعد بھی کسی دلیل کی ضرورت ہے! ان پاک صحیفوں کو چھوڑ کر تم کس بیان پر ایمان لاؤ گے؟ اللہ تعالیٰ سورۃ التحریم میں اپنے قول فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا [1] میں مومنوں سے یہ وعدہ فرما چکا ہے کہ ان میں سے ابنِ مریم پیدا کرے گا۔ وہ اس نام کا وارث ہوگا اور ماہیّت میں

[1] اور ہم نے اس میں اپنا کلام ڈال دیا تھا۔(التحریم:۱۳)

فرقٍ فی الماهية، فقد تقررَ
فی هذه الآية وعدًا من اللّٰه
أن فردًا من هذه الأمّة يسمَّی
ابنَ مريم ويُنفَخ فيه روحه
بعد التقاة التامة. فأنا ذالک
المسيح الذی لُمْتُمونی فيه،
ولا مبدِّلَ لکلمات اللّٰه ذی
الجبروت والعزّة. أتجعلون
رِزقکم مِن وعد اللّٰه أن تکونوا
يهودا کيهود أمّة موسٰی فی
الخبث والتمرّد العظيم، و
لا تريدون أن يکون المسيح
منکم کمسيح سلسلة الکليم؟
وَيْحَکُمْ! إنکم رضيتم بمماثلة
الشرِّ والضير، ولا ترضون
أن تکون لکم مماثلة فی
الخير. فواللّٰه لا يفعل عدوّ
بعدوّ ما تفعلون بأنفسکم،
وقد نبذتم کلام اللّٰه
وراء ظهورکم، وذکّرنا
فتناسيتم، وأرينا فتعاميتم،
ودعونا فأبيتم، واتّبعتم

کسی فرق کے بدوں عیسیٰ ہوگا۔ پس اس آیت میں اللہ کی طرف سے بطور وعدہ یہ قرار پا چکا ہے کہ اس امت میں سے ایک فرد کو ابنِ مریم کا نام دیا جائے گا اور کامل تقویٰ کے بعد اس میں اُس کی روح پھونکی جائے گی۔ پس میں ہی وہ مسیح ہوں جس کی وجہ سے تم نے مجھے ملامت کی۔ اور عزت و جبروت والے اللہ کی باتوں کو بدلنے والا کوئی نہیں۔ کیا تم اللہ کے وعدہ میں سے اپنا نصیبہ یہ بناتے ہو کہ تم خباثت اور بڑی سرکشی میں موسیٰؑ کی امت کے یہود کی طرح یہود بن جاؤ اور تم نہیں چاہتے کہ کلیم اللہؑ کے سلسلہ کے مسیح کی طرح تم میں سے بھی مسیح ہو۔ تم پر افسوس! تم شر اور نقصان میں مماثلت پر تو راضی ہو مگر تم خیر میں مماثلت ہونے پر راضی نہیں۔ اللہ کی قسم! ایک دشمن اپنے دشمن سے وہ سلوک نہیں کرتا جو تم نے اپنے آپ سے کیا ہے۔ تم نے کلام اللہ کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک رکھا ہے ہم نے تمہیں یاد دلایا لیکن تم عمداً بھول گئے اور ہم نے تمہیں دکھایا لیکن تم اندھے بن بیٹھے اور ہم نے تمہیں بلایا مگر تم نے انکار کر دیا۔ اے گروہِ دشمناں! ہر اُس

أمّارتكم في كل ما مارَيتم يا حزبَ العِدا. أتُترَكون سُدًى؟ أو يُغفَر لكم كلُّ ما اجترحتم من الهوى؟ ما لكم لا تفكّرون في القرآن ولا ترون ما قال ربّكم بأحسن البيان؟ ألم يكفِ لكم آية سورة التحريم، أو أعرضتم عن كلام اللّٰه الكريم؟ انظروا كيف ضرب اللّٰه مثلَ مريم لهذه الأمّة في هذه السورة، ووعَد في هذه الحُلّة أن ابن مريم منكم عند التقاة الكاملة. وكان من الواجب لتحقيق هذا المَثل المذكور في هذه الآية بأن يكون فرد من هذه الأمّة عيسى ابنَ مريم ليتحقّق المثل في الخارج من غير الشكّ والشبهة، وإلّا فيكون هذا المثل عبثا وكذبا ليس مِصداقه فرد من أفراد هذه الملّة، وذالك

معاملہ میں جس میں تم نے مخالفت کی، تم نے اپنے نفس امارہ کی پیروی کی۔ کیا تم بے لگام چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ یا تم نے اپنی خواہشِ نفس سے جو بدیاں کمائی ہیں وہ تمہیں معاف کر دی جائیں گی تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے اور تمہارے رب نے عمدہ ترین بیان سے جو کچھ فرمایا ہے تم اس پر نظر نہیں کرتے۔ کیا تمہارے لئے سورۃ التحریم کی آیت کافی نہیں۔ یا تم خدائے کریم کے کلام سے اعراض کرتے ہو۔ دیکھو کہ کس طرح اللہ نے اس سورہ میں اس امت کے لئے مریم کی مثال بیان کی ہے اور اس پیرایہ میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ کامل تقویٰ پر قائم تم لوگوں میں سے ہی ابنِ مریم ہوگا۔ اس آیت میں مذکور اس مثال کے تحقّق کے لئے ضروری تھا کہ اس امت میں سے ایک فرد عیسیٰ بن مریم ہو، تاکہ یہ مثال بغیر کسی شک و شبہ کے ظاہراً بھی پوری ہو جائے۔ ورنہ یہ مثال عبث اور جھوٹ ہوتی اور اس امت کے افراد میں سے کوئی فرد بھی اس کا مصداق نہ

مـمّـا لا يـلـيـق بشـأن حـضـرة التـقـدّس و الـعـزّة . هـذا هو الحق الذى قال اللّٰه ذو الجلال، فـمـاذا بـعـد الـحـق إلا الضلال؟ وأمـا عيسـى الـذى هـو صاحب الإنـجـيـل فـقـد مات وشهد عليه ربّـنـا فـى كـتـابـه الجليل، ومـا كـان لـه أن يـعـود إلـى الـدنيا ويـكـون خـاتـم الأنبيـاء ، وقـد خُتِمت النبوة على نبيّنا صلى اللّٰه عـلـيـه وسـلـم، فـلا نـبـى بـعده إلا الـذى نُـوِّرَ بـنـوره و جُـعِـل وارثَـه مـن حـضـرة الـكـبـريـاء . اعـلـمـوا أن الـخـتـمـية أُعـطـيـتُ مـن الأزل لـمـحـمّـدصلى اللّٰه عـلـيـه وسـلـم، ثـم أعطيتُ لمن عـلَّـمـه روحُـه وجـعَـلـه ظلَّه، فتبـارك مـن عـلّـم وتـعـلّـم☆. فـإن الـخـتـمية الـحـقـيـقـية كانت مقدَّرة فى الألف السادس

ہوتا۔ اور یہ امر تو ان میں سے ہے جو حضرت ربّ العزت کے شایانِ شان نہیں۔ اور یہی حق ہے جو خدائے ذوالجلال نے فرمایا ہے۔ پس حق کو چھوڑ کر گمراہی کے سوا اور کیا ہے۔ اور جہاں تک اُس عیسیٰؑ کا تعلق ہے جو صاحبِ انجیل ہے تو وہ فوت ہو چکا اور ہمارا ربّ اپنی کتاب جلیل میں اس پر گواہی دے چکا ہے۔ اُس عیسیٰؑ کے لئے ممکن نہیں کہ دنیا میں واپس آئے اور خاتَم الانبیاء بن جائے جب کہ نبوت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دی گئی ہے۔ پس آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو آپؐ کے نور سے منور ہو اور حضرت کبریا کی جناب سے آپؐ کا وارث بنایا جائے۔ جان لو کہ مقام خَتمیّت ازل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا ہے۔ پھر اسے دیا گیا جسے آپؐ کی روح نے تعلیم دی اور اسے اپنا ظِلّ بنا لیا۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی☆

☆ الـحـاشـيـة ۔ هٰذه اشـارة الٰى وحـى مـن الـلّـه كُتب فى البراهين

حاشیہ۔ یہ اللہ کی اس وحی کی طرف اشارہ ہے جو براہین احمدیہ میں لکھی گئی ہے اور اس

الـذی هـو یـوم ســادس من أیّام الــرحـمٰـن، لیشــابـه أبا البشـر من کان هـو خـاتمَ نوعِ الإنسان. و اقتضت مصالح أخرٰی أن یُبعث رسـولنا فی الیوم الخامس .أعنی فـی الألف الخامس بعد آدم، لِما

پس یقیناً حقیقی خَتـمیّت چھٹے ہزار میں مقدر تھی جو کہ خدائے رحمٰن کے دنوں میں سے چھٹا دن ہے۔ تا کہ جو نوع انسان کا خاتم ہے وہ ابوالبشر (آدم) سے مشابہ ہو جائے۔ نیز بعض دیگر مصلحتوں نے تقاضا کیا کہ ہمارے رسول (ﷺ) پانچویں دن میں یعنی آدم

بـقیة الـحــاشیة ـ الاحــمـدیة وقـدمـضٰـی عـلیـه ازید من عشرین سنة من المدة فـان اللّٰه کان اوحٰی الــیّ وقـــال: کـل بـــرکة مــن مـحـمّـدٍ صـلـی الـلّٰـه علیـه وسلم فتبـارک مـن عـلّم وتعلّم. یعنی ان النبـی صـلـی الـلّٰـه عـلّمک من تـاثیـرروحـانیته و افاض اناء قلبک بـفیـض رحـمتـه لیـدخـلک فـی صـحـابتـه ولیشـرکک فـی برکته ولیتـم نَبأُ اللّٰه و آخرین منهم بفضله ومـنّتـه.ولـمّـاکـان هٰذاالنبأ الاصل الـمـحـکـم و البـرهان الاعظم علی دعـوٰی فی القرآن اشاراللّٰه سبحانه الیــه فــی البــراهین لیکون ذکـره هٰـذاحـجةً عـلــی الاعداء من جهة طول الزمان.منه

بقیہ حاشیہ ۔ پر بیس برس سے زائد مدت گزر چکی ہے۔ اللہ نے میری طرف وحی کی تھی اور فرمایا تھا کہ ہر برکت محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی۔ یعنی نبی ﷺ نے اپنی روحانیت کی تاثیر سے تیری تعلیم کی ہے اور تیرے دل کا جام آپؐ نے اپنی رحمت کے فیض سے لبریز کر دیا ہے تا کہ تجھے اپنے صحابہ میں شامل فرما لیں اور تجھے اپنی برکت میں شریک فرمائیں اور تا کہ اللہ کی وَ آخَرِیْنَ مِنْھُمْ والی پیشگوئی اس کے فضل اور احسان سے پوری ہو جائے۔ اور چونکہ یہ پیشگوئی قرآن میں مذکور دعویٰ کی محکم بنیاد اور اس پر برھانِ اعظم تھی اس لئے اللہ سُبْحَانَہٗ نے اس کی طرف براہین احمدیہ میں اشارہ فرمادیا تا کہ اس کا یہ ذکر طوالت زمانہ کے اعتبار سے دشمنوں پر حجت ہو۔منه

كـان اليـوم الخامس يومَ اجتماع العـالَـم الـكبيـر، وهو ظِلٌّ لآدم الـذى أعـزّه اللّٰه وأكرمَ، فإن آدم جـمـع فى نفسه كلَّ ما تفرّقَ فيه ووصـل كـلـما تجذَّمَ، فلا شك أن العـالَم الكبير قد نزل بمنزلة خِـلـقةٍ أولٰـى لآدم فـى صُوَرٍ متنـوّعة، فـقـد خُـلِق آدم بهـذا الـمعـنـى فـى اليوم الخامس من غيـر شك وشبهة، ثـم أراد اللّٰـه أن يُـنشِـأَ نبيَّنا الذى هو آدم خلقًا آخـر فـى الألف السـادس بعد خِـلقته الأولٰى، كما أنشأ مِن قبل صـفيَّـــه آدمَ فـى آخــر اليـوم السـادس من أيام بدو الفطرة ليتمّ الـمشـابهة فى الأولى والأخرى، وهـو يـوم الـجـمعة الـحـقيقية، وكـان جـمـعةُ آدم ظلًّا لـه عند أولـى الـنُهَـى، فـاتّخذَ على طريق البـروز مظهرًا له مِن أمّته، وهو له كالعين فى اسمه وماهيّته، وخلَقه الـلّٰـه فى اليوم السادس بحساب

کے بعد پانچویں ہزار میں مبعوث کئے جائیں کیونکہ پانچواں دن عالم کبیر کے اجتماع کا دن ہے اور وہ آدم کا ظل ہے جسے اللہ نے عزت و شرف عطا کیا کیونکہ آدم نے اپنے اندر وہ سب کچھ جمع کر رکھا ہے جو اس عالم میں متفرق طور پر موجود ہے اور اسے جوڑ کر سمیٹ لیا ہے جو الگ ہو کر بکھرا ہوا ہے۔ پس کوئی شک نہیں کہ عالم کبیر متنوع صورتوں میں بمنزلہ آدم کی پہلی پیدائش کے ہے۔ پس آدم بلا شک و شبہ اس معنی میں پانچویں دن میں پیدا کیا گیا۔ پھر اللہ نے چاہا کہ ہمارے نبی ﷺ کو، جو آدم ہیں، چھٹے ہزار میں آپؐ کی پہلی تخلیق کے بعد ایک نئے رنگ میں پیدا کرے جیسا کہ پہلے اس نے اپنے چنیدہ فرد آدم کو آغازِ تخلیق کے دنوں میں سے چھٹے دن کے آخر پر پیدا کیا تھا تا کہ پہلی اور آخری پیدائش میں مشابہت پوری ہو جائے۔ اور یہی حقیقی جمعہ کا دن ہے جب کہ آدم کا جمعہ عقل مندوں کے نزدیک اس کا ظِلّ تھا۔ پھر اللہ نے آپؐ کی امت میں سے بروزی رنگ میں آپؐ کا ایک مظہر بنایا

أيام بدونشأة الدنيا لتكميل مماثلته. أعني في آخر الألف السادس ليشابه آدم في يوم خلقته، وهو الجمعة حقيقةً، لأن اللّٰه قدّر أنه يجمع الفِرق المتفرّقة في هذا اليوم جمعًا برحمةٍ كاملةٍ، وينفَخ في الصور. يعني يتجلّى اللّٰه لجمعهم فإذا هم مجتمعون على ملّة واحدة إلّا الذين شقُوا بمشيّة وحبَسهم سجنُ شِقوة، وإليه أشار سبحانه في قوله وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ في سورة الجمعة، إيماءً إلى يوم الجمعة الحقيقية. وأراد من هذا القول أنّ المسيح الموعود الذي يأتي من بعد خاتم الأنبياء هو محمد صلى الله عليه وسلم من حيث المضاهاة التامة، ورفقاءه كالصحابة، وأنه هو عيسى الموعود لهذه الأمّة، وعدًا من اللّٰه ذي العزّة في سورة

جو نام اور ماہیت میں اصل کی طرح ہی ہے اور اللہ نے تکمیل مماثلت کے لئے اسے آغاز تخلیق کے دنوں کے حساب سے چھٹے دن میں پیدا کیا یعنی چھٹے ہزار کے آخر میں تا کہ وہ اپنی تخلیق کے دن کے لحاظ سے آدم سے مشابہ ہو اور یہی درحقیقت جمعہ کا دن ہے کیونکہ اللہ نے مقدر کر رکھا ہے کہ وہ اس دن میں اپنی رحمتِ کاملہ سے تمام متفرق گروہوں کو اکٹھا کرے گا اور بِگل پھونکا جائے گا۔ یعنی اللہ ان کو جمع کرنے کے لئے تجلّی دکھائے گا تو فوراً ہی وہ ملتِ واحدہ پر اکٹھے ہو جائیں گے سوائے ان کے جو مشیّتِ ایزدی سے بدبخت ہوئے اور بدبختی کی قید نے انہیں روکے رکھا۔ اسی کی طرف اللہ سبحانہ نے سورۃ الجمعہ میں حقیقی جمعہ کے دن کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنے ارشاد وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ[1] میں اشارہ فرمایا ہے۔ اس قول سے اللہ کا منشاء یہ ہے کہ وہ مسیح موعود جو خاتم الانبیاءؑ کے بعد آئے گا وہ مماثلت تامہ کے اعتبار سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوگا اور اس کے رفقاء صحابہ کی طرح ہوں گے اور وہی اس امت کے لئے عیسیٰ موعود ہوگا۔ یہ اللہ ذوالعزت کی طرف سے سورۃ التحریم، سورۃ النور

﴿ت﴾

[1] الجمعة:۴

التحريم و النور و الفاتحة. قولَ الحق الذی فيه يمترون. ما كان لنبی أن يأتی بعد خاتم الأنبياء إلا الذی جُعل وارثه مِن أُمّته، وأُعطیَ مِن اسمه وهويّته، ويعلمه العالمون. فذالک مسيحكم الذی تنظرون إليه ولا تعرفونه، وإلى السماء أعينَكم ترفعون. أتظنّون أن يردّ الله عيسى ابن مريم إلى الدنيا بعد موته وبعد خاتم النبيين؟ هيهات هيهات لما تظنون. و قد وعد الله أنه يُمسِک النفسَ التی قضی عليها الموت، والله لا يخلف وعده ولكنكم قوم تجهلون. أتزعمون أنه يُرسِل عيسى إلى الدنيا، ويوحی إليه إلى أربعين سنة، ويجعله خاتم الأنبياء وينسى قوله وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [1] سبحانه وتعالى عمّا تصِفون! إنْ تتّبعون إلا ألفاظا لا تعلمون

اورسورۃ الفاتحہ میں وعدہ ہے۔ یہ وہ حق بات ہے جس میں وہ شک کر رہے ہیں۔ کسی نبی کے لئے خاتم الانبیاءؑ کے بعد آنا ممکن نہیں سوائے اس کے جو آپؐ کی امت میں سے آپؐ کا وارث بنایا گیا ہو اور اسے آپؐ کے نام اور جوہر سے حصہ دیا گیا ہو۔ اور علم رکھنے والے اس بات کو جانتے ہیں۔ پس یہ ہے تمہارا مسیح جسے تم دیکھ تو رہے ہو مگر اسے پہچان نہیں رہے۔ اور آسمان کی طرف نظریں اٹھائے ہوئے ہو۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ اللہ عیسیٰ بن مریم کو اس کی وفات کے بعد اور خاتم النبیینؐ کے بعد دنیا میں لوٹا دے گا۔ دور کی بات ہے۔ بہت دور کی بات ہے جو تم خیال کئے بیٹھے ہو۔ اللہ وعدہ فرما چکا ہے کہ جس نفس کے لئے وہ موت کا فیصلہ کر دیتا ہے وہ اسے روک رکھتا ہے۔ اور اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن تم ایک جاہل قوم ہو۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ عیسیٰ کو دنیا کی طرف بھیجے گا اور چالیس برس اس کی طرف وحی کرتا رہے گا اور اسے خاتم الانبیاء بنا دے گا اور اپنے قول وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [1] کو فراموش کر دے گا۔ وہ پاک ہے اور اس سے بہت بلند ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ تم محض ان الفاظ کا

[1] الاحزاب:٤١

حقيقتها، ولو رددتموها إلى حَكَمٍ من اللّٰه الذى أُرسلَ إليكم لكان خيرا لكم إن كنتم تعلمون. يا حسرة عليكم ! أنكم جعلتم عِلم الدين سَمُرًا، وتجادلون عليه بُخْلًا وحَسَدًا، وطبع اللّٰه على قلوبكم فلا تبصرون .ألا ترون إلى السلسلتين المتقابلتين، أو غلبتكم شِقوتكم فلا توانسون؟ وتقولون ليس ذكر المسيح الموعود فى القرآن، وقد مُلِأَ القرآن من ذكره ولكن لا يراه العمون .ألا إن لعنة اللّٰه على الكاذبين الذين يكذّبون كتاب اللّٰه ويحرّفونه ولا يخافون .وإذا قيل لهم تعالوا نبيّن لكم حُججَ اللّٰه قالوا إنّا نحن المهتدون .وما فى أيديهم إلا قصص باطلة ولا يتّقون. ويسخرون من الذين آمنوا وهم يعلمون .وما كان مجيئى فى آخر السلسلة المحمدية إلّا

تتبع کر رہے ہو جن کی حقیقت تمہیں معلوم نہیں۔ اگر تم ان کو اللہ کی طرف سے آنے والے حَکَم کے سامنے، جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، پیش کر دیتے تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوتا اگر تم جانتے ہو۔ وائے حسرت تم پر، تم نے قصے کہانیوں کو ہی علم دین بنالیا ہے اور تم بخل اور حسد کی وجہ سے ان کی بنیاد پر جھگڑتے ہو۔ اللہ نے تمہارے دلوں پر مہر کر دی ہے پس تم دیکھ نہیں سکتے۔ کیا تم ان دو متقابل سلسلوں (یعنی سلسلہ محمدیہؐ اور سلسلہ موسویہؑ) پر نظر نہیں کرتے یا تم پر تمہاری بدبختی غالب آ چکی ہے، پس تم محسوس نہیں کرتے۔ اور تم کہتے ہو کہ مسیح موعود کا ذکر قرآن میں نہیں ہے حالانکہ قرآن اس کے ذکر سے بھرا ہوا ہے لیکن اندھے اسے نہیں دیکھ سکتے۔ خبردار! ان جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے جو کتاب اللہ کو جھٹلاتے اور اس میں تحریف کرتے ہیں اور ڈرتے نہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ ہم تمہارے لئے اللہ کے دلائل کھول کر بیان کریں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو ہیں ہی ہدایت یافتہ حالانکہ اُن کے ہاتھوں میں باطل قصوں کے سوا کچھ نہیں اور وہ تقویٰ شعار نہیں ہیں۔ اور وہ جانتے بوجھتے ہوئے ایمان لانے والوں سے تمسخر کرتے ہیں۔ میرا سلسلہ محمدیہؐ کے

لإكمال المماثلة ولتوفية وزن المقابلة، وليرُدَّ الكرّة لآدم بعد الكرّة الشيطانية ☆ ، فما لهم لا يتفكّرون ! أكان عسيرا على الله أن يخلق كعيسى ابن مريم عيسٰى آخرَ، سبحانه، إذا قضى أمرًا فإنما يقول له كن فيكون . هو اللّٰه الذى بعث مثيلَ موسٰى فى أوّل السلسلة المحمّدية،

آخر پر آنا محض مماثلت کو کامل کرنے اور مقابلہ کے وزن کو پورا کرنے کے لئے ہے۔اوراس لئے ہے تا کہ شیطان کے غلبہ کے بعد آدم کو پھر غلبہ بخشا جائے ☆۔ پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ سوچتے نہیں۔ کیا اللہ پر عیسیٰ بن مریم جیسا اور عیسیٰ پیدا کرنا مشکل ہے۔ وہ پاک ہے۔ جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لے تو اسے صرف یہ کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہونے لگتا ہے اور ہو کر رہتا ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے سلسلہ محمدیہ کے آغاز میں مثیل موسیٰؑ

☆ **الحاشية** ۔ ان اللّٰه خلق اٰدم وجعله سيداوحاكما واميرا على كل ذى روح من الانس والجان. كمايفهم من اٰية اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ثم ازلّه الشيطان واَخرجه من الجنان. وردالحكومة الى هٰذاالثعبان. ومسّ اٰدم ذلة وخزى فى هٰذه الحرب والهوان. وان الحرب سجال. ولاتقياء مآل عندالرحمٰن. فخلق الله المسيح الموعود ليجعل الهزيمة على الشيطان فى اٰخرالزمان. وكان وعدًا مكتوبا فى القرآن. منه

☆حاشیہ۔ اللہ نے آدم کو پیدا کیا اور اُسے انسانوں اور جنّوں میں سے ہر ذی روح کا سردار، حاکم اور امیر بنایا جیسا کہ آیت اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ[1] سے تفہیم ہوتی ہے۔ پھر شیطان نے اسے پھسلا دیا اور اسے جنتوں سے نکلوا دیا۔ اور حکومت اس اژدھا کو دے دی گئی اور اس جنگ میں آدم کو ذلت، رسوائی اور شرمندگی پہنچی۔ جنگ میں برتری کبھی ایک کی ہوتی ہے اور کبھی دوسرے کی، اور خدائے رحمٰن کے نزدیک (اچھا) انجام متقیوں کا ہی ہے۔ پس اللہ نے مسیح موعود کو پیدا کیا تا زمانے کے آخر پر شیطان کو ہزیمت پہنچائے۔ یہ وہ وعدہ ہے جو قرآن میں لکھا ہوا ہے۔ منہ

[1] البقرة:۳۵

فظهر منه أنه كان يريد أن يخلق مثلَ عيسٰى فى آخرها ليتشابه السلسلتان بالمشابهة التامة، فما لكم لا تؤمنون؟أيها الناس!آمِنوا أو لا تؤمنوا إن اللّٰه لن يترک هذه السلسلة حتى يُتمّها ولن يترک حيّةَ آدم حتى يقتلها، فرُدُّوا ما أراد اللّٰه إن كنتم تقدرون.أترُدّون نعمة اللّٰه بعد نزولها أيها المحرومون؟ وقد تم وعد اللّٰه صدقا وحقا، فلا تشتروا الضلالة أيها الخاسرون . أتبخلون بما أنعم اللّٰه على عبد من عباده؟ أتُعجِزون اللّٰه بألسنكم وحِيلِكم ومكائدكم؟ فاجمعوا كلّ مكركم، وادعوا الذين سبقوكم مكرًا و زورًا، واقعدوا فى كل طريق ولا تُمهِلونِ .وستنظرون أن اللّٰه يخزيكم ويردّ عليكم كيدكم ولا تضرّونه شيئا ولا تُنصَرون . أحسبتم أن إنسانا فعَل فعلًا مِن

کو مبعوث فرمایا۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ وہ چاہتا ہے کہ اس سلسلہ کے آخر پر مثیل عیسیٰ پیدا کرے تا دونوں سلسلوں میں مشابہتِ تامہ ہو جائے۔ پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ایمان نہیں لاتے۔ اے لوگو! تم ایمان لاؤ یا ایمان نہ لاؤ۔ اللہ اس سلسلہ کو ہرگز نہ چھوڑے گا یہاں تک کہ اسے پورا کر لے اور آدم کے سانپ کو مارے بغیر ہرگز نہ چھوڑے گا۔ پس اگر تم طاقت رکھتے ہو تو اللہ کے ارادہ کو ٹال کے دکھاؤ۔ اے محرومو! کیا تم اللہ کی نعمت کو اس کے نازل ہو جانے کے بعد رد کرتے ہو جب کہ اللہ کا وعدہ صدق وسچائی سے پورا ہو چکا ہے۔ اے گھاٹا پانے والو! گمراہی نہ خریدو۔ کیا اللہ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندہ پر جو نعمت کی ہے تم اس پر بخل کرتے ہو۔ کیا تم اپنی زبانوں، حیلوں اور مکروں سے اللہ کو عاجز کر سکتے ہو۔ پس اپنے سب مکر اکٹھے کر لو اور ان لوگوں کو بلا لو جو فریب اور جھوٹ میں تم پر بھی سبقت لے گئے ہیں اور ہر راستے میں بیٹھ جاؤ اور مجھے مہلت نہ دو۔ تم ضرور دیکھو گے کہ اللہ تمہیں رسوا کرے گا اور تمہارے مکر تم پر الٹا دے گا اور تم اسے کوئی گزند نہ پہنچا سکو گے اور نہ تمہاری مدد کی جائے گی۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ایک انسان نے اپنی طرف سے یہ کام کر لیا

تلقاء نفسه؟ كلا .بل هو اللّٰه الذى يُصلِح الأرض بعد فسادها، أليست الأرض مُنجَّسة من فساد، فما لكم لا تنظرون؟ إنكم تركتم الصراط، فترككم اللّٰه وذهب بنور قلوبكم، وكذالك يُجزَى المجرمون . أعجبتم أن جاء كم إمام من أنفسكم فى آخر الأزمنة ليتساوى السلسلتان ككَفَّتى الميزانِ، ما لكم كيف تعجبون؟ كذالك ليتمّ وعدُ اللّٰه فى التحريم والنور والفاتحة والبقرة، ما لكم لا تفكّرون؟ وقد نزلت الآيات وحصحص الحق وظهرت البيّنات ثم أنتم تُعرِضون .وما طلبتم من حُجّة إلّا أُعطِىَ لكم فوج منها ثم لا تنتهون .ألا ترون إلى أرضكم كيف ينقُصها اللّٰه من أطرافها، والرقاب تحت قدمى هذه تتذلل، والناس مِن كل فَجٍّ

ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ اللہ ہی ہے جو زمین کی اس کے بگاڑ کے بعد اصلاح کرتا ہے۔ کیا زمین فساد سے ناپاک نہیں ہوگئی تھی۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم دیکھتے نہیں۔ یقیناً تم نے صحیح راستہ کو چھوڑ دیا ہے پس اللہ نے بھی تمہیں چھوڑ دیا اور تمہارے دلوں کا نور لے گیا ہے اور مجرموں کو اسی طرح بدلہ دیا جاتا ہے۔ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ آخری زمانہ میں تمہارے پاس تمہی میں سے ایک امام آ گیا ہے تا کہ دونوں سلسلے ترازو کے دو پلڑوں کی طرح باہم مساوی ہو جائیں۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے تم کس طرح تعجب کرسکتے ہو؟ اسی طرح ہوا تا کہ سورۃ التحریم، سورۃ النور سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ میں مذکور اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے۔ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم غور و فکر نہیں کرتے۔ نشانات نازل ہو چکے ہیں اور حق کھل چکا ہے اور روشن دلائل ظاہر ہو چکے ہیں۔ پھر بھی تم اعراض کر رہے ہو۔ تم نے جو دلیل بھی طلب کی تمہیں اس کی فوج عطا کر دی گئی۔ پھر بھی تم باز نہیں آتے۔ کیا تم اپنی زمین کی طرف نہیں دیکھتے کہ اللہ کیسے اُسے اُس کے کناروں سے کم کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور گردنیں میرے اس قدم کے نیچے جھکی ہوئی ہیں اور ہر ایک راستہ سے لوگ میرے پاس اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اگر یہ معاملہ

يـجتـمـعون؟ ولو كان هذا الأمر مـن عـند غير الله لما لبثتُ فيكم إلـى ثلاثين سنة بعد دعوتى كما أنتم تشاهدون .و لَأُهلكتُ كما يُهلَك المفترون .أجئتُ شيئًا فـرِيًّا وكـنتـم مـن قبل تنتظرون؟ وقـد ابتهـلتـم كـل الابتهـال، ليُهـلِكـنـى ربّـى كأهل الضلال، فـأُعـطيـتُ لـى بركةٌ على بركة، ولُعِنَتْ كلماتُكم، وضُربتْ على وجـوهـكـم دعواتُكم، فأصبحتم مُـحـقَّـريـن مُـهـانـيـن بـمـا كنتم تُهينون .ما كان الله ليُهلِكنى قبل أن يتـمّ أمـرى، ولـى سـرٌّ بربّى لا يـعـلـمـه الـمـلائـكة، فـكيف تـعـرفـونـنـى أيهـا الـجـاهلون الـحـاسـدون؟ وليـس لى مقامى عنده بظاهر الأعمال ولا بأقوال، ولا بـعلم واستدلال، بل بسرٍّ في قـلـبـى هـو أثـقـل عنده من جبال. وإن سـرّى يُـحيِـى الأمـوات، ويُـنبِـت المَوات، ويُرِى الآيات،

غیراللہ کی طرف سے ہوتا تو میں اپنے دعویٰ کے بعدتمہارے اندرتیس برس تک زندہ نہ رہتا جیسا کہ تم مشاہدہ کررہے ہواورجس طرح مفتری ہلاک کئے جاتے ہیں ضرور میں بھی ہلاک کردیا جاتا۔ کیا میں نے کوئی جھوٹ گھڑا ہے حالانکہ تم تو پہلے ہی انتظار کررہے تھے۔تم نے ہرطرح گریہ وزاری کی کہ میرا رب مجھے گمراہوں کی طرح ہلاک کردے مگر مجھے برکت پر برکت دی گئی اورتمہارے کلمات پرلعنت کی گئی اورتمہاری دعائیں تمہارے مونہوں پر ماری گئیں پس تم ذلیل و رسوا ہو گئے کیوں کہ تم اہانت کرتے تھے۔ اللہ میرا مشن پورا ہونے سے قبل مجھے ہلاک نہیں کرے گا۔میرا اپنے رب کے ساتھ وہ راز ہے جسے فرشتے بھی نہیں جانتے۔ پس اے جاہلو، حاسدو! تم مجھے کیسے پہچان سکتے ہو۔اور اس کے حضور میرا مقام نہ ظاہری اعمال اور نہ اقوال اور نہ کسی علم واستدلال کی وجہ سے ہے بلکہ میرے دل میں موجود اس راز کی وجہ سے ہے جو اس کے نزدیک پہاڑوں سے بھی زیادہ وزنی ہے۔ یقیناً میرا بھید مُردوں کوزندہ کرتا ہے اور ویران بنجر زمین میں روئیدگی اگاتا ہے اور نشانات دکھاتا ہے۔پس کیا اہلِ دانش میں سے

فهل من طالب من ذوى الحصاة، وهل من قوم يطلبون؟ وإنى جُعِلتُ من ربّى آيةً للإسلام، وحُجّةً من الله العلّام، فسوف يعلم المنكرون. أَسمِعْ بهم وأَبْصِرْ يومَ يأتونه، وقد أنفدوا الأعمار فى هذه عميًا، ويُذكّرون فلا يبالون وإنى جئتُ لأنقل الناس من الوجود إلى العدم بحكمِ ربّ العزّة☆، و أُرِىَ الساعةَ قبل الساعة، وترون أن ﴿ث﴾

کوئی طلب گار ہے۔ اور کیا کوئی قوم متلاشی ہے۔ میں یقیناً اپنے رب کی طرف سے اسلام کے حق میں ایک نشان اور خدائے علاّم کی طرف سے ایک حجت بنایا گیا ہوں۔ پس منکرین عنقریب جان لیں گے۔ جس دن وہ اس کے پاس آئیں گے اس دن وہ کیا خوب سننے والے اور کیا خوب دیکھنے والے ہوں گے! انہوں نے اس دنیا میں اندھوں کی طرح عمریں ختم کر دیں۔ اور انہیں یاد دہانی کرائی جاتی رہی لیکن وہ پرواہ نہیں کرتے۔ میں اس لئے آیا ہوں تا ربّ العزت کے حکم سے لوگوں کو وجود سے عدم کی طرف لے جاؤں اور قیامت سے پہلے قیامت دکھاؤں۔

☆ **الحاشية** ۔ قد قلنا غير مرّة ان النقل من الوجود الى العدم. ليس بالسيف و السنان. بل بامرٍ من اللّه الديّان. فان اللّٰه كتب فى كتبه ان علامة ظهور المسيح الموعود ان تسمعوا اخبار المحاربات فى الأفاق و الاقطار. واخبار شيوع الوباء فى الديار. ثم من علامة المسيح انه يجذب الناس الى كمال نقطة التقاة. وان هو الا نوع من الممات. منه ﴿ث﴾

حاشیہ۔ ہم نے بار ہا یہ کہا ہے کہ وجود سے عدم کی طرف منتقلی تلوار اور تیر سے نہ ہوگی بلکہ جزا سزا کے مالک خدا کے حکم سے ہوگی۔ اللہ نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کی علامت ہے کہ تم کئی اطراف اور کئی علاقوں میں جنگوں کی خبریں اور کئی شہروں میں وبا پھیل جانے کی خبریں سنو گے۔ پھر مسیح کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو تقویٰ کے نقطہ ءکمال کی طرف کھینچ لائے گا اور یہ موت کی ہی ایک قسم ہے۔ منه

الأمـــراض تُشـاع والـنـفـوس تُـضـاع، وسيـذوق الـنـاس مـوتًـا هـو مـوت من أهـواء الـغَيـريّة وجـئـتُ لأنقل الناس من الكثرة إلى الوحدة، وإلى الاتّفاق من المخالفة، وإلى الاجتماع من التـفـرقة، ولذالك خُلِقَ أسبابُها، وفُتِح أبوابُها .ألا ترون إلى الطُرق كيف كُشفـتْ؟ وإلـى الوابورة كيف أُجريتْ؟ وإلى العِشار كيف عُطّلتْ؟ وإلى الأخبار كيف يُسِّرَ إيـصـالُهـا، والـخيـالات تبادلتْ؟ وإلـى الـنـفوس كيف زُوّجـتْ؟ وتـرون أن الـناس يُنقَلون من هذه الـدنيـا إلـى دار الفناء بمحاربات أوقـدتْ نـارهـا بيـن الـملوك وبـأنـواع الـوبـاء ثـم بإشاعة لُبّ تـعليم القرآن، وحقيقةِ كتاب الله الرحمٰن، الذى أُرسلتُ له فى هذا الـزمان، فإن هذا التعليم يدعو إلى الـموت ..أعنـى إلـى مـوتٍ يَرِدُ عـلـى الـنـفـس بتـرک الغَيـريّة

تم دیکھ رہے ہو کہ بیماریاں پھیل رہی ہیں اور جانیں ضائع ہو رہی ہیں اور عنقریب لوگ اس موت کا مزہ چکھیں گے جو غیر اللہ کی خواہشات کی موت ہے۔ میں اس لئے آیا ہوں تا لوگوں کو کثرت سے وحدت کی طرف اور مخالفت سے اتفاق کی طرف اور تفرقہ سے اتحاد کی طرف لے آؤں۔ اور اسی کے لئے اسباب پیدا کر دیئے گئے ہیں اور ان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ کیا تم راستوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے واضح کر دیئے گئے ہیں اور دخانی جہازوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے چلائے گئے ہیں اور دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں کیسے بیکار چھوڑ دی گئی ہیں اور خبروں پر نگاہ نہیں کرتے کہ انہیں پہنچانا کیسے آسان بنا دیا گیا ہے اور کس طرح تبادلہ خیالات ہو رہا ہے اور نفوس کو کیسے ملا دیا گیا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ لوگ ان جنگوں کی وجہ سے جن کی آگ بادشاہوں کے درمیان بھڑکائی گئی ہے اور طرح طرح کی وباؤں کی وجہ سے اس دنیا سے دار فانی کی طرف منتقل کئے جا رہے ہیں۔ پھر تعلیم قرآن کے مغز اور خدائے رحمان کی کتاب کی حقیقت کی اشاعت سے بھی جس کے لئے میں اس زمانہ میں بھیجا گیا ہوں کیونکہ یہ تعلیم موت کی طرف بلاتی ہے یعنی اس موت کی طرف جو دُوئی اور ہوا و ہوس کو چھوڑنے سے نفس

والهوٰى، ويدعو إلى محويّةٍ فى الشريعة الفطريّة وحالةٍ كحالةِ مَن مات وفنٰى، ويجرّ إلى تعطُّلٍ تامّ من حركات الاختيار، وموافقةٍ بالفتاوى التى تحصُل للقلب فى كل حين من اللّٰه مُنزِّلِ الأقدار. وفى هذه الحالة يكون الإنسان مستهلكةَ الذات غيرَ تابعٍ لأمر النفس والجذبات، حتى لا يُنسَب إليه سَكون ولا حركة ولا ترك ولا بطش ويتعالٰى شأنه عن التغيرات، ولا يوجد فيه من القصد والإرادة أثر، و لا من المدح والمذمّة خبر، ويصير كالأموات. فهذا نوع من الموت، فإنه لا يملك أهلُ هذا الموت حركةً ولا سُكونًا، ولا ألَمًا ولا لذّة ، لا راحةً ولا تعبًا، ولا محبّة ولا عداوة، ولا عفوًا ولا انتقامًا، ولا بُخلًا ولا سخاوة، ولا جُبنًا ولا شجاعة، ولا غضبًا ولا تحنُّنًا، بل هو ميّتٌ فى أيدى الحيّ القيّوم،

پر وارد ہوتی ہے اور فطرتی شریعت میں محو ہو جانے کی طرف اور اس شخص کی حالت جیسی حالت کی طرف بلاتی ہے جو مر گیا اور فنا ہو گیا ہو۔ اور خود اختیاری کی حرکات سے کلیۃً معطّلی اور ان فتاویٰ سے موافقت کی طرف کھینچتی ہے جو قضاء وقدر نازل کرنے والے اللہ کی طرف سے دل کو ہر آن حاصل ہوتے ہیں۔ اس حالت میں انسان فانی الذات ہو کر نفس اور جذبات کے حکم کے تابع نہیں رہتا یہاں تک کہ اس کی طرف نہ کوئی سکون منسوب ہو سکتا نہ کوئی حرکت اور نہ چھوڑنا اور نہ پکڑنا۔ اس کی شان تغیرات سے بالا ہو جاتی ہے اور اس میں اپنے قصد و ارادہ کا کوئی نشان تک نہیں رہتا اور نہ کسی مدح و مذمت کی خبر ہوتی ہے اور وہ مُردوں کی طرح ہو جاتا ہے۔ پس یہ موت کی ایک قسم ہے۔ اس موت کا مقام پانے والا نہ کسی حرکت وسکون کا اختیار رکھتا ہے اور نہ کسی دکھ اور لذت کا۔ نہ کسی راحت اور تھکاوٹ کا اور نہ کسی محبت و عداوت کا۔ نہ عفو کا نہ انتقام کا اور نہ کسی بخل کا اور نہ سخاوت کا۔ نہ کسی بزدلی اور نہ بہادری کا اور نہ غضب کا اور نہ شفقت کا۔ بلکہ وہ حیّ و قیّوم کے ہاتھ میں ایک مُردہ ہوتا ہے جس میں نہ کوئی حرکت باقی رہ گئی ہوتی ہے اور نہ کوئی خواہش

ما بقی فیه حرکةٌ ولا هوی، ولا يُنسَب إليه شیء من هذه العوارض کما لا يُنسَب إلی الموتٰی. ولا شک أن هذه الحالة موت وإنها منتهی مراتب العبودية، والخروج من العيشة النفسانية، وإليها تنتهی سير الأولياء الذاهبين إلی الحضرة الأحدية. هذا تعليم القرآن، وکلُّ تعليم دون ذالک فی الجذب إلی الرحمٰن، وليس بعده مرتبة من مراتب السلوک والعرفان عند ذوی العقل والفکر والإمعان. وإن التوراة أمال الناسَ إلی الانتقام، وعنده لا مفرَّ للظالم ولا خلاصَ، وإن عيسٰی شرّع لأمّته أنّ أحدهم إذا لُطِم فی خدّه وضَع الخدّ الآخر لمن لطمه ولا يطلب القصاصَ. فلا شک أن هذين الحزبين لا يشاورون الشريعة الفِطريّة، ولا يتّبعون إلّا الأوامر القانونية. وأما

اور نہ ہی ان حالتوں میں سے کوئی اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے جیسا کہ وہ مُردوں کی طرف منسوب نہیں کی جاتی۔ اور کوئی شک نہیں کہ یہ حالت ایک موت ہے اور یہ مراتبِ عبودیت کا انتہائی مقام اور نفسانی زندگی سے نکل جانا ہے اور اسی پر حضرت احدیت کی طرف جانے والے اولیاء کا سفر اپنی انتہا کو پہنچتا ہے۔ یہی قرآن کی تعلیم ہے اور باقی ہر تعلیم رحمٰن خدا کی طرف جذب میں اس سے کم تر ہے۔ عقل مندوں اور غور و فکر کرنے والوں کے نزدیک سلوک اور عرفان کے مراتب میں سے اس کے بعد اور کوئی مرتبہ نہیں۔ تورات نے لوگوں کو انتقام کی طرف مائل کر دیا۔ اس کے نزدیک ظالم کے لئے اب کوئی جائے فرار اور کوئی راہ نجات نہیں اور عیسٰیؑ نے اپنی امت کے لئے یہ حکم جاری کیا کہ اگر ان میں سے کسی کے ایک گال پر تھپڑ مارا جائے تو وہ اپنا دوسرا گال بھی تھپڑ مارنے والے کے آگے رکھ دے اور قصاص نہ طلب کرے۔ بلا شبہ یہ دونوں گروہ فطری شریعت سے مناسبت نہیں رکھتے اور محض قانونی احکام کی پیروی کرتے ہیں۔ جب کہ محمدیؐ شخص کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ جیسے قانونی شریعت کی پیروی کرتا ہے ایسا ہی وہ فطرتی شریعت کی بھی اتباع

الرجل المحمّدی فقد أُمر له أن یتّبع الشریعة الفطریة کما یتبع الشریعة القانونیة، ولا یقطَع أمرًا إلا بعد شهادة الشریعة الفطریة، ولذالک سُمِّیَ الإسلام دینَ الفطرة للزوم الفطرة لهذه الملّة، وإلیه أشار نبیّناصلی اللّٰه علیه وسلم استَفتِ قلبَک ولو أفتاک المُفتون ."فانظرْ کیف رغَّب فی الشریعة الفطریة ولم یقنع علی ما قال العالمون . فالمسلم الکامل من یتّبع الشریعتین، وینظر بالعینین، فیُهدَی إلی الصراط ولا یخدعه الخادعون .ولذالک ذکر اللّٰه فی محامد الإسلام أنه شریعة فطریة، حیث قال فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا [1]. وهذا من أعظم فضائل هذه الملّة ومناقبِ تلک الشریعة .فإنه یوجد فی هذا التعلیم مدار الأمر

کرے۔اور کسی بھی معاملہ کا حتمی فیصلہ فطرتی شریعت کی گواہی کے بعد ہی کیا جائے۔اس ملت کی فطرت سے وابستگی کی وجہ سے اسلام کو دینِ فطرت کا نام دیا گیا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ خواہ فتویٰ دینے والے تجھے فتویٰ دیتے رہیں تب بھی تو اپنے دل سے پوچھ۔ پس تو دیکھ کہ آپ ﷺ نے کس طرح فطرتی شریعت کی طرف رغبت دلائی ہے اور علماء کے اقوال پر ہی بس نہیں فرمائی۔ پس کامل مسلمان وہ ہے جو دونوں شریعتوں کی اتباع کرتا ہے اور دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے سو اسے صحیح راستہ کی طرف ہدایت دی جاتی ہے اور دھوکہ باز اسے دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اسی لئے اللہ نے اسلام کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے ذکر کیا کہ وہ دین فطرت ہے جیسا کہ فرمایا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا [1]۔ یہ امر اس ملت کے فضائل اور اس شریعت کے اوصافِ عالیہ میں سے عظیم ترین ہے کیونکہ اس تعلیم میں ہر معاملہ کا انحصار اس فیصلہ

[1] اللہ کی فطرت کو اختیار کر (وہ فطرت) جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (الرّوم: ۳۱)

علـى الـقــوة القُد سية القاضية الـمـوجـودة فى النشأة الإنسانية الـمُـوصِـلة إلـى كـمـال تـام فـى مـراتـب المحويّة، فلا يبقى معها مَـنْـفَذ للتصرّفات النفسانية، لِما فيـه عملٌ على الشهادة الفطرية . وأمّـا التوراة و الإنجيل فيتركان الإنســان إلـى حـدّ هـو أبعدُ من الشهـادة الفطرية القدسية، وأقربُ إلـى دخـل إفـراط القوة الغضبيّة، أو تفريط القوة الواهمة، حتى يمكِن أن يُسـمَّـى الـمـنتـقـم فـى بعض الـمـواضـع ذئبًـا مـؤذيًـا عـنـد الـعقلاء ، أو يُسمَّى الذى عفا فى غير محلّه وأغضٰى مثلًا عند رؤية فسقِ أهله دَيُّوثًا وقيحًا عند أهل الغيرة و الحياء. و لذالک ترى فـى بـعـض الـمـواضع رجلًا سَرَّه تـعـليمُ العفو يترُک حقيقةَ العفو والـرحمة، ويجاوز حدود الغيرة الإنسانية.فإن العفو فى كل محلّ ليـس بـمـحـمـوّد عند العاقلين،

کرنے والی قوتِ قدسیہ پر ہے جو نشأۃِ انسانیہ میں ہی موجود ہے اور مراتب فنا میں کمالِ تام تک پہنچاتی ہے۔ اس کی موجودگی میں نفسانی تصرفات کی کوئی گنجائش رہ نہیں جاتی کیونکہ اس میں فطری شہادت پر عمل ہوتا ہے۔ جب کہ تورات اور انجیل انسان کو اس حد پر چھوڑ جاتی ہیں جو پاک فطری شہادت سے بہت دور ہے اور قوتِ غضبیہ کے افراط یا قوتِ واہمہ کی تفریط کے دخل کے بہت قریب ہے حتی کہ اہل عقل کے نزدیک بعض مواقع پر انتقام لینے والے کو موذی بھیڑیا کہنا بھی ممکن ہوگا یا بغیر محل کے مثلاً بیوی کی بدکاری دیکھ کر عفو اور چشم پوشی کرنے والے کو بھی غیرت مند اور باحیا شخص کے نزدیک بے غیرت اور بے حیا کہنا بجا ہوگا۔ اس لئے بعض مواقع پر تُو اس آدمی کو جسے عفو کی تعلیم بڑی پسند ہے، دیکھتا ہے کہ وہ عفو اور رحمت کی حقیقت کو ترک کر بیٹھتا ہے اور غیرتِ انسانی کی حدود سے تجاوز کر جاتا ہے کیونکہ اہلِ عقل کے نزدیک ہر موقع پر معاف کر دینا قابل تعریف نہیں ہے اسی طرح غور وفکر کرنے والوں کے

﴿ج﴾

وكذالك الانتقام في كل مقام ليس بخير عند المتدبّرين .فلا شك أنه مَن أوجب العفو على نفسه في كل مقام بمتابعة الإنجيل فقد وضَع الإحسان في غير محلّه في بعض الحالات، ومَن أوجب الانتقام على نفسه في كل مقام بمتابعة التوراة فقد وضع القصاص في غير محلّه وانحطّ من مدارج الحسنات . وأمّا القرآن فقد رغّب في مثل هذه المواضع إلى شهادة الشريعة الفطرية التي تنبع من عين القوة القدسية، وتنزِل من روح الأمين في جَذْرِ القلوب الصافية، وقال: جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ [1] فانظرُ إلى هذه الدقيقة الروحانية، فإنه أمَر بالعفو عن

نزدیک ہر موقع پر انتقام لینا بھی مستحسن نہیں ۔ پس بلا شبہ جس نے بھی انجیل کی متابعت کرتے ہوئے ہر موقع پر معاف کرنا ہی اپنے پر لازم کر لیا ہو تو بعض حالات میں اس نے بے موقع احسان کیا اور جو توراۃ کی اتباع میں ہر جگہ انتقام لینا ہی اپنے پر واجب کر لے تو اس نے بے محل قصاص لیا اور نیکیوں کے مدارج سے نیچے گر گیا ۔ جب کہ قرآن نے اس قسم کے مواقع پر اس فطری شریعت کی شہادت کی طرف ترغیب دلائی ہے جو قوتِ قدسیہ کے چشمہ سے پھوٹتی ہے اور روح الامین کی طرف سے صاف دلوں کی گہرائی میں اترتی ہے ۔ قرآن کہتا ہے ۔ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ [1] پس تو اس روحانی دقیق نکتہ پر نگاہ کر کہ اس نے کسی جرم پر عفو کا حکم اس شرط

[1] بدی کا بدلہ اتنی ہی بدی ہوتی ہے اور جو معاف کرے اور اصلاح کو مدّنظر رکھے تو اس کو بدلہ دینا اللہ کے ذمّے ہوتا ہے۔(الشوریٰ: ۴۱)

الجريمة بشرط أن يتحقق فيه إصلاحٌ لنفسٍ، وإلّا فجزاء السيئة بالسيئة .ولما كان القرآن خاتم الكتبِ وأكملَها وأحسن الصحف وأجملَها، وَضَع أساس التعليم على منتهى معراج الكمال، وجعَل الشريعة الفطرية زوجًا للشريعة القانونية فى كل الأحوال، ليعصم الناس من الضلال، وأراد أن يجعل الإنسان كالميت لا يتحرّك إلى اليمين ولا إلى الشمال، ولا يقدر على عفو ولا على انتقام إلا بحُكم المصلحة من اللّٰه ذى الجلال .فهذا هو الموت الذى أُرسِلَ له المسيح الموعود ليُكمِلَه بإذن الربّ الفعّال، ولأجل ذالک قلتُ إن المسيح الموعود ينقل الناسَ من الوجود إلى العدم، فهذا نوع من النقل وقد سبق قليل من هذا المقال. وشتّان بين هذا التعليم الجليل

سے دیا ہے کہ اس میں نفس کی اصلاح ہوتی ہو ورنہ بدی کا بدلہ کی گئی بدی کے برابر ہے۔ چونکہ قرآن تمام کتابوں کا خاتَم اور اکمل ہے اور تمام صحف سے بہترین اورخوبصورت ترین ہے اس لئے اس نے اپنی تعلیم کی بنیاد معراجِ کمال کی انتہا پر رکھی ہے اور تمام حالتوں میں فطری شریعت کو قانونی شریعت کا ساتھی بنایا تاکہ لوگوں کو گمراہی سے بچائے اور چاہا کہ انسان کو اس مردہ کی طرح بنا دے جو نہ دائیں طرف حرکت کرتا ہے اور نہ بائیں طرف۔ اور خدائے ذوالجلال کی مصلحت کے حکم کے بغیر نہ عفو کا اختیار رکھتا ہے اور نہ انتقام کا۔ پس یہی وہ موت ہے جس کے لئے مسیح موعود کو بھیجا گیا ہے تا رب فعال کے حکم سے اس کی تکمیل کرے۔ اور اسی لئے میں نے کہا ہے کہ مسیح موعود لوگوں کو ہست سے نیست کی طرف منتقل کرے گا۔ پس یہ انتقال کی ایک قسم ہے اور اس گفتگو کا تھوڑا سا حصہ گزر چکا ہے۔ اس جلیل القدر تعلیم اور تورات اور انجیل

وتعليم التوراة والإنجيل، فاسأل الـذيـن قبِـلـوا وسـاوس الـدجّـال .إن هذا التعليم يهدى لِـلّتـى هى أقوَمُ، ليس فيه إفراط ولا تـفـريط،ولا ترك مصلحة وحـكـمة، ولا تـرك مقتضـى الـوقـت والـحال،بل هو يجرى تـحت مجارى الأوامر الشريعة الـفطرية وفتاوى القوة القدسية ولا يميل عن الاعتدال .وقد قُدّر مـن الأزل أن الـمسيـح الموعود يُشيـع هذا التعليم المحمود حق الإشـاعة، ليُـميـت السعداءَ قبل مـوت السـاعة، فهـنـاك يموت الـصـالـحون من كمال الإطاعة، وهـذا الـمـوت يُـعـطَـى للقلوب السـلـيـمة الـصـافية، ويشـربون كأس المحويّة، ويغيبون فى بحر الـوحـدة بعد نَضوِ لباس الغَيريّة . وأمّـا الذين شقُوا فيرد عليهم فى آخـر الأمـر رجـس مـن السماء بـأنـواع الـوبـاء ، أو بالمحاربات

کی تعلیم کے مابین بہت بُعد ہے۔ پس تُو ان لوگوں سے پوچھ لے جنہوں نے دجّال کے وساوس کو قبول کرلیا ہے۔ یقیناً یہ تعلیم اس راہ کی طرف ہدایت دیتی ہے جو سب سے زیادہ معتدل ہے۔نہ اس میں افراط ہے اور نہ تفریط۔ نہ مصلحت وحکمت کو چھوڑنا ہے اور نہ وقت اور حال کے تقاضے کو نظر انداز کرنا ہے۔ بلکہ وہ فطری شرعی اوامر اور قوتِ قدسیہ کے فتاویٰ کے تقاضوں کے تحت چلتی ہے۔ اور اعتدال سے نہیں ہٹتی۔اور ازل سے یہ مقدر کیا جا چکا ہے کہ مسیح موعود اس قابلِ تعریف تعلیم کی ویسی اشاعت کرے جیسا کہ اشاعت کا حق ہے تا خوش نصیبوں کو قیامت والی موت سے قبل ہی موت دے دے۔ پس اس موقع پر نیک لوگ کمالِ اطاعت سے مر جائیں گے۔ اور یہ موت صافی اور سلیم دلوں کا ہی نصیب ٹھہرتی ہے۔ وہ فنا کا جام پیتے ہیں اور دوئی کا لبادہ اتار پھینکنے کے بعد بحرِ وحدت میں گم ہو جاتے ہیں۔اور وہ لوگ جو بد بخت ہوئے آخر کار ان پر طرح طرح کی وباؤں سے یا جنگوں اور خونریزی سے آسمان سے عذاب وارد ہوگا۔ اور حضرت کبریاء کی تقدیر کے

وسفک الدماء، فيسرى بينهم الإقعاصُ والقَعْص كقُعاص الغنم تقديرًا من حضرة الكبرياء، ويكثُر المحاربات على الأرض فتختتم حرب وتبدو أخرى، وتسمعون من كل طرف أخبار الموتٰى. وذالک کله لخاصيةِ وجود المسيح، فإن اللّٰه نزّله كالمُجِيح، وهذا من أكبر علاماته وخواص ذاته، فإنه قابلَ آدم في هذه الصفات، مع بعض أمور المضاهات، أما المضاهات فتوجد في نوع الخِلقة، فإن آدم خُلق منه حوّاءُ كالتوءَ م من يد القدرة، وكذالک خُلق المسيح الموعود تَوْءَمًا وتولّدتْ معه صبيةٌ مسمّاة بالجَنّة، وماتت إلى ستة أشهر من يوم الولادة و ذهبت إلى الجنّة، وما ماتت حوّاء لتكون سببًا للكثرة، فإن آدم قد ظهر لينقل الناس من العدم إلى الوجود،

طور پر ان میں ناگہانی موت اور بھیڑوں کو لگنے والی آناً فاناً ہلاک کر دینے والی بیماری جیسی بیماری کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔ زمین پر جنگیں بکثرت ہوں گی۔ ایک جنگ ختم ہو گی تو دوسری شروع ہو جائے گی اور تم ہر طرف سے مرنے والوں کی خبریں سنو گے۔ یہ سب کچھ مسیح کے وجود کی خاصیت کی وجہ سے ہو گا۔ یقیناً اللہ نے اسے ایک بیخ کَن کی طرح اتارا ہے اور یہ اس کی بڑی نشانیوں میں سے اور اس کی ذات کے خواص میں سے ہے۔ پس وہ ان صفات میں مشابہت کے بعض پہلوؤں کے ساتھ آدم کے بالمقابل بھی ہے۔ جہاں تک مشابہت کا تعلق ہے تو وہ پیدائش کی نوعیت میں پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ دستِ قدرت سے آدم سے حَوّا ایک توأم (جڑواں) کی طرح پیدا کی گئی۔ اسی طرح مسیح موعود بھی توأم پیدا ہوئے اور اس کے ساتھ ایک لڑکی جنّت نامی بھی پیدا ہوئی جو یوم ولادت سے چھ ماہ بعد وفات پا گئی اور جنت میں چلی گئی۔ جب کہ حَوّا فوت نہ ہوئی تا کہ وہ کثرت کا ذریعہ بنے۔ کیونکہ آدم اس لئے ظاہر ہوا تھا تا لوگوں کو عدم سے وجود کی طرف لے آئے۔

فکان حقُّ تَوْءَمِه أن يبقى لينصره علـى تـكـميـل المقصود، وأمّا الـمسيـح الـمـوعـود فـقد ظهر لينـقـل الـنـاس من الحيـاة إلى الـمَـنيّة، فـكـان حقُّ توء مِـه أن يـنـقـل مـن هـذه الـدار ليـكـون إرهـاصًا للإرادة المَنوِيّة. ثم إنّ آدم خُـلـق فـى يـوم الـجـمـعة، وكـذالـك وُلـد الـمسيـح الـمـوعـود فـى هـذا اليـوم فـى السـاعة المباركة.ثم إن آدم خُلِق فـى اليـوم السـادس، وكـذالك الـمسيح الموعود خُلق فى الألف السـادس.وأما الآفـات التى قُدّر ظهـورها فى وقـت المسيح.فمِن أعـظـمها خروج يأجوج ومأجوج، وخـروج الدجّال الـوقيح، وهم فتـنة لـلـمسلمين عند عصيانهم وفـرارهم من اللّٰه الودود، وبلاء عـظيـم سُـلّـط عليهم كما سُلّط عـلـى اليهـود واعـلم أن يأجوج ومـأجـوج قـومـان يستعملون

اس لئے اس کی جڑواں کا حق تھا کہ وہ زندہ رہے تا تکمیلِ مقصود میں آدم کی مدد کرے۔ اور جہاں تک مسیح موعود کا تعلق ہے تو وہ لوگوں کو زندگی سے موت کی طرف لے جانے کے لئے ظاہر ہوا۔ اس لئے اس کی جڑواں کا یہ حق تھا کہ اسے اس جہان سے منتقل کر دیا جائے تا مطلوبہ ارادہ کے لئے بطور ارہاص ہو۔ پھر آدم جمعہ کے روز پیدا ہوا اور اسی طرح مسیح موعود بھی اس دن کی ایک مبارک گھڑی میں پیدا ہوا۔ پھر آدم چھٹے دن میں پیدا ہوا۔ اور اسی طرح مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوا۔ اور وہ آفات جن کا ظہورِ مسیح کے وقت میں مقدر کیا گیا تھا ان میں سے بڑی بڑی آفات یاجوج ماجوج کا خروج اور بے حیاء دجّال کا ظہور ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے نافرمانی کرنے اور خدائے وُدود سے راہِ فرار اختیار کرنے کے وقت بطور فتنہ ہیں اور ایک بڑی بلا ہیں جو ان پر مسلّط کر دی گئی ہے جیسا کہ یہود پر مسلّط کی گئی تھی۔ واضح ہو کہ یاجوج اور ماجوج دو قومیں ہیں جو جنگوں اور

النار وأجيجه فی المحاربات و غيرها من المصنوعات، و لذالک سُمّوا بهذين الاسمين، فإن الأجيج صفة النار وكذالک يكون حربهم بالموادّ الناريات، ويفوقون كلَّ من فی الأرض بهذا الطريق من القتال، ومِن كل حدَبٍ ينسِلون، ولا يمنعهم بحر ولا جبل من الجبال، ويخرّ الملوک أمامهم خائفين، ولا تبقى لأحدٍ يدُ المقاومة، ويُداسُون تحتهم إلى الساعة الموعودة .ومَن دخل فی هاتين الحجارتين ولو كان له مملكة عظمٰی، فطُحن كما يُطحَن الحَبُّ فی الرَحی، وتُزلزَل بهما الأرض زلزالها، وتُحرَّک جبالها، ويُشاع ضلالها، ولا يُسمَع دعاءٌ ولا يصل إلى العرش بكاءٌ، ويصيب المسلمين مصيبة تأكل أموالهم وإقبالهم وأعراضهم، وتهتک

دیگر مصنوعات میں آگ اور اس کے شعلوں کو استعمال کرتی ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو یہ دو نام دیئے گئے ہیں۔ اَلْاَجِیْج آگ کی صفت ہے۔ اسی طرح ان کی جنگ آتشیں مواد سے ہوتی ہے۔ اور جنگ کے اس طریقہ سے وہ سب اہل زمین پر غالب آتے جاتے ہیں۔ اور وہ ہر اونچی جگہ سے دوڑتے چلے آتے ہیں۔ نہ سمندر ان کی راہ میں روک بنتا ہے اور نہ کوئی پہاڑ۔ بادشاہ خوف کے مارے ان کے آگے گر گر جاتے ہیں۔ کسی کے لئے ان کا سامنا کرنے کی سکت باقی نہیں رہی اور وہ سب ان (یاجوج ماجوج) کے نیچے موعود گھڑی تک کچلے جاتے رہیں گے۔ جو کوئی بھی ان دو پتھروں کی زد میں آئے گا خواہ اس کی عظیم مملکت ہی ہو تو وہ اس طرح پیس دیا جائے گا جس طرح دانہ چکی میں پیسا جاتا ہے اور زمین ان دونوں سے سخت زلزلہ میں ڈالی گئی ہے۔ اس کے پہاڑوں کو حرکت دی گئی ہے اور اس کی گمراہی پھیلا دی گئی ہے۔ نہ کوئی دعا سنی جاتی ہے اور نہ کوئی آہ و بکا عرش تک پہنچتی ہے۔ مسلمانوں کو وہ مصیبت پہنچ رہی ہے جو ان کے مالوں، جاہ و مرتبہ اور عزتوں کو کھاتی جاتی ہے اور ﴿ح﴾

أسرار ملوك الإسلام، ويظهَر على الناس أنهم كانوا مَورِدَ غضبِ اللّٰه من العصيان والإجرام. ويُنزَع منهم رعبهم وإقبالهم وشوكتهم وجلالهم بما كانوا لا يتّقون. ويبارون الأعداء من طريق وينهزمون من سبعة طُرق بما كانوا لا يحسنون. يراء ون الناس ولا يتّبعون رسول اللّٰه وسُنّته ولا يتديّنون. وإنْ هم إلا كالصور ليس الروح فيهم، فلا ينظر إليهم اللّٰه بالرحمة ولا هم يُنصَرون. وكان اللّٰه يريد أن يتوب عليهم إن كانوا يتضرّعون، فما تابوا وما تضرّعوا فنزَل على المجرمين وبالهم إلا الذين يخشعون. ويرون أيام المصائب ولياليها كما رأى الملعونون. فعند ذالك يقوم المسيح أمام ربه الجليل، ويدعوه في اللّيل الطويل، بالصراخ والعويل، ويذوب

مسلمان بادشاہوں کی پردہ دری کی جارہی ہے اور لوگوں پر ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اپنی نافرمانی اور ارتکابِ جرم کی وجہ سے غضبِ الٰہی کے مورد بن گئے ہیں۔ ان سے ان کا رعب، اقبال، شوکت اور جلال اس وجہ سے چھین لیا گیا ہے کہ وہ تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ وہ ایک طریق سے دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہیں اور سات طریقوں سے ہزیمت اٹھاتے ہیں کیونکہ وہ نیکوکار نہیں ہیں۔ وہ لوگوں کے سامنے دکھاوہ کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی سنت کی پیروی نہیں کرتے اور نہ ہی دین کو صحیح طور پر اپناتے ہیں۔ وہ محض صورتیں ہیں جن میں روح کوئی نہیں۔ اس لئے اللہ ان پر نظرِ رحمت نہیں فرماتا اور نہ ان کی مدد کی جاتی ہے۔ اگر وہ تضرع کرتے تو اللہ ان کی توبہ قبول کرنا چاہتا ہے۔ مگر نہ انہوں نے توبہ کی اور نہ تضرع سے کام لیا پس مجرموں پر ان کا وبال نازل ہوا۔ سوائے ان کے جو عاجزی اختیار کرتے ہیں۔ وہ مصیبت کے دن اور اس کی راتیں دیکھیں گے جیسا کہ ملعونوں نے دیکھا۔ تب ایسی حالت میں مسیح اپنے رب جلیل کے سامنے کھڑا ہوگا اور لمبی رات میں اسے آہ وزاری سے پکارے گا اور آگ پر برف کے پگھلنے کی طرح پگھلے گا اور اس مصیبت پر

ذوبان الثلج على النار، ويبتهل لمصيبة نزلتْ على الديار، ويذكُر اللّٰهَ بدموع جارية وعبرات متحدّرة، فيُسمَعُ دعاؤه لمقامٍ له عند ربه، وتنزل ملائكة الإيواء ، فيفعل اللّه ما يفعل، وينجّى الناس من الوباء . فهناك يُعرَف المسيح فى الأرض كما عُرِفَ فى السماء ، ويوضع له القبول فى قلوب العامة والأمراء ، حتى يتبرّك الملوك بثيابه .وهذا كله من اللّٰه ومن جنابه وفى أعين الناس عجيب .ففكِّرْ فى القرآن والأحاديث إن كنت تريب .وما قلتُ من عندى بل هو عقيدة الجمهور من الصلحاء المسلمين، ومكتوبٌ فى كتاب ربّ العالمين.

-------- ☆ --------

جو ملکوں پر نازل ہوئی ہے گڑگڑا کر دعا کرے گا اور بہتے آنسوؤں اور ٹپ ٹپ گرتے اشکوں سے اللہ کو یاد کرے گا تو اس کے اس مقام کی وجہ سے جو اسے اس کے رب کے حضور حاصل ہے اس کی دعا سنی جائے گی اور پناہ دینے والے فرشتے اتریں گے اور اللہ وہ کام کرے گا جو وہ کرے گا۔ اور لوگوں کو اس وبا سے نجات دے گا۔ تب مسیح زمین میں بھی ویسے ہی شناخت کیا جائے گا جیسا کہ وہ آسمان میں شناخت کیا گیا ہے اور عوام اور امراء کے دلوں میں اس کی قبولیت رکھی جائے گی۔ یہاں تک کہ بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے اور اس کی جناب سے ہوگا اور لوگوں کی نظر میں عجیب ہوگا۔ پس اگر تجھے شبہ ہے تو قرآن اور احادیث میں غور کر۔ میں نے یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہیں بلکہ یہ مسلمان صلحاء میں سے جمہور کا عقیدہ ہے اور تمام جہانوں کے پروردگار کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

-------- ☆ --------

وَالحَالَةُ المَوْجُوْدَةُ تدعو المسيح الموعُودَ وَالمَهْدى المَعْهُودَ

إن الأرض مُلِئت ظلمًا وجَورًا، وأحاط الفساد نجدًا وغَورا، والحقائق زالت عن أماكنها، والدقائق تحوّلت عن مراكزها .ونضت الملّة لباس زينتها، وأغمدت الشريعة سيف شوكتها، وأُضيعَ أسرار بطنها ورموز هويّتها، وأُريقَ دماء أبنائها وحفدتها، حتى إن السماء بكت على ثُكلها وغربتها، وما بقى جارحة من جوارحها إلّا سقمتْ، وما مُضنِئة من مضنئاتها إلا عقمتْ، فالآن هى عجوز فقدت قواها، وشيخة غيّرت صورتها وسناها، وفى لسانها لُكْنة أظهرتها، وفى أسنانها قلوحة علتُها .أهذه الملة هى الملّة التى أتى بها خاتم النبيين وأكملَها ربّ العالمين؟ كلّا بل هى

موجودہ حالت مسیح موعود اور مہدی معہود کو پکار رہی ہے

یقیناً زمین ظلم و جور سے بھر گئی ہے اور فساد نے نشیب و فراز کو گھیر لیا ہے۔ حقائق اپنے مقامات سے ہٹ گئے اور دقائق اپنے مراکز سے جدا ہو گئے ہیں۔ ملت نے اپنی زینت کا لبادہ اتار دیا ہے اور شریعت نے اپنی شان و شوکت کی تلوار زیر نیام کر لی ہے۔ اس کے اندرونی اسرار اور اس کے باطنی رموز ضائع ہو گئے ہیں۔ اس کے بیٹوں اور پوتوں کی خون ریزی کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ آسمان بھی اس کے بیٹوں کے مرجانے اور اس کی غریب الوطنی پر گریہ کناں ہے۔ اس کا ہر عضو بیمار ہو چکا ہے اور اس کی ہر عورت بانجھ ہو چکی ہے۔ پس اب وہ ایک بڑھیا ہے جو اپنی سب طاقتیں کھو بیٹھی ہے اور ایک عمر رسیدہ عورت ہے جس کی شکل وصورت اور چمک دمک ماند پڑ چکی ہے۔ اور اس کی زبان میں لکنت ہے جس کا بار بار اظہار ہوتا ہے اور اس کے دانتوں پر پیلا ہٹ غالب ہے۔ کیا یہ دین وہی دین ہے جو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور جسے ربّ العالمین نے کامل

فسدت كل الفساد من أيدى المبتدعين الذين جعلوا القرآن عِضِين، وضلّوا وأضلّوا وما كانوا متفقهين .إنهم قوم لا يملكون غير القشرة، ولا يدْرون ما لُبّ الحقيقة، ثم يزعمون أنهم من العالِمين، بل من مشايخ الدين .ولا تجرى على ألسنهم إلا قصص نحتتْ آباؤهم، وما بقى عندهم إلا أمانيهم وأهواؤهم، واحتفلت جوامعهم من قوم لا يعلمون سرّ العبودية، ويجادلون بألفاظ سمعوها من الفئة الخاطئة، وما وطئتْ قدمهم سكك الروحانية .يصلّون ولا يدرون حقيقة الصلوٰة، ويقرء ون القرآن ولا يفهمون كلام ربّ الكائنات، وظهر الحق فلا يعرفونه، وبعث اللّٰه مسيحه فلا يقبلونه، ويحقّرونه ولا يوقّرونه، ولا يأتونه مؤمنين. وجحدوا بالحق لما جاء هم وكانوا من

کیا تھا۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ ان بدعتیوں کے ہاتھوں سے ہر طرح بگڑ چکا ہے جنہوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے بنا رکھا ہے۔ وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور وہ سمجھ بوجھ رکھنے والے نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس سوائے چھلکے کے کچھ نہیں اور وہ حقیقت کے مغز سے نا آشنا ہیں۔ پھر بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ علماء میں سے بلکہ مشائخ دین میں سے ہیں۔ ان کی زبانوں پر محض وہ قصے جاری ہیں جو ان کے باپ دادوں نے گھڑ لئے تھے۔ ان کے پاس سوائے آرزوؤں اور خواہشات کے کچھ نہیں رہا۔ ان کی جامع مسجدیں ایسے لوگوں سے بھری ہوئی ہیں جو عبودیت کے بھید سے نا آشنا ہیں۔ وہ ان الفاظ کو لے کر جھگڑتے ہیں جو انہوں نے خطا کار ٹولے سے سنے ہیں اور ان کے قدم روحانیت کے کوچوں میں نہیں پڑے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں مگر نماز کی حقیقت نہیں جانتے۔ وہ قرآن پڑھتے ہیں مگر ربّ کائنات کے کلام کا فہم نہیں رکھتے۔ حق ظاہر ہو گیا ہے مگر وہ اسے نہیں پہچانتے۔ اللہ نے اپنے مسیح کو مبعوث فرما دیا ہے لیکن وہ اسے قبول نہیں کرتے اور اس کی تحقیر کرتے ہیں اور تعظیم نہیں کرتے اور نہ مومن ہو کر اس کی خدمت میں آتے ہیں۔ جب حق ان کے پاس آیا تو انہوں نے

قبل منتظرين. وإذا قيل لهم بادِروا الخير أيها الناس، ولا تتّبعوا خطوات الخنّاس، قالوا إنكم من الضالين. وكذّبوني وما فتّشوا حق التفتيش، ولا يمرّون عليّ إلّا مستكبرين. ونسوا كُلّ ما ذكّرهم القرآن، ولا يعلمون ما أنزل الرحمٰن، ويُنفِدون الأعمار غافلين. ولو عرفوا القرآن لعرفوني، ولكنهم نبذوا كتاب اللّٰه وراء ظهورهم وكانوا مجترئين. ويقولون لستَ مرسلا، وكفى باللّٰه وآياته شهيدًا لو كانوا طالبين. ووقفوا ألسنهم على السب والتوهين، واستظهروا على مخالفة القرآن بأخبار ضعيفة ما مسَّها نفحةُ اليقين. وإن اللّٰه قد جلّى الحق فلا يسمعون، وكشَف السرّ فلا يلتفتون. قرءوا الفرقان وما اطّلعوا على أسرار دفائنه، ﴿خ﴾

بضد اس کا انکار کیا جب کہ قبل ازیں وہ اس کے منتظر تھے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اے لوگو! بھلائی کی طرف دوڑو اور وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جانے والے شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو تو کہتے ہیں کہ تم گمراہوں میں سے ہو۔ انہوں نے میری تکذیب کی اور کماحقہٗ تحقیق نہ کی۔ اور میرے پاس سے تکبر کرتے ہوئے ہی گزرتے ہیں اور جو بھی قرآن نے انہیں نصیحت کی تھی اسے بھول گئے ہیں اور نہیں جانتے کہ رحمان خدا نے کیا اتارا ہے اور اپنی عمریں غفلت میں گنوا رہے ہیں۔ اگر وہ قرآن کا عرفان رکھتے تو ضرور مجھے بھی شناخت کر لیتے لیکن انہوں نے کتاب اللہ کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے بڑی دیدہ دلیری سے پھینک رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تو مرسل نہیں ہے۔ اگر وہ حق کے طلبگار ہوتے تو اللہ اور اس کے نشانات گواہ ہونے کے لحاظ سے کافی ہیں۔ انہوں نے اپنی زبانیں گالی گلوچ اور توہین کرنے کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ انہوں نے قرآن کے خلاف ان ضعیف روایات سے مدد چاہی ہے جنہیں یقین کا کوئی جھونکا نہیں چھوا۔ اللہ نے حق کو روشن فرما دیا ہے مگر وہ سنتے نہیں اور راز سے پردہ ہٹا دیا ہے مگر وہ التفات نہیں کرتے۔ انہوں نے فرقان پڑھا مگر اس کے مدفون خزانوں

وصُـفِّـدوا فـى ألـفاظ القرآن وما أُعـطـوا أغـلاق خزائنـه .فكيف كـان مـن الـمـمكن أن يرجعوا سـالمين من هذا الطريق؟ فلأجل ذالک زاغـوا مـن مـحـجّة التـحقيـق، ومـا ذاقوا جرعة من هـذا الـرحيـق، ومـا كـانـوا مستبـصـريـن.ثـم لَمّا جعلنى اللّٰه مسيـحًـا مـوعـودًا وبعثنى صدقا وحقا عند وقت الضرورة، طفقوا يـكـذّبـونـنـى ويـكـفّـرونـنـى ويـذكـروننى بأقبح الصورة، وما كانوا منتهين .وقد وافت شـمسُ الـزمـان غـروبَها، وحيّة الحيات قـصـدتْ دُروبهـا، ومـا بقِى من الدنيا إلّا قليل من حين .أيريدون أن يـطـول أجـل الشيـطـان؟ وإن زمـانـنا هذا هو آخر الزمان، وقد أهـلكَ كثيرا مّن الناس إلى هذا الأوان .وإن آدم هـوَى مِن قبل فـى مَصاف، وهزمه الشيطان فما رأى الـغـلبة إلـى ستة آلاف،

کے اسرار پر اطلاع نہ پائی۔ وہ قرآن کے الفاظ میں جکڑے گئے ہیں اورقرآن کے بند خزانوں کی کنجیاں نہیں دیئے گئے۔تو پھرکس طرح ممکن ہے کہ وہ اس راستہ سے صحیح سلامت واپس آ سکیں۔ اس لئے وہ ٹیڑھے ہوکر راہِ تحقیق سے ہٹ گئے ہیں اوراس اعلیٰ شراب سے ایک گھونٹ بھی نہیں چکھا اور نہ وہ بصیرت رکھنے والے ہیں۔ پھر جب اللہ نے مجھے مسیح موعود بنایا اورعین ضرورت کے وقت مجھے سچائی اور حق کے ساتھ بھیجا تو وہ میری تکذیب کرنے، مجھے کافرٹھہرانے اورقبیح ترین صورت میں میرا ذکرکرنے لگ گئے اور وہ اس سے باز آنے والے نہیں۔آفتابِ زمانہ اپنے غروب کوپہنچ چکا اورزندگی کا سانپ اپنے راستوں کا قصدکر چکا اور دنیا کا صرف تھوڑا سا وقت ہی باقی رہ گیا ہے۔کیا وہ چاہتے ہیں کہ شیطان کی مقررہ میعاد اورطویل کر دی جائے۔ یقیناً ہمارا یہ زمانہ ہی آخری زمانہ ہے اوراُس نے اِس وقت تک بکثرت لوگ ہلاک کر دیئے ہیں۔ قبل ازیں آدم میدان کارزار میں گر گیا تھا اورشیطان نے اسے ہزیمت دے دی تھی اور چھ ہزار(سال) تک اس نے غلبہ نہ دیکھا۔

ومُزّقتْ ذُرّيّته وفُرِّقت فی أطراف فإلی کم یکون الشیطان من المنظَرین؟ ألم یُغوِ الناس أجمعین. إلا قلیلًا من عباد اللّٰہ الصالحین؟ فقد أتمّ أمرہ و کَمَّل فعلہ وحان أن یُعان آدم من ربّ العالمین. ولا شک ولا شبهة أنّ إنظار الشیطان کان إلی آخر الزمان، کما یُفهَم من القرآن، أعنی لفظ الإنظار الذی جاء فی الفرقان، فإن اللّٰہ خاطبه وقال اِنَّكَ مِنَ الۡمُنۡظَرِيۡنَ اِلٰى يَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ [1] یعنی یوم البعث الذی یُبعث الناس فیه بعد موت الضلالة بإذن الحیّ القیّوم. ولا شک أن ہذا الیوم یوم یشابه یومَ خلقةِ آدم بما أراد اللّٰہ فیه أن یخلق مثیل آدم، ثم یبثّ فی الأرض ذرّیّة الروحانیة ویجعلهم فوق کل من قطع من اللّٰہ وتجذّمَ واشتدّت الحاجة

اس کی ذریت پارہ پارہ کی گئی اور مختلف سمتوں میں منتشر کر دی گئی۔ تو پھر کب تک شیطان کو مہلت دی جائے گی۔ کیا اس نے اللہ کے تھوڑے سے صالح بندوں کے سوا باقی سب لوگوں کو گمراہ نہیں کر دیا۔ پس وہ اپنا معاملہ پورا کر چکا اور اپنا کام مکمل کر چکا اور اب وقت آ گیا ہے کہ ربّ العالمین کی طرف سے آدم کی مدد کی جائے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ شیطان کو دی گئی مہلت آخری زمانہ تک تھی جیسا کہ قرآن سے یعنی فرقان میں مذکور لفظ اِنظار (مہلت دیئے جانے) سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اِنَّكَ مِنَ الۡمُنۡظَرِيۡنَ اِلٰى يَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ [1] یعنی دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک جس میں حیّ و قیوم خدا کے اذن سے لوگ گمراہی کی موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ بلاشبہ یہ دن ایسا دن ہے جو آدم کی پیدائش کے دن سے مشابہ ہے کیونکہ اس میں اللہ نے ارادہ فرمایا ہے کہ مثیل آدم پیدا کرے اور پھر زمین میں اس کی روحانی ذریت پھیلا دے اور انہیں ہر اس شخص پر غالب کر دے جس نے اللہ سے تعلق کاٹ لیا اور اس سے کٹ کر الگ ہو گیا۔ آخری زمانہ میں آدم ثانی کی (آمد کی) ضرورت

[1] یقیناً تو مہلت دیئے جانے والوں میں سے ہے۔ ایک معلوم وقت کے دن تک۔ (ص: ۸۲،۸۱)

إلى آدم الثانی فی آخر الزمان، لیتدارک ما فات فی أوّل الأوان، ولیتمّ وعید اللّٰہ فی الشیطان، فإن اللّٰہ جعلہ من المنظَرین إلی آخر الدنیا وأشار فیہ إلی إھلاکہ، وإخراجہ من أملاکہ، وما معنی الإنظار مِن غیر وعید القتل بعد أیام الإمھال وعیثِہ فی الدیار؟ وکان الإھلاک جزاء ہ بما أھلک الناس بالفتن الکبار. وکان الألف السابع لقتلہ أجلًا مسمّی، فإنہ أدخل الناس فی جھنّم من سبعة أبوابھا ووفّی حق العَمی، فالسابع لھذہ السبعة أنسب وأوفی. وکتب اللّٰہ أنہ یُقتل فی آخر حصّة الدنیا، ویُحیی ھناک أبناء آدم رحمةً من حضرة الکبریاء، و یجعل علیہ ھزیمة عظمی کما جعل علی آدم فی الابتداء. فھناک تُجزَی

شدت اختیار کرگئی ہے تا جو شروع کے وقت میں کھو گیا تھا وہ اس کی تلافی کرے اور تا کہ شیطان کے متعلق اللہ کی وعید پوری ہو جائے۔ کیونکہ اللہ نے اسے دنیا کے آخر تک مہلت دی تھی اور اس میں اس کو ہلاک کرنے اور اسے اپنی مملکت سے نکال باہر کرنے کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ اسے مہلت دیئے جانے کے دنوں کے بعد اور ملکوں میں اس کے چیر پھاڑ کرنے کے بعد اس کے قتل کی وعید کے بغیر اسے ڈھیل دینے کا مطلب ہی کیا ہے؟ ہلاکت ہی اس کی سزا ہے کیونکہ اس نے بڑے بڑے فتنوں سے لوگوں کو ہلاک کیا۔ ساتواں ہزار اس کو قتل کئے جانے کے لئے ایک مقررہ میعاد تھا کیونکہ اس نے لوگوں کو سات دروازوں سے جہنم میں داخل کیا تھا اور اندھے پن کا حق پوری طرح ادا کیا تھا۔ پس ان سات (دروازوں) کے لحاظ سے ساتواں (ہزار) زیادہ مناسب اور زیادہ صادق ہے۔ اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ وہ (شیطان) دنیا کے آخری حصہ میں قتل کیا جائے گا اور حضرت کبریا کی جناب سے بطور رحمت اس وقت آدم زادوں کو زندگی دی جائے گی اور بہت بڑی ہزیمت شیطان پر مسلط کی جائے گی جیسے آغاز میں آدم پر ڈالی گئی تھی۔ پس اس وقت نفس کے

النفس بالنفس والعِرض بالعرض، وتُشرِق الأرض بنور ربّها، و تهوى عدوٌّ صفيِّ اللّٰه، وكذالك جزاء عداوة الأصفياء وكان هذا الفتح حقًّا واجبا لآدم بما أذلّه الشيطان، في حلية الثعبان، وألقاه في مغارة الهوان وهدّم بعدما أعزّه اللّٰه وأكرمَ. وما قصد إبليس إلا قتله وإهلاكه واستيصاله، وأراد أن يعدمه وذرّيته وآله، فكُتب عليه حُكم القتل من ديوان قضاء الحضرة بعد أيام المهلة، وإليه أشار سبحانه في قوله إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ كما يعلمه المتدبّرون. و ما عُنِيَ بهذا القول بعث الأموات، بل أُرِيدَ فيه بعث الضالّين بعد الضلالات. ويؤيده قوله تعالٰى في القرآن لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ. كما لا يخفى على أهل العقل والعرفان. فإن إظهار الدين على

بدلے نفس اور عزت کے بدلہ عزت کا انتقام لیا جائے گا۔ زمین اپنے ربّ کے نور سے چمک اٹھے گی۔ آدم صفی اللہ کا دشمن ہلاک ہو جائے گا۔ اور برگزیدہ بندوں سے دشمنی کی سزا ایسی ہی ہوتی ہے۔ یہ فتح آدم کا واجب حق تھا کیونکہ بعد اس کے کہ اللہ نے اسے عزت وشرف بخشا تھا شیطان نے اژدھا کے روپ میں اسے پھسلا دیا تھا اور اس کو قعر مذلّت میں ڈال دیا تھا اور اس کی کمر توڑ دی تھی۔ ابلیس نے آدم کو قتل کرنے ہلاک کرنے اور اس کی بیخ کنی کرنے کا ہی قصد کیا تھا اور چاہا تھا کہ اسے اور اس کی ذریت اور اس کے خاندان کو نابود کر دے۔ پس حضرتِ باری تعالیٰ کی قضا کے دفتر سے اس کے خلاف ایامِ مہلت کے بعد قتل کئے جانے کا حکم صادر ہوا۔ اسی کی طرف اللہ سُبْحَانَهٗ نے اپنے قول إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ میں اشارہ فرمایا ہے جیسا کہ تدبر کرنے والے جانتے ہیں۔ اس قول سے حقیقی مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا مراد نہیں بلکہ اس سے گمراہوں کو گمراہیوں کے بعد دوبارہ زندگی دیئے جانا مراد ہے۔ اس کی تائید قرآن مجید میں اللہ کا قول لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ [1] کرتا ہے جیسا کہ اہل عقل وعرفان پر پوشیدہ نہیں۔ یقیناً کسی دین کا دیگر ادیان پر غلبہ

[1] تا وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے (الصّف: ۱۰)

أديـان أخرى، لا يتحقق إلّا بالبيّنة الـكبـرى، والـحـجـج القـاطعة الـعـظمٰى، وكثرة أهل الصلاح والتـقـوٰى. ولا شك أن الـدين الـذى يعطى الدلائل الموصلة إلـى اليقين، ويزكّى النفوس حق التـزكية ويـنـجّيهـم مـن أيدى الشيـطـان الـلعيـن هـو الـدين الـظاهـر الـغالب على الأديان، وهـو الـذى يبعث الأموات من قبـور الشك والـعصيـان، و يحييهم عِلمًا وعملًا بفضل اللّٰه الـمنّان وكان اللّٰه قد قدّر أن دينه لا يـظهـر بظهور تام على الأديان كـلها ولا يرزقَ أكثـر الـقـلوب دلائـل الـحق، ولا يـعـطى تقوى البـاطـن لأكثرهـا إلا فـى زمـان الـمسيح الـمـوعـود والـمهـدى الـمعهـود . وأمّـا الأزمـنة التـى هـى قبـلـه فـلا تـعمّ فيها التقوى ولا الـدراية، بـل يـكثـر الـفسق والغواية . فـالـحـاصل أن الهداية

بہت بڑے روشن نشان اور عظیم قطعی دلائل اور نیکوں اور تقویٰ شعار لوگوں کی کثرت سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ وہ دین جو یقین تک پہنچانے والے دلائل مہیا کرتا ہے اور نفوس کا کماحقّہٗ تزکیہ کرتا ہے اور انہیں شیطان لعین کے پنجوں سے نجات دلاتا ہے بلا شبہ وہی دین سب ادیان پر بالا اور غالب دین ہے اور وہی مردوں کو شک اور نافرمانی کی قبروں سے اٹھاتا ہے اور بے حد احسان کرنے والے اللہ کے فضل سے علمی اور عملی طور پر زندگی بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ اس کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ تام نہ ہوگا اور نہ اکثر ﴿و﴾
دلوں کو دلائل حق دیئے جائیں گے اور نہ اکثر لوگوں کو باطنی تقویٰ دیا جائے گا مگر صرف مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ میں جہاں تک مسیح موعود سے پہلے زمانوں کا تعلق ہے تو اُن میں تقویٰ اور فہم عام نہ ہوگا۔ بلکہ فسق اور گمراہی بکثرت ہو جائے گی۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ وسیع عام ہدایت اور کامل

الوسيعة العامّة، والحجج القاطعة التامّة، تختص بزمان المسيح الموعود من الحضرة، وعند ذالک الزمان تنكشف الحقائق المستترة، وتُكشَف عن ساق الحقيقة، وتهلک الملل الباطلة والمذاهب الكاذبة، ويملک الإسلام الشرق والغرب، ويدخل الحقُّ كل دارٍ إلّا قليل من المجرمين، ويتمّ الأمر، ويضع الله الحرب، وتقع الأَمَنةُ على الأرض، وتنُزل السكينة والصلح في جذور القلوب، وتترک السباع سبعيّتَها والأفاعي سُمّيّتَها، وتتبيّن الرشد وتهلک الغيّ، ولا يبقى من الكفر والشرک إلا رسم قليل، ولا يلتزم الفسقَ والفاحشة إلا قلبٌ عليل، ويُهدى الضّالون، ويُبعث المقبورون. فهذا هو معنى قوله إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ. فإن هذا البعث

قطعی وحتمی دلائل حضرت ایزدی کی جناب سے مسیح موعود کے زمانہ سے ہی مختص ہیں۔ اس زمانہ میں پوشیدہ حقائق منکشف ہوں گے اور حقیقت پر سے پردہ ہٹا دیا جائے گا۔ باطل ملتیں اور جھوٹے مذاہب ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام شرق وغرب پر غالب آ جائے گا اور چند مجرموں کو چھوڑ کر حق ہر گھر میں داخل ہو جائے گا۔ اور سارا کام مکمل ہو جائے گا۔ اور اللہ جنگوں کو موقوف کر دے گا۔ زمین پر امن قائم ہوگا اور دلوں کی گہرائیوں میں سکینت اور صُلح کاری نازل ہو گی۔ درندے اپنے درندگی اور سانپ اپنی زہرنا کی چھوڑ دیں گے۔ ہدایت واضح ہو جائے گی اور گمراہی تباہ ہو جائے گی۔ کفر اور شرک کا صرف معمولی سا نشان رہ جائے گا اور صرف بیمار دل ہی فسق اور بداعمالی سے چمٹا رہ جائے گا۔ گمراہوں کو ہدایت دی جائے گی اور جو قبروں میں پڑے ہیں وہ اٹھائے جائیں گے۔ اللہ کے ارشاد إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُون کا یہی معنی ہے۔ یہ بعث

بعث ما رآه الأوّلون ولا المرسلون السابقون ولا النبيون أجمعون .وإن دين الله وإن كان غالبا من بدو أمره على كل دين من حيث القوة والاستعداد، ولكن لم يتّفق له من قبل أن يبارى الأديانَ كلّها بالحجة والإسناد، ويهزمها كلَّ الهزم ويُثبِت أنها مملوّة من الفساد، ويخرج كالأبطال بأسلحة الاستدلال، حتى يعمّ فى جميع الديار والبلاد .وكان ذالك تقديرا من الله الودود، بما سبق منه أن الغلبة التامة والصلاح الأكبر الأعم يختص بزمان المسيح الموعود. ولذالك استمهل الشيطانُ إلى هذا الزمان المسعود، فمهّله الله ليتمّ كل ما أراد للعالمين . فأغوى الشيطان مَن تبعه أجمعين، فتقطّعوا بينهم أمرَهم، وكان كل حزب بما لديهم فرحين .وما بقِى على

وہ بعث ہے جسے نہ پہلوں نے دیکھا اور نہ ہی تمام سابقہ رسولوں اور نبیوں نے۔ اور جو اللہ کا دین ہے اگر چہ اس کا امر آغاز سے ہی قوت اور استعداد کے اعتبار سے تمام ادیان پر غالب تھا لیکن قبل ازیں اس کے لئے یہ اتفاق نہ ہوا تھا کہ وہ حجت اور اسناد کی رو سے تمام ادیان سے مقابلہ کرے اور انہیں کلیۃً ہزیمت دے دے اور ثابت کر دے کہ وہ سب فساد سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ (سچا دین) استدلال کے اسلحہ سے لیس ہو کر پہلوانوں کی طرح نکلے یہاں تک کہ تمام شہروں اور ملکوں میں پھیل جائے۔ یہ خدائے ودود کی طرف سے مقدر تھا کیونکہ اس کی طرف سے پہلے سے ہی یہ فرمان صادر ہو چکا تھا کہ کامل غلبہ اور وسیع ترین اور سب سے بڑی بھلائی مسیح موعود کے زمانہ سے ہی مختص ہے۔ اسی وجہ سے شیطان نے اس بابرکت زمانہ تک مہلت مانگی تھی۔ پس اللہ نے اسے مہلت دے دی تا وہ سب کچھ پورا ہو جائے جس کا اس نے سب جہانوں کے لئے ارادہ فرمایا ہے۔ پس شیطان نے اپنے تمام پیروکاروں کو گمراہ کر دیا۔ پس انہوں نے اپنے معاملہ کو اپنے درمیان ٹکڑے ٹکڑے کر کے بانٹ لیا اور سب گروہ اس پر جو ان کے پاس تھا اترانے لگے اور صحیح راستہ پر صرف

الصراط إلا عباد اللّٰه الصالحين.
والسرّ فيه أن الزمان قُسّم على ستّة أقسام، مِن اللّٰه الذى خلَق العالم فى ستة أيام فهو زمان الابتداء، وزمان التزايد والنّماء، وزمان الكمال والانتهاء، و زمان الانحطاط وقلّةِ التعلّق باللّٰه وقلّةِ الارتباط، وزمان الموت بأنواع الضلالات، و زمان البعث بعد الممات. فإنّ مَثل الناس عند الله مِن وقت آدم إلى آخر الزمان كزرعٍ أخرجَ شَطْأَه فآزرَه فاستغلظ فاستوى على سوقه، ثم اصفرّ فطفق تتساقط بإذن اللّٰه، ثم حُصِد فبقيت الأرض خاوية، ثم أحياها اللّٰه بعد موتها فإذا هى راوية، وأنبتَ فيها نباتًا مترعرعًا مخضرًّا، وعيونَ الزُرّاع أقرَّ، كذالک ضرب اللّٰه مثلا للعالمين. فثبت من هذا المقام أن زمان الموت الروحانى كان مقدّرا من

اللہ کے نیک بندے ہی رہ گئے۔
اس میں بھید یہ ہے کہ اس خدا کی طرف سے جس نے عالَم کو چھ وقتوں میں پیدا کیا ہے، زمانہ کو چھ قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے جو یہ ہیں۔ آغاز کا زمانہ، بڑھنے اور نشوونما پانے کا زمانہ، کمال اور انتہا کا زمانہ، انحطاط اور اللہ سے تعلق میں کمی اور ربط میں کمی کا زمانہ، قسما قسم کی گمراہیوں کی وجہ سے موت کا زمانہ اور موت کے بعد اٹھائے جانے کا زمانہ۔ یقیناً اللہ کے نزدیک آدم کے وقت سے آخری زمانہ تک لوگوں کی مثال اُس کھیتی کی مانند ہے جو اپنی کونپل نکالے پھر اسے مضبوط کرے پھر وہ موٹی ہو جائے اور اپنے ڈنٹھل پر کھڑی ہو جائے۔ پھر زرد ہو جائے اور پھر اللہ کے حکم سے جھڑنے لگ جائے پھر فصل کاٹی جائے اور زمین خالی ہو جائے۔ پھر اللہ اُسے اُس کی موت کے بعد زندہ کرے تو وہ سرسبز و شاداب ہو جائے اور وہ اس میں لہلہاتی سرسبز روئیدگی اگائے اور کسانوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دے۔ اسی طرح اللہ نے سب عالموں کے لئے مثال بیان کی ہے۔ اس مقام سے ثابت ہوا کہ روحانی موت کا زمانہ ربّ العالمین کی طرف سے مقدر تھا اور یہ بھی

ربّ العالمين .وكان قُدّر أن الناس يضلّون كلهم فى الألف السادس إلّا قليل من الصالحين، فلأجل ذالک قال الشيطان لَأُغوينّهم أجمعين، ولو لم يكن هذا التقدير لما اجترأ على هذا القول ذالک اللعين .ولمّا كان يعلم أن اللّٰه قفّى هذه الأزمنةَ بزمان البعث والهداية والفهم والدراية، قال إلٰى يَوْمِ يُبعَثون . فالحاصل أن آخر الأزمنة زمان البعث كما يعلمه العالمون. فكأنّ اللّٰه قسّم الألوف الستّة على الأزمنة الستّة، وأودَع بعضَ حصص السابع للقيامة.ولمّا جاء الألف السادس الذى هو زمان البعث من اللّٰه الكريم، تمّ أمرُ الإضلال وصار الناس فِرَقًا كثيرة من الشيطان اللئيم، وزاد الطغيان وتموّجَ الفِرق كتموّج الأمواج الثقال، وشمَخ الضلالة

مقدر تھا کہ تھوڑے سے نیک بندوں کے سوا باقی سب لوگ چھٹے ہزار میں گمراہ ہو جائیں گے۔ اسی لئے شیطان نے کہا تھا کہ میں ضرور ان سب کو گمراہ کروں گا۔ اگر یہ تقدیر نہ ہوتی تو وہ لعین یہ بات کرنے کی جرأت نہ کرتا اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ اللہ نے ان زمانوں کے پیچھے بعث وہدایت اورفہم و درایت کا زمانہ رکھا ہوا ہے اس لئے اس نے اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ کہا تھا۔ پس حاصل کلام یہ ہے کہ زمانوں میں سے آخری زمانہ بعث کا زمانہ ہے جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں۔ گویا کہ اللہ نے چھ ہزار سالوں کو چھ زمانوں میں تقسیم کیا تھا اور ساتویں (ہزار) کے ایک حصہ میں قیامت کو رکھ دیا۔ جب چھٹا ہزار آیا جو کہ خدائے کریم کی طرف سے بعث کا زمانہ ہے تو گمراہ کرنے کا کام مکمل ہو گیا اور کمینے شیطان کی وجہ سے لوگ کئی فرقوں میں بٹ گئے۔ سرکشی بڑھ گئی اور مختلف گروہ اس طرح ٹھاٹھیں مارنے لگے جیسے بھاری لہریں ٹھاٹھیں مارتی ہیں اور گمراہی پہاڑوں کی طرح بلند ہو گئی اور

كـالـجبـال، ومات الناس بموت الـجهـل والـفسـق والـفـواحـش وعدم المبالات، وعمّ الموتُ فى جميع الأقوام والديار والجهات. فهنـاک رأى الله أن وقت البعث قـد أتـى، ووقـت الموت بلغ إلى الـمـنتهٰى، فـأرسـل رسولـه كما جــرت سُـنّتـه فـى قـرون أولـى، لـيـحـيـي الـمـوتٰـى، وكـان وعدًا مـفعولًا من ربّ الوَرى. فذالک هـو الـمسيـح خـاتـم الخلفاء، ووارث الأنبياء، والإمام المنتظر من حضرة الكبرياء، وآدم الذى بـدَأ الـلّٰـه مـنـه مـرةً ثانية سلسلةَ الإحيـاء. وإن الله سمّاه "أحمد" بـمـا يُـحـمَد به الربّ الجليل فى الأرض كـما يُحمَد فى السّماء. وسـمّاه "عيسـى ابـن مريم "بـمـا خـلـق روحـانيته من لدنه، وما كان عـلـى الأرض شيـخ لـه كالآباء. وأعـطـى له لقب عيسى الذى هو المسيح بما ختَم عليه خلافة نبيٍّ

لوگ جہالت، فسق، بے حیائیوں اور لا پرواہی کی موت مر گئے اور موت ہر قوم، علاقہ اور جہت میں عام طور پر پھیل گئی۔ تب اللہ نے دیکھا کہ بعث کا وقت آن پہنچا ہے اور موت کا وقت اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے تو اس نے اپنا رسول بھیجا تا مردوں کو زندہ کرے جیسا کہ قرون اولیٰ میں اس کی سنت جاری رہی ہے۔ اور یہ مخلوق کے رب کی طرف سے ایک پورا ہو کر رہنے والا وعدہ تھا۔ پس یہ مسیح ہی حضرت کبریا کی طرف سے خاتم الخلفاء اور وارث انبیاء اور امام منتظر ہے نیز وہ آدم بھی ہے جس سے اللہ نے زندگی بخشنے کا سلسلہ دوسری مرتبہ شروع کیا اور اللہ نے اس کا نام احمد رکھا کیونکہ اس کی وجہ سے ربّ جلیل کی زمین میں اسی طرح حمد کی جائے گی جیسا کہ آسمان میں اس کی حمد کی جارہی ہے۔ نیز اللہ نے اس کا نام عیسیٰ بن مریم اس وجہ سے رکھا کہ اس کی روحانیت کو اللہ نے اپنی جناب سے پیدا کیا تھا اور زمین پر آباء کی طرح اُس کا کوئی روحانی استاد نہ تھا۔ حضرت کبریا کی طرف سے جو مسیح ہے اسے عیسیٰ کا لقب اس لئے دیا گیا کہ اس پر تمام امتوں کے نبی خیر الاصفیاء ﷺ کی خلافت ختم ہوئی جیسا کہ

الأمم خيرِ الأصفياء، كما خُتم على عيسٰى خلافة سلسلة موسٰى من حضرة الكبرياء، وبما قدّر أن اسمه يمسَح الأرض ويُذكَر في كل قوم بالعزّة والعلاء، ويبدو كالبرق من جهة ثم يبرق في جهات أخرى وينير كل فضاء السّماء، وبما كتب من الأزل أنه يمسح السماء بكشف الحقائق فلا تبقٰى في زمنه نكتة في حيّز الاختفاء. فهذه ثلاثة أوجه لتسمية المسيح الذي هو خاتم الخلفاء، ففكّرْ فيه إن كنت من أهل الدهاء. وإنه مستفيض من نبيّه الذي ملَك هذه الصفات الثلاث بالاستيفاء، فاترکْ ذكر عيسٰى وآمنْ بظِلِّ خيرِ الرسل وخاتم الأنبياء. وكان من أهم الأمور عند اللّٰه أن يجعل آخر الأزمنة زمانَ البعث. أعني زمان تجديد سلسلة الإحياء، وإنه الحقّ فلا تجادل

عیسیٰؑ پر موسیٰؑ کے سلسلہ کی خلافت ختم ہوئی اور اس لئے بھی اس کا نام مسیح ہے کہ مقدر تھا کہ اس کا نام زمین میں پھیل جائے گا اور ہر قوم میں عزت اور بزرگی کے ساتھ اس کا ذکر کیا جائے گا۔ وہ ایک جہت میں برق کی مانند ظاہر ہوگا اور پھر دوسری جہات میں بھی چمکے گا اور آسمان کی تمام فضا کو روشن کردے گا اور اس لئے بھی کہ ازل سے یہ لکھ دیا گیا تھا کہ وہ حقائق پر سے پردہ ہٹانے سے آسمان کو چھوئے گا اور اس کے زمانہ میں کوئی نکتہ پردہ اخفاء میں نہیں رہے گا۔ پس وہ جو خاتم الخلفاء ہے اس کا نام مسیح رکھے جانے کی یہ تین وجوہ ہیں۔ اگر تو اہل دانش میں سے ہے تو اس میں غور وفکر کر۔ اور یقیناً وہ اپنے اس نبیؐ سے فیض یافتہ ہے جو کہ ان تینوں صفات کا پورے طور پر مالک ہے۔ پس تو عیسیٰؑ کے ذکر کو چھوڑ اور خیر الرسل و خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ پر ایمان لا۔ ﴿ ذ ﴾ اللہ کے نزدیک اہم امور میں سے ایک یہ تھا کہ وہ زمانوں میں سے آخری کو زمانۂ بعث یعنی زندگی بخشنے کے سلسلہ کی تجدید کا زمانہ بنائے گا۔ یہ یقیناً سچ ہے۔ پس تو جاہلوں

كالجهلاء. وكذالك كان من أعظم مقاصد الله أن يُهلك الشيطان كل الإهلاك، ويردّ الكَرّةَ لآدم ويملأ الأرض قِسْطًا وعدلا ومن أنواع البركات والآلاء، ويكشف الحقائق كلها ويُشيع الأمر والمأمور في جميع الأنحاء، ويُظهر في الأرض جلاله وجماله ولا يغادر في هذا الباب شيئا من الأشياء. فأقام عبدًا من عنده لهٰذا الغرض ولتجديد الشريعة الغرّاء وجعله من حيث الآباء من أبناء فارس ومن حيث الأمّهات من بني فاطمة، ليجمع فيه الجلال والجمال، ويجعل فيه نصيبا من أحسن سجايا الرجال، ونصيبا من أجمل شمائل النساء، فإن في بني فارس شجعانا يردّون الإيمان من السّماء، ولذالك سمّاني الله آدمَ والمسيحَ الذي أرى خَلْقَ مريمَ، وأحمدَ الذي في

کی طرح نہ جھگڑ۔ اور اسی طرح اللہ کے بڑے بڑے مقاصد میں سے یہ بھی تھا کہ وہ شیطان کو کلیۃً ہلاک کر دے گا اور آدم کو دوبارہ غلبہ عطا کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف اور قسما قسم کی برکتوں اور نعمتوں سے بھر دے گا۔ تمام حقائق سے پردہ ہٹا دے گا۔ اپنے اَمر اور مامور کو تمام اکنافِ عالم میں شہرت دے گا۔ زمین میں اپنا جلال اور جمال ظاہر کرے گا اور اس بارہ میں کسی پہلو سے کوئی کمی نہ کرے گا۔ پس اُس نے اِس غرض کے لئے اور شریعتِ غرّاء کی تجدید کے لئے اپنی جناب سے ایک بندہ کھڑا کیا اور آباء کی طرف سے اسے ابناءِ فارس میں سے اور ننھیال کی طرف سے بنی فاطمہ میں سے بنایا تا کہ اس میں جلال و جمال جمع کر دے اور اس میں ایک حصہ بہترین مردانہ خصال کا اور ایک حصہ عمدہ ترین نسوانی شمائل کا رکھ دے کیونکہ ابناءِ فارس میں وہ بہادر ہوں گے جو ایمان کو آسمان سے واپس لے آئیں گے۔ اسی لئے اللہ نے میرا نام آدم اور مسیح رکھا جس نے مریم والی تخلیق کا نمونہ دکھایا نیز میرا

الفضل تقدّمَ، لِيُظهر أنه جمَع في نفسي كل شأن النبيين على سبيل الموهبة والعطاء، فهذا هو الحق الذي فيه يختلفون. لا يعود إلى الدنيا آدم، ولا نبينا الأكرم، ولا عيسى المتوفى المتّهم. سبحان اللّٰه وتعالى عما يفترون. أليس هذا الزمان آخر الأزمنة ما لكم لا تفكّرون؟ أما اقتربت الساعة بظهور نبيّنا وجاء ت أشراطها فأين تفرّون؟ ما لكم تَدُعُّون الأخبار مِن مقرِّ أوقاتها وتؤخّرونها وأنتم تعلمون؟ أنسيتم حديث بُعِثْتُ أنا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ. فما لكم لِمَ تكفُرون؟ فامسَحوا السبّابة وما لحِقها، وتذكّروا وعد اللّٰه، وما يتذكّر إلا الذين يُنيبون. وما جئتُ إلا في الألف السادس الذى

نام احمد رکھا جو شرف میں برتری رکھتا ہے تا کہ ظاہر کرے کہ اس نے موہبت اور عطا کے طور پر میرے وجود میں نبیوں کی ہر شان اکٹھی کر دی ہے۔ پس یہ ہے وہ حق جس کے بارہ میں وہ باہم اختلاف کر رہے ہیں۔ اس دنیا میں نہ آدم واپس آئے گا نہ ہمارے نبی اکرم ﷺ اور نہ وفات یافتہ عیسیٰؑ جس پر تہمت لگائی گئی تھی۔ اللہ اس سے پاک اور بالا ہے جو وہ افترا کرتے ہیں۔ کیا یہ زمانہ آخری زمانہ نہیں ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم سوچتے نہیں۔ کیا ہمارے نبی ﷺ کے ظہور کے ذریعہ ساعت قریب نہیں آ گئی اور اس کی علامات ظاہر نہیں ہو گئیں۔ پس تم کہاں بھاگو گے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خبروں کو ان کے اوقات کے مقام سے پرے دھکیلتے ہو اور جانتے بوجھتے ہوئے انہیں مؤخر کرتے ہو۔ کیا تم حدیث بُعِثْتُ اَنَا وَ السَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ (یعنی میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہیں) بھول گئے ہو؟ تمہیں کیا ہوا ہے۔ تم کیوں انکار کرتے ہو؟ پس تم شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کو چھو کر دیکھو اور اللہ کے وعدہ کو یاد کرو اور نصیحت صرف وہ لوگ پکڑتے ہیں جو جھکتے ہیں۔ میں اس چھٹے ہزار میں ہی آیا ہوں جو کہ آدم کی

هــو يـومُ خـلـق آدم، وإن فيهـا لهــدى لــقــوم يتـفـكّـرون. ألا تـقـرء ون ســورة العصر و قـد بيّـن فـى أعدادها عمر الدنيا مـن آدم إلـى نبيّنا لقوم يتفقّهون . وهـذا هـو الـعـمـر الـذى يعلمـه أهـل الـكتـاب، فـاسألوهم إن كـنـتـم لا تـعـلـمـون .ولا فـرق بيـن عِـدّ ة ســورة الـعـصر و عِــدّتهــم إلّا الــفـرق بيـن أيـام الشـمـس وأيـام الـقـمر، فعُدّوها إن كـنـتـم تشـكّـون .وإذا تـقـرّرَ هــذا فــاعــلـمـوا أنــى وُلــدتُ فـــى آخـــر الألف الســادس بهــذا الــحـســاب، وإنـــه يـومُ خــلــق آدم، وإن يــومـــا عــنـد ربّـنــا كــألف سنة ممـا تعدّون. وإن كـنـتـم فـى ريب مـمـا كتبنا مــن أنــه مـن أيـام سـلـسـلـة آدم ما بقِى إلٰى يومنا هذا إلّا ألفُ سنة أو مـعـه قـلـيـل مـن سنين، فتعالوا نُثبِتـه لـكـم مـن كتاب اللّٰـه ومن

پیدائش کا دن ہے۔ یقیناً اس میں غور وفکر کرنے والی قوم کے لئے ضرور ہدایت ہے۔ کیا تم سورۂ عصر نہیں پڑھتے کہ اس کے اعداد میں دین کی سمجھ رکھنے والوں کے لئے آدم سے لے کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تک دنیا کی عمر بیان کی گئی ہے اور یہ وہ عمر ہے جس کو اہل کتاب بھی جانتے ہیں۔ اگر تم نہیں جانتے تو تم ان سے پوچھ لو اور سورۃ عصر کی بیان کردہ گنتی اور اہل کتاب کی گنتی میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے جو سورج کے دنوں کے حساب اور چاند کے دنوں کے حساب میں ہوتا ہے۔ اگر تمہیں کچھ شک ہو تو تم گنتی کر کے دیکھ لو اور جب یہ بات متحقق ہوگئی تو تمہیں علم ہونا چاہیے کہ اس حساب سے میں چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا کیا گیا ہوں اور یہ حضرت آدم کی پیدائش کا دن ہے اور ہمارے رب کا ایک دن تمہاری گنتی کے لحاظ سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کے بارے میں اگر تمہیں کوئی شک ہو کہ آدم علیہ السلام کے سلسلہ کے وقت سے لے کر ہمارے آج کے دن تک صرف ایک ہزار سال یا اس کے ساتھ چند اور سال عمرِ دنیا میں سے باقی رہ گئے ہیں۔ تو آؤ ہم تمہیں یہ بات خدا کی کتاب

الحديث ومن كتب النبيّين السابقين. فإن أعداد سورة العصر بحساب الجُمل، كما كُشِفَ عليّ من اللّٰه الوهّاب وكما هو متواتر عند أهل الكتاب، يهدى إلى أن الزمان إلى عهد خاتم الأنبياء كان مُنقضيًا إلى خمسة آلاف من آدمَ أوّلِ النبيّين. وما كان باقيًا من الخامس إلا قليل من مئين ☆. وكمِثله يُفهَم مِن حديث مِنبر ذی سبع درجات بمعنی بيّناه فی موضعه للناظرين. ولمّا ثبت أن هذا القدر من عمر الدنيا كان

(قرآن مجید) اور حدیث اور پہلے انبیاء کے صحیفوں سے ثابت کر دیتے ہیں جیسا کہ وہاب خدا نے مجھ پر انکشاف فرمایا ہے کہ سورۂ عصر کے اعداد بحساب جمل نیز اہل کتاب کے ہاں جو روایت تواتر کے ساتھ چلتی آرہی ہے وہ اس طرف راہنمائی کرتی ہے کہ اول النبیین حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء کے زمانہ تک سوائے چند سوسال کے، پانچ ہزار سال گزر چکے تھے۔ اور اسی قسم کا مفہوم سات درجوں والے منبر والی حدیث کا ہے جس کے معنے ہم نے اس کے مقام پر ناظرین کے لئے بیان کئے ہیں۔ اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ خیر الوریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

☆ **الحاشية** ۔ ان الاقوال التی تخالف هذه العدة و ذكرها المتقدمون. فهی كلمات تكذب بعضها بعضا و مااتفقوا علی كلمة واحدة بل انهم فی كل وادٍ يهيمون. فليس بحريّ ان يتمسک بها بعد مااتفق علی هذه العدة القرآن و النبيون الاولون. منه

حاشیہ۔ وہ اقوال جو اس گنتی کے برخلاف ہیں اور متقدمین نے ان کا ذکر کیا ہے وہ محض ایسی باتیں ہیں جن میں سے بعض بعض کو جھٹلاتی ہیں۔ وہ لوگ کسی ایک بات پر متفق نہیں بلکہ وہ ہر وادی میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اس لئے جب کہ قرآن اور پہلے انبیاء اس گنتی پر متفق ہیں تو پھر وہ اقوال اس لائق نہیں کہ انہیں لازماً اختیار کیا جائے۔

مُـنـقـضيـا إلـى عهد رسول اللّٰـه خيـرِ الـورٰى، ثبـت معه أن القدر البـاقـى مـا كـان إلا أقلّ مقدارا نسبةً إلـى مـا مـضـى. فإن القرآن الـكـريم صرّح مرارا بأن الساعة قـريبة لا ريـب فيهـا وقـال اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وقـال اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وقـال فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا وكـذالك توجد فيـه فـى هذا الباب آيات أخرٰى، فعُلِمَ منها بالقطع و اليقين يا أولى النهـى، أن الـحـصّة البـاقية من الـدنيـا أقـلّ مـن زمـان انقضى، حتـى إن أشـراط الساعة ظهرتْ ويـوم الـوعـد دنٰى، وقرُب الآتى وبَعُدَ ما مضى، فارجع البصر هل تـرى مـن كـذب فيــه، و السّلام عـلى من اتّبع الهُدى. وقد علمتَ أن المدّة المنقضية من وقت آدم إلٰى عهد نبيّنا المصطفٰى، كانت قـريبة مـن خـمسة آلافٍ، وقـد

کے زمانہ تک دنیا کی عمر سے اتنا ہی عرصہ گزرا تھا تو اس کے ساتھ یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ عمر دنیا میں سے باقی ماندہ عرصہ گزشتہ عرصہ کی نسبت بہت کم رہ گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے کئی مرتبہ اس بات کو وضاحت سے بیان کیا ہے کہ قیامت بلا شبہ بہت قریب ہے چنانچہ فرمایا کہ اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ [1] پھر ایک مقام پر فرمایا۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ [2] اور اس کے ساتھ ہی کہا فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا [3] اس مضمون کے متعلق قرآن مجید میں کئی اور آیات بھی پائی جاتی ہیں۔ اے عقلمندو! ان آیات سے یہ بات قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ دنیا کی عمر کا باقی حصہ اس وقت سے بہت کم ہے جو گزر چکا ہے یہاں تک کہ علاماتِ قیامت ظاہر ہو گئیں اور وعدے کا دن قریب آ گیا اور آنے والا وقت قریب آ گیا اور گزرا ہوا وقت دور چلا گیا پس تو اپنی نظر اس پر بار بار ڈال کیا تو اس امر میں کوئی خلاف واقعہ بات دیکھتا ہے اور اس شخص پر اللہ کی سلامتی نازل ہو جو ہدایت کی پیروی کرے اور تم یہ معلوم کر چکے ہو کہ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہمارے نبی مصطفٰی ؐ کے عہد تک گزری ہوئی مدت تقریباً پانچ ہزار سال

[1] لوگوں کے حساب کا وقت قریب ہے (القمر:۲) [2] قیامت کی گھڑی اب قریب ہے۔ (الانبیاء:۲۱)
[3] پس اس کی علامات تو آ چکی ہیں۔ (محمد:۱۹)

شهد عليه القرآن واتفق عليه أهل الكتاب من غير خلاف، فما المقدار الذى هو أقلّ من هذا المقدار؟ أليس هو آخر وقت العصر، أجِبنا بالإنصاف؟ ولو تعسّفتَ كلّ التعسّف ثم مع ذالك لا بُدّ لك أن تُقرّ بأنه أقلّ من النصف بغير الاختلاف. فقد اعترفتَ بدعوانا بقولك هذا مع هذا الاعتساف .فلزم لك أن تُقرّ أن مِن مُدّة عهدِ آدم مآ كانت باقية إلى عهد رسول اللّٰه إلا ألفين وعِدّةً من مئين، وهذا هو دعوانا فالحمد للّٰه ربّ العالمين .فإنا نقول إنا بُعثنا على رأس ألفٍ آخِر من ألوف سلسلة أبى البشر☆ وخاتمة

ہے۔ اور اس پر قرآن مجید نے گواہی دی ہے اور اہل کتاب بھی بغیر اختلاف کے اس بات پر متفق ہیں۔ پس وہ مقدار کونسی ہے جو اس مقدار سے کم ہو۔ تم انصاف سے ہمیں بتاؤ کیا یہ عصر کا آخری وقت نہیں ہے۔ اگر تم اس امر کو قبول کرنے میں گریز سے کام لو تو اس کے باوجود تمہیں اس اقرار سے کوئی چارہ نہیں کہ باقی رہنے والی مدت بغیر اختلاف کے نصف سے بھی کم ہے۔ پس صحیح طریق سے ہٹ جانے کے باوجود تم نے اپنی اس بات کے ساتھ ہمارے دعویٰ کو تسلیم کر لیا۔ اس بات سے تم پر یہ لازم آتا ہے کہ تم اس بات کا بھی اقرار کرو کہ آدم علیہ السلام کے زمانہ میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک دنیا کی عمر صرف دو ہزار اور چند سو سال باقی رہ گئی تھی اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن ہم کہتے ہیں کہ ابوالبشر آدم علیہ السلام کے سلسلہ کے ہزاروں

﴿ ر ﴾

☆ **الحاشية** ۔ انا انتقلنا فى بعض عبارات كتابنا هذا من تصريح لفظ خاتمة الدنيا الى لفظ انقلاب عظيم او انقطاع سلسلة ادم او عبارة اخرى. فان امر الساعة خفىّ لايعلم تفصيله الا الله فالكناية اقرب الى التقوىٰ.

حاشیہ۔ ہم نے اپنی اس کتاب کی بعض عبارات میں خاتمہ دنیا کے لفظ کی تصریح چھوڑ کر اس کی بجائے انقلابِ عظیم یا سلسلۂ آدم کا انقطاع یا کوئی اور عبارت اختیار کی ہے۔ کیونکہ اس گھڑی کا معاملہ تو پوشیدہ ہے۔ اس کی تفصیل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے کنایۃً ذکر کرنا تقویٰ کے قریب تر ہے۔

الألف السادس بإذن اللّٰه أرحم الراحمين. وهٰذا هو زمان المسيح الذى هو آدمُ آخِرِ الزمان، وهذه هى حُجّتى التى أقررتَ بها يا أبا العدوان. فانظرْ أنك صُفّدتَ حق التصفيد وكذالك يُصَفَّد كلّ مَن أعرض عن أهل العرفان وَاللّٰه ما نبّأَنا بالساعة، ونبّأَنا بالألف الذى تقعُ السَّاعة فيها، وعرّف بعضَ الحالات وأعرضَ عن بعض فلا نعلم وقت الساعة ولا مَلَكٌ فى السماء، وما نعلم حقيقة الساعة، ونعلم أنها انقلاب عظيم ويوم الجزاء، ونفوّض تفاصيلها إلى عليم يعلم حقيقة الابتداء والانتهاء. ثم نعيد الكلام ونقول إن اللّٰه شبّه

برسوں کے آخری ہزار سال کے سرے پر ہم مبعوث کئے گئے ہیں یعنی اللہ ارحم الراحمین کے حکم سے چھٹے ہزار سال کے خاتمہ پر اور یہ اس مسیح کا زمانہ ہے جو آخری زمانہ کا آدم ہے ۔اے زیادتی سے کام لینے والے یہی وہ میری دلیل ہے جس کے صحیح ہونے کا تم نے اقرار کرلیا ہے۔ پس دیکھو تم کس طرح مکمل طور پر جکڑ دیئے گئے ہو اور ہر وہ شخص جو اہل عرفان سے اعراض کرے اسے اسی طرح جکڑ دیا جاتا ہے اور اللہ نے ہمیں قیامت کے وقت کے متعلق کچھ نہیں بتلایا ہاں ہمیں اس ہزار سال کی خبر دی ہے جس میں قیامت برپا ہو گی ۔ اور اس نے ہمیں بعض حالات کا علم دیا ہے اور بعض کا نہیں دیا۔ پس نہ تو ہم قیامت کے وقت کا علم رکھتے ہیں اور نہ آسمان میں کوئی فرشتہ اور نہ ہم اس گھڑی کی حقیقت سے واقف ہیں ہاں ہمیں اتنا علم ہے کہ وہ ایک انقلابِ عظیم اور روزِ جزا ہوگا اور اس کی تفاصیل ہم خدائے علیم کے سپرد کرتے ہیں جو ابتدا اور انتہا کی حقیقت کو جانتا ہے۔ پھر ہم بات کو دہراتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

بقية الحاشية۔ و نؤمن بانقلاب عظيم بعد هذه المدة و نفوض التفاصيل الى ربنا الاعلى. منه

بقیہ حاشیہ۔ ہم اس مدت کے بعد ایک عظیم انقلاب کے آنے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور تفاصیل اپنے رب اعلیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

زمان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بوقت العصر، وإن شئت فاقرأ فی القرآن سورۃ العصر، وکذالک جاء ذکرُ العصر فی الأحادیث الصحیحۃ والأخبار الموثّقۃ المتواترۃ، حتّی إنہ توجد فی البخاری والموطأ وغیرھا من الکتب المعتبرۃ. والسرّ فی ھذا التشبیہ أن اللّٰہ بَعث موسٰی بعد إھلاک القرون الأولٰی، وجعَلہ آدمَ للأمّۃ الجدیدۃ وأوحیٰ إلیہ ما أوحیٰ، وانقطع سلسلۃُ دینہ إلی ثلاث مائۃ بعد الألف ونیفٍ وکذالک أراد اللّٰہ وقضٰی .ثم بعث عیسٰی لیذکِّر بنی إسرائیل ما نسوہ من التوراۃ ویرغّبھم فی أخلاق عظمٰی، وانقطعت سلسلۃ دینہ إلی مدّۃ ھی قریب من نصف مدّۃ سلسلۃ موسٰی .ثم بعَث نبیَّہ محمّدًا خیرَ الوریٰ ورسولہ المصطفٰی، علیہ صلوات اللّٰہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر کے وقت کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور اگر آپ چاہیں تو قرآن مجید میں سورۃ عصر پڑھ لیں اور اسی طرح احادیث صحیحہ اور پختہ متواتر خبروں میں عصر کا ذکر آیا ہے یہاں تک کہ یہ ذکر بخاری، مؤطّا اور دیگر معتبر کتابوں میں پایا جاتا ہے اور اس تشبیہ میں یہ راز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو قرون اولیٰ کے ہلاک کرنے کے بعد مبعوث فرمایا اور انہیں نئی اُمت کا آدم بنایا اور ان کی طرف وحی کی جو وحی کی۔ اور ان کے دین کا سلسلہ تیرہ سو سال سے کچھ اوپر ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے یوں ہی ارادہ اور فیصلہ کیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تا وہ بنی اسرائیل کو تورات کی اس تعلیم کو یاد دلائیں جسے وہ بھول چکے تھے اور انہیں اخلاق عظیمہ پر قائم ہونے کی رغبت دلائیں۔ ان کے دین کا سلسلہ ایک ایسے زمانہ تک پہنچ کر ختم ہو گیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ کے زمانہ کا قریباً نصف تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو افضل المخلوقات ہیں (آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس کی سلامتی اور بڑی برکتیں نازل ہوں)

وسلامه وبركاته الكبرٰى، وجعَل سلسلة الأخيار الذين اتّبعوه إلى مدّة هى نصفُ النصف الذى أُعطىَ لعيسٰى، أعنى القرون الثلاثة التى انقرضت إلى ثلاث مائة من سيّدنا المجتبٰى. فكان عهدُ أُمّة موسٰى يضاهى نهارًا كاملًا تمامًا، ويضاهى عددُ مِئاتِه عددَ ساعاتِه، وعهدُ أُمّة عيسٰى يضاهى نصفَ النهار فى حدّ ذاته، وأمّا عهد أخيارِ أُمّة خيرِ الرسل الذين كانوا إلى القرون الثلاثة فهو يضاهى نصفَ نصف النهار أعنى وقت العصر الذى هو ثلاث ساعة من الأيام المتوسطة. ثم بعد ذالك ليلة ليلاء بقدرٍ من اللّٰه وحكمةٍ، وهى مملوّة من الظلم والجور إلى ألف سنة. ثم بعد ذالك تطلُع شمس المسيح الموعود من فضل الرحمٰن، فهذا معنى العصر الذى جاء فى القرآن. هذا ما

اور آپ کے بہترین متبعین کے سلسلہ کو اس مدّت تک لے گیا جو اس نصف مدّت کا نصف ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی گئی یعنی تین صدیوں تک جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد تین سو سال گزرے۔ پس موسیٰ کی امت کا زمانہ کامل اور تمام دن کے مشابہ ہے اور اس کی صدیوں کی تعداد دن کی گھڑیوں کی تعداد کے برابر ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی امت کا زمانہ فِيْ حَدِّ ذَاتِهٖ اس دن کے نصف کے مشابہ ہے لیکن خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیار امت کا زمانہ جو تین صدیوں تک تھے نصف دن کے نصف کے مشابہ ہے یعنی عصر کا وقت جو متوسط دنوں میں تین گھنٹے کا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ کی تقدیر اور اس کی حکمت کے مطابق تاریک رات آ گئی جو ظلم اور جَور سے بھری ہوئی تھی اور وہ ایک ہزار سال تک چلتی چلی گئی۔ پھر اس کے بعد خدائے رحمٰن کے فضل سے مسیح موعود کا سورج چڑھنا مقدر تھا۔ پس یہ معنی اُس عصر کے ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔

ظهر علينا من حقيقة وقت العصر، ولكن مع ذالك قُرْب القيامة حقٌّ صحيح ثابت من الفرقان .وللقرآن وجوه عند أهل العرفان، فهذا وجه وذٰلك وجه وكلاهما صادقان عند الإمعان، ولا ينكره إلا جاهل ضرير أو متعصّب أسير في حُجب العدوان، لأن المعنى الذي قدّمناه في البيان يحصُل به التفصّي من بعض الإشكال التي تختلج في جَنان بعضِ عطاشي العرفان، مِن تتابُعِ وساوس الشيطان .ثم إن هذا المعنى ينجي حديث البخاري والموطّأ من طعنِ الطعّان، ومن اعتراض معترض يتقلّد أسلحة لِلطَّعْنان.وتقرير الاعتراض أنه كيف يمكن أن يشبه زمان الإسلام بوقت العصر وقد ساوى زمانُ هذا الدين زمانَ موسٰى، وزاد على زمان دين عيسٰى، بل

اور یہی وقت عصر کی حقیقت ہے جو ہم پر ظاہر ہوئی ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہی قربِ قیامت بالکل صحیح بات ہے جو قرآن کریم سے ثابت ہے اور اہل عرفان (عارفوں) کے نزدیک قرآن مجید کی مختلف توجیہات ہوسکتی ہیں۔پس ایک پہلو یہ ہے اور ایک پہلو وہ ہے۔اورغور کرنے پر دونوں درست ہیں اور اس کا انکار جاہل، اندھے اور سرکشی کے پردوں میں اسیر متعصب کے سوا کوئی نہیں کرسکتا کیونکہ جو معنے اپنے بیان میں ہم نے پہلے ذکر کئے ہیں۔ان سے ان بعض اشکال سے نجات ملتی ہے جو عرفان کے بعض پیاسے دلوں میں شیطان کے بار بار کے وساوس سے خلجان پیدا کرتے ہیں۔علاوہ ازیں یہ معنے بخاری اور مؤطا کی حدیث کو معترضین کے اعتراض سے بچاتے ہیں اور اس معترض کے اعتراض سے بھی بچاتے ہیں جو تنقید کی خاطر ہر وقت اسلحہ لٹکائے پھرتا ہے۔ معترض کا اعتراض یہ ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلام کے زمانہ کو عصر کے وقت سے تشبیہ دی جائے جبکہ اِس دین کا زمانہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے برابر ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے زمانہ سے زیادہ ہے بلکہ اس عصر کے وقت تک

جاوزَ ضعفُه إلى هذا العصر، فما معنى العصر نسبةً إلى الزمان المذكور؟ بل ليس هذا البيان إلا كذبا فاحشا ومِن أشنع أنواع الزور، بل ذيلُ الاعتراض أطولُ من هذا المحذور ..فإن نبأ نزول عيسٰى وخروج الدجّال ويأجوج ومأجوج الذى ينتظره كثير من العامّة قد ثبَت كذبه بهذا الإيراد بالبداهة وبالضرورة، فإن وقت العصر قد مضى بل انقضى ضِعفاه من غير الشك و الشبهة نظرًا إلى زمان الملّة الموسوية، فما بقى لظهور هذه الأنباء وقت، واضطرّ المنتظرون إلى أن يقولوا إنها باطلة فى الحقيقة .و ما بقى سبيل لتصديقها إلّا أن يقال إن هذه الأخبار قد وقعت، وقد نزل عيسى النازل، وخرج الدّجّال الخارج، وظهر يأجوج ومأجوج، وتحقّقَ النسل والعروج، وتمّت الأخبار التى ﴿ز﴾

اس کے دگنے زمانہ سے بھی بڑھ گیا ہے۔ پس اس مذکور زمانہ کی نسبت سے عصر کے بیان شدہ معنے کیسے درست ہوں گے بلکہ یہ بیان کھلا کھلا خلافِ واقعہ اور جھوٹ کی انواع میں سے بدترین ہے اور اعتراض کا دامن تو اس ممنوع حد سے بھی آگے بڑھ گیا ہے کیونکہ نزول عیسیٰؑ ، خروجِ دجّال اور یاجوج و ماجوج کے نکلنے کی خبر جس کا اکثر عوام الناس انتظار کررہے ہیں۔ اس کا جھوٹ اس ذکر سے بالبداہت اور بالضرورت ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ عصر کا وقت گزر چکا بلکہ ملتِ موسویہ کے زمانہ کے تناظر میں بغیر کسی شک وشبہ کے اس سے چار گنا وقت گزر چکا ہے۔ پس ان پیشگوئیوں کے ظہور کے لئے اب کوئی وقت باقی نہیں رہ گیا اور ان خبروں کے منتظر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ یہ سب خبریں درحقیقت بالکل جھوٹ ہیں اور ان کی تصدیق کا کوئی راستہ باقی نہیں رہا سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ یہ پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور نازل ہونے والا عیسیٰ نازل ہو چکا نیز دجّال کا خروج بھی ہو چکا اور یاجوج و ماجوج بھی ظاہر ہو گئے اور ان کا دنیا میں پھیل جانا اور ان کا پھلانگنا اور ان کا عروج پورا ہو گیا۔ اور وہ تمام خبریں پوری ہو گئیں جو مقدر تھیں

قُدّرتْ،والرسل أُقّتتْ. فلمّا قلنا إن زمان أمّة موسٰى كان بين هذه الأمم الثلاث أطولَ الأزمنة، وكان زمانُ أمّة عيسٰى نصفَه، وكان نصفَ هذا النصف زمانُ أخيار هذه الأُمّة نظرًا إلى تحديد القرون الثلاثة، بطُل هذا الاعتراض، وانكشفَ الأمر على الذى يطلب الحق بسلامة الطويّة وصحة النيّة، وثبت بالقطع واليقين أن زمان الأمّة المرحومة المحمدية قليل فى الحقيقة من زمان الأمّة الموسوية والعيسوية☆. وهذه منّةٌ منّا على المخالفين من الفِرق الإسلامية،

اور رسول وقت مقررہ پر لائے جا چکے اور جب ہم قرونِ ثلاثہ کی حد بندی کو مدنظر رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُمتِ موسیٰ کا زمانہ ان تینوں امتوں میں سے سب سے لمبا زمانہ تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کی امت کا زمانہ اس سے نصف تھا اور اس امت کے بہترین لوگوں کا زمانہ مذکورہ نصف کا نصف تھا تو مذکورہ اعتراض باطل ہو جاتا ہے اور اس شخص پر حقیقت کھل جاتی ہے جو سلیم فطرت اور صحتِ نیّت سے حق کو معلوم کرنا چاہتا ہے اور قطعی اور یقینی طور پر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ امت محمدیہ مرحومہ کا زمانہ امت موسیٰؑ اور امت عیسیٰؑ کے زمانہ سے فی الحقیقت کم ہے اور فرقہائے اسلام میں سے مخالفین پر یہ ہمارا احسان ہے اور کسی

☆ **الحاشية** ۔ قد صرح رسول الله صلى الله عليه و سلم بان المراد من الامم الذين خلوا من قبل هم اليهود و النصارىٰ. فلاسبيل لمن مارىٰ. اما سمعت قول رسول الله فمن، ففكّر و أمعن . ثم نقول على سبيل التنزل ان وقت بعث نبينا

حاشیہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمادی ہے کہ ان امتوں سے مراد جو پہلے گزر چکیں یہود و نصاریٰ ہیں۔ پس جھگڑنے والے کے لئے کوئی راہ باقی نہیں۔ کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ''فَمَنْ'' (کہ ضَالِّیْن یہود و نصاریٰ کے سوا اور کون ہیں) نہیں سنا پس غور و فکر سے کام لے۔ پھر ہم بطور تنزل کہتے ہیں کہ ہمارے نبی مصطفیٰ ؐ کی بعثت کا وقت

ولـم يبـق لـعـاقل ارتياب فی هذا البيـان، بـل هـو مـوجـب لثـلـج الـصـدر والاطـمئنان، وبطُل معه اعتـراض يـرِد عـلى حديث عمر الأنبيـاء ، فـإن عـمرَ عيسٰى من جهةِ بقاءِ دينه نصفُ عمر موسٰى كما ظهر مِن غير الخفاء ، وعمرَ

عقل مند کے لئے اس بیان کے بعد شک کی گنجائش نہیں رہتی بلکہ یہ دل کے اطمینان اور تسلی کا موجب ہے اور اس کے ساتھ وہ اعتراض بھی باطل ہو جاتا ہے جو انبیاء کی عمر والی حدیث پر وارد ہوتا ہے کیونکہ بالبداہت حضرت عیسیٰ کی عمر آپ کے دین کے بقاء کے لحاظ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر کا نصف بنتی

بقية الحاشية . الـمصطفىٰ . ماكان الا كـالـعـصر نسبة الى امم اخرىٰ. فـان نسبة الالف الخامس الى عمر الـدنيـا. اعـنى سبعة الافٍ. تضاهى نسبة توجد لوقت العصر بما مضى بـغيـر خـلافٍ. و ذالک اذا اخـذ مـقـدار الـنهـار سبع ساعات. نظراً الـى اقـل مـقـدار طلوع الشمس و غروبها فی بعض معموراتٍ. و انت تعلم ان النهار يوجد بهذا القدر فی بعض البلاد القصوىٰ. كما لايخفىٰ عـلـى اولـى الـنهٰى. وانـا اخذنـا الـنهـار فی صورة اولٰـى بـلحـاظ ازيـد ساعاتها و فی الاخرىٰ بلحاظ اقلها و لناالخيرة كما ترىٰ. منه

بقیہ حاشیہ۔ دوسری امتوں کی نسبت سے عصر کا ہی وقت تھا کیونکہ پانچویں ہزار کی نسبت جو دنیا کی عمر یعنی سات ہزار سے ہے اس نسبت کے مشابہ ہے جو وقتِ عصر سے پائی جاتی ہے۔ جو بغیر اختلاف کے پہلے گزر چکا ہے اور یہ اس طرح ہے کہ جب بعض علاقوں میں سورج کے طلوع وغروب پر نظر کر کے دن کی کم از کم مقدار سات گھنٹے لی جائے اور آپ جانتے ہیں کہ بعض دور دراز علاقوں میں دن اسی قدر ہوتا ہے جیسا کہ عقل مندوں پر مخفی نہیں۔ پہلی صورت میں ہم نے دن کو زیادہ گھنٹوں کے حساب سے شمار کیا اور دوسری صورت میں کم از کم ساعات کے اعتبار سے اور ہمیں اختیار ہے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے۔

سیدِنا خیر الرسل بالنظر إلى القرون الثلاثة نصفُ عمرعیسى ابن مریم بالبداهة .ثم بعد ذٰلک أیامُ موت الإسلام إلى ألف سنة . ثم بعد موت رسول اللّٰه صلى اللّٰه علیه وسلم بهذا المعنى زمانُ المسیح الموعود، الذى یشابه أبا بکر فى قتل الشیطان المردود، فإن المسیح الموعود قد استُخلفَ بعد موت النبیّ الکریم مِن حیث دینه، مِن غیر فاصلة بل قبل تدفینه، وأَشرکه ربُّه فى نبأ خلافةِ أبى بکر .أعنى النبأ الذى ذُکر فى صحف مطهَّرة، ووُفّق کما وُفق أبو بکر، وأُعطىَ له العزمُ کمِثله لمنع سیل ضلالة مهلکة .وإلیه أشارسبحانه تعالى فى قوله لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ـ یعنى مِن ألف سنة، وکثرت الاستعارات کمثله فى کتب سابقة .ثم بعد ذالک الألف زمانُ البعث بعد الموت

ہے اور سیدنا خیر الرسل کی عمر آپ کی پہلی تین صدیوں کو دیکھتے ہوئے بالکل واضح طور پر عیسیٰ ابن مریم کی عمر کا نصف بنتی ہے۔پھر اس کے بعد ایک ہزار سال تک اسلام کی موت کا زمانہ ہے۔ پھر ان معنی کے رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس مسیح موعود کا زمانہ ہے جو شیطان مردود کے قتل کرنے کے سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ کے مشابہ ہے کیونکہ مسیح موعود کو دین کے لحاظ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بِلا فصل بلکہ تدفین سے بھی پہلے خلیفہ بنایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی خبر میں شریک کر دیا ہے یعنی وہ خبر جو قرآن مجید میں مذکور ہے اور اس کو بھی حضرت ابوبکرؓ کی طرح توفیق دی گئی اور مہلک گمراہی کے سیلاب کو روکنے کے لئے ان جیسا عزم دیا گیا۔ اسی کی طرف اللہ سُبۡحَانَہٗ تَعَالیٰ نے اپنے قول لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ [1] میں اشارہ فرمایا ہے۔ اَلۡفِ شَهۡرٍ سے مراد یہاں اَلۡفِ سَنَةٍ (یعنی ایک ہزار سال) ہے۔ اور اس جیسے استعارات کتبِ سابقہ میں بکثرت ہیں۔اس ہزار سال کے بعد بعث بعد الموت اور

[1] قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (القدر:۴)

وزمان المسيح الموعود، فقد تمّ اليوم ألفُ الضلالة والموت، و جاء وقت بعد الإسلام الموء ود. وتمّتْ حجّة اللّٰه عليكم أيها المنكرون، فلا تكونوا من الظانّين باللّٰه ظنّ السوء، و عُدّوا أيّام اللّٰه أيها العادّون. وإنّ وعد اللّٰه حق فلا تغرّنكم الحيٰوة الدنيا، ولا يغرّنكم الشيطان الملعون. وإن هذه الأيّام أيّامُ ملحمة عظمٰى أيها المجاهدون الخاطئون، وأيّامُ نزول المسيح وخروج الشيطان بغضب ما رآه السابقون. فإن الشيطان رأى الزمان قد انقضى، وإن وقت المُهلة مضٰى، ويوم البعث أتٰى، وما كانت المهلة إلّا إلٰى يومِ يُبعَثون. هذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون. و إن الذين يجادلون فيه بعد ما أتتهم شهادة من الفرقان إنْ فى صدورهم إلّا كبرٌ، وما بقى لهم حق ليكفروا

مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ پس آج ضلالت اور موت کا ہزار سال پورا ہوگیا اور زندہ درگور اسلام کے بعد (اس کی نشأۃ ثانیہ) کا وقت آ گیا۔ اور اے منکرو! تم پر اللہ کی حجت پوری ہوگئی۔ پس تم اللہ پر بدگمانی کرنے والوں میں سے نہ بنو۔ اور اے گننے والو! اللہ تعالیٰ کے دنوں کو گنو۔ اور اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ پس تمہیں نہ یہ دنیوی زندگی دھوکا دے اور نہ شیطانِ لعین دھوکا دے۔ اے خطا کار مجاہدو! یہ زمانہ بڑی جنگ کا زمانہ ہے اور نزول مسیح اور شیطان کے ایسے سخت غضب کے ساتھ نکلنے کا زمانہ ہے جسے پہلوں نے نہیں دیکھا۔ شیطان نے دیکھ لیا ہے کہ اس کا زمانہ ختم ہوگیا اور اس کو دی گئی مہلت کی میعاد پوری ہوگئی اور یوم بعث آ گیا اور اس کو دی گئی مہلت صرف اس بعث کے دن تک تھی۔ یہی تو ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا۔ اور مرسلین سچ ہی کہتے تھے۔ اور وہ لوگ جو قرآن مجید کی شہادت آ جانے کے بعد بھی اس کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں ان کے سینوں میں کبر ہے اور ان کے لئے اس دلیل سے انکار کرنے کا کوئی حق باقی نہیں جو

بسلطان نزل من الرحمٰن، وتمّت عليهم حجّة اللّٰه الديّان .لا يريدون الحق ولا الهدىٰ، وينفدون الأعمار فرحين مستبشرين بهذه الدنيا .ألم يأتهم ما أتى الأمم الأولىٰ؟ ألم يروا آيات كبرىٰ؟ أما جاء رأس المائة وفسادُ الأمّة، والفتنُ العظمىٰ من أعداء الملّة، والكسوفُ والخسوف في رمضان ومعالم أخرىٰ؟ فإن كنتم صالحين فأين التقوىٰ؟

أيها الناس ! قد علمتم ممّا ذكرنا من قبل أن أعداد سورة العصر بحساب الجُملِ تدلّ على أن الزمان الماضي من وقت آدم إلى نزول هذه السورة كان سبع مائة سنة بعد أربع آلاف .هذا ما كشَف عليّ ربي فعلمتُ بعد انكشاف ، وشهد عليه تاريخ اتفق عليه جمهور أهل الكتاب من غير خلاف،

خدائے رحمٰن کی طرف سے آئی ہے۔ ان پر فیصلہ کرنے والے خدا کی حجت پوری ہو گئی۔ وہ حق اور ہدایت نہیں چاہتے اور وہ اپنی عمریں اس دنیا کی نعمتوں پر خوش ہو کر ختم کر رہے ہیں۔ کیا ان کے پاس وہ امر نہیں آیا جو پہلی امتوں کے پاس آیا تھا۔ کیا انہوں نے عظیم الشان نشانات نہیں دیکھے۔ کیا صدی کا سر اور فسادِ امت اور اعدائے ملت کی طرف سے بڑے بڑے فتنے اور رمضان کے مہینہ میں کسوف و خسوف اور دوسری علامتیں ظاہر نہیں ہو گئیں۔ اگر تم صالح ہو تو تقویٰ کہاں گیا؟

اے لوگو! تم معلوم کر چکے ہو جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ حسابِ جُمل کے لحاظ سے سورۃ عصر کے اعداد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اس سورۃ کے نزول تک کا وقت چار ہزار سات سو سال کے قریب بنتا ہے۔ یہ وہ بات ہے جس کا میرے رب نے مجھ پر انکشاف کیا۔ سو میں نے اس انکشاف کے بعد حقیقت کو جان لیا اور اس تاریخ نے بھی اس کے درست ہونے کی شہادت دے دی جس پر بغیر اختلاف کے جمہور اہل کتاب بھی متفق

وقد زاد على تلك المدّة إلى يومنا هٰذا ثلاث مائة بعد الألف، وإذا جمعناهُمَا فهو ستة آلاف كما هو مذهب المحقّقين من السلف. ومن هٰهنا ثبت أن تولُّدي في آخر الألف السادس يضاهي خلقةَ آدم في اليوم السادس .ولا شك أن المبعوث في آخر ألفِ الموت سُمّي بآدم عند الرحمٰن، فكان من أسرار حكمةِ اللّٰه أنه خلقني في آخر الألف السادس ليشابه خَلْقي خَلْقَ آدم بهذا العنوان .وكان هذا وعدًا مقدَّرًا من اللّٰه ذي الحِكم والفنون، وإليه أشار في قوله وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ و إن زمان خَلقي ألفٌ سادس لا ريب فيه، فاسأل الذين يعلمون .ونطق به التوراةُ التي يؤمن بها المسلمون، ولم يُثبت بنصوص

ہیں اور اس مدت پر ہمارے اس دن تک تیرہ سو سال مزید گزر چکے ہیں۔ اور جب ہم ان دونوں مدتوں کو جمع کریں تو یہ چھ ہزار سال بن جاتے ہیں جیسا کہ سابق محققین کا مذہب ہے۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ میری چھٹے ہزار کے آخر پر پیدائش آدم کی چھٹے دن میں پیدائش سے مشابہ ہے اور کوئی شک نہیں کہ موت کے ہزار (سال) کے آخر پر مبعوث کئے جانے والے کا نام رحمٰن خدا کے حضور آدم رکھا گیا ہے۔ پس یہ اللہ کی حکمت کے بھیدوں میں سے ہے کہ اس نے مجھے چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا کیا تا میری پیدائش اس اعتبار سے آدم کی پیدائش کے مشابہ ہو جائے اور یہ حکمتوں والے اور طرح طرح کی صفات والے اللہ کی طرف سے ایک مقدر وعدہ تھا۔ اسی کی طرف اس نے اپنے قول۔ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ [1] میں اشارہ فرمایا ہے۔ یقیناً میری پیدائش کا زمانہ چھٹا ہزار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ پس اہل علم سے پوچھو۔ یہ بات تورات نے بھی بیان کی ہے جسے مسلمان بھی مانتے ہیں۔ جو کچھ ان اعداد و شمار کے برخلاف ہے وہ

[1] ایک دن خدا کا ایسا ہے جیسا تمہارا ہزار برس۔ (الحج: ۴۸)

صـريـحة مـا يـخـالف هذه العِدّةَ ويـعلمه العالمون .فـما كان لهم أن يـكـفروا بعِدّة التوراة وما قال الـنبيّـون و كيف ومـا خـالـفـه القرآن بل صدّقه سـورة العصر فـأيـن يـفـرّون؟ بَلْ إليـه يشير قـوله تعالى يُـدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُـمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ☆ واقرؤوا معها آيةاِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ .هـذه ﴿س﴾

ہر گز نصوص صریحہ سے ثابت نہ ہے اور اسے اہل علم جانتے ہیں۔ پس ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ تورات کی بیان کردہ گنتی کا اور نبیوں کے اقوال کا انکار کریں۔ اور وہ اس کا انکار کر بھی کیسے سکتے ہیں جب کہ قرآن نے اس کی مخالفت نہیں کی بلکہ سورۃ العصر نے اس کی تصدیق کی ہے۔ پس وہ کہاں بھاگیں گے؟ بلکہ ارشاد خداوندی يُـدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُـمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ [1] بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ (آیت) اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

☆ **الحاشية** . قـد صرح الله تعالىٰ فـی هذه الأية. و بين حق التبيين ان ايـام الـضلالة بعد ايام دعوة القراٰن هی الف سنة. وبعدها يبعث مسيح الـرحـمن فانقطعت الخصومة بهذا التـعييـن المبين لاسيما اذا الحق به مـا جـاء ذكـر الف سـنة فی كتب الـنبييـن السـابـقيـن. ففكر ثم فكر حتی ياتيک اليقين. الا ترى الذين فتنوا المؤمنين و المؤمنات والحقوا

حاشیہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تصریح فرمائی ہے اور اچھی طرح واضح کیا ہے کہ قرآن کی تبلیغ کے دنوں کے بعد گمراہی کا زمانہ ہے جو ہزار سال ہے اور اس کے بعد خدائے رحمٰن کا مسیح مبعوث ہوگا۔ اس واضح تعیین کے بعد جھگڑا ختم ہوگیا۔ بالخصوص جب اس کے ساتھ اس ہزار سال کا ذکر ملایا جائے جو سابقہ نبیوں کی کتابوں میں آیا ہے۔ غور کر اور پھر غور کر۔ یہاں تک کہ تجھے یقین آ جائے۔ کیا تو ان کو نہیں دیکھتا جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو مصیبت میں ڈالا اور انہوں نے اپنی جماعت کے ساتھ بہت سے

[1] وہ فیصلے کو تدبیر کے ساتھ آسمان سے زمین کی طرف اتارتا ہے۔ پھر وہ ایک ایسے دن میں اس کی طرف عروج کرتا ہے جو تمہاری گنتی کے لحاظ سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ (السجدة:٦)

آية كتبناها من سورة السجدة، ومن السُنّة أنها تُقرَأ فی صلٰوة الفجر من الجمعة، و إن اللّٰه تبارک وتعالٰی يقول فی هذه السورة إنه دبّر أمر الشريعة بإنزال الفرقان الحميد، وأكملَ للنّاس دينهم بالكلام المجيد، ثم يأتی بعد ذالک زمان تمتدّ ضلالته إلی ألف سنة، ويُرفَع كتاب اللّٰه إليه ويعرُج إلی اللّٰه أمره بِشِقَّيه، يعنی يُضاع فيه حقُّ اللّٰه وحق العباد، وتهبّ صراصر الفساد علی قِسْمَيه، ويفشو

کو ملا کر پڑھو۔ یہ آیت ہم نے سورۃ السجدہ سے لکھی ہے اور یہ سنت ہے کہ یہ سورۃ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس سورۃ میں فرماتا ہے کہ اس نے فرقان حمید نازل کر کے امرِ شریعت کی تدبیر کی اور کلام مجید کے ذریعہ لوگوں کے لئے اُن کا دین کامل کر دیا۔ پھر اس کے بعد وہ زمانہ آئے گا جس کی گمراہی ایک ہزار برس تک ممتد ہوگی اور اللہ کی کتاب اس کی طرف اُٹھالی جائے گی اور اللہ کا حکم اپنے دونوں پہلوؤں کے اعتبار سے اس کی طرف اُٹھالیا جائے گا یعنی اس میں اللہ کا حق بھی ضائع کیا جائے گا اور بندوں کا حق بھی۔ اور فساد کی آندھیاں اس کی دونوں قسموں پر چلیں

بقية الحاشية. بجماعتهم كثيرًا من الحشرات. و قلّبوا العالم بالبدعات. و ارادوا ان يستاصلوا الحق بالخزعبيلات. و انفقوا جبال الطلاء كاجراء نهر الماء. لهدم الشريعة الغراء. أيوجد مثلهم فی الاولين من الاعداء. او صبّت علی الاسلام مصيبة من قبل كمثل هذا البلاء . لن تجد من اٰدم الٰی اٰخر الوقت فتنًا كفتن هٰؤلاء . منه

بقیہ ترجمہ۔ کیڑے مکوڑے ملا لئے اور دنیا کو بدعات سے زیروزبر کر دیا۔ اور انہوں نے چاہا کہ جھوٹی باتوں سے حق کی بیخ کنی کر دیں اور انہوں نے روشن شریعت کو برباد کرنے کے لئے پانی کا دریا جاری کرنے کی طرح سونے کے پہاڑ خرچ کر دیئے۔ کیا پہلے دشمنوں میں ان کی مثال پائی جاتی ہے یا اسلام پر اس جیسی مصیبت پہلے کبھی نازل ہوئی۔ آدم سے لے کر آخری وقت تک ان کے فتنوں جیسے فتنے تم ہرگز نہیں پاؤ گے۔ منه

الكذب والفِرية، يعنى الفتن الدجّالية، ويظهر الفسق والكفر والشرك، وترى المجرمين معرضين عن ربهم وظهيرين عليه. ثم يأتي بعد ذالك ألف آخر يُغاث فيه الناس من ربّ العالمين، ويُرسَل آدمُ آخرِ الزمان ليجدّد الدين، وإليه أشار فى آيةٍ هى بعد هذه الآية أعنى قوله وَبَدَاَخَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ وإنّ هذا الإنسان هو المسيح الموعود وقُدّر بعثه بعد انقضاء ألف سنة من القرون التى هى خير القرون، واتّفق عليه معشر النبيين. وقد جاء فى الصحيحين عن عمران بن حصين قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خيرُ أمّتى قرنى ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ثم إن بعدهم قوم يشهدون ولا يُستشهدون، ويخونون ولا يُؤتمنون، و ينذِرون ولا يُوفون، ويظهَر فيهم

گی۔ جھوٹ اور من گھڑت باتیں یعنی دجّالی فتنے پھیل جائیں گے۔ فسق، کفر اور شرک غالب آ جائے گا اور تو مجرموں کو اپنے رب سے اعراض کرتے ہوئے اور اس کے خلاف پشت پناہی کرتے ہوئے دیکھے گا۔ پھر اس کے بعد ایک اور ہزار آئے گا جس میں رب العالمین کی طرف سے لوگوں کی فریادرسی کی جائے گی اور آخری زمانہ کے آدم کو بھیجا جائے گا تا دین کی تجدید کرے۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا ہے جو اس آیت کے بعد ہے یعنی ارشاد الٰہی وَبَدَاَخَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ[1]۔ یہ انسان ہی مسیح موعود ہے۔ اس کی بعثت ان صدیوں سے جو بہترین صدیاں تھیں، ایک ہزار برس گزرنے کے بعد مقدر کی گئی تھی اور اس پر گروہ انبیاء کا اتفاق ہے۔ عمران بن حصینؓ سے صحیحین میں یہ روایت آئی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا بہترین حصہ میری صدی ہے۔ پھر وہ لوگ جو اُن کے قریب ہیں پھر وہ جو اُن کے قریب ہیں۔ پھر اُن کے بعد وہ لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی گئی ہوگی۔ وہ خیانت کریں گے اور انہیں امین نہ سمجھا جائے گا، نذر مانیں گے مگر پوری

[1] اور اس نے انسان کی پیدائش کا آغاز گیلی مٹی سے کیا۔ (السجدة:۸)

السِّمَن .وفی روایة و یحلِفون ولا یُستحلفون .فظهر من هذا الحديث الذی هو المتفق عليه أن الزمانَ المحفوظ من غلبة الكذب الذی هو من الصفات الدجّالية وزمانَ الصدق والصلاح والعفّة لا يجاوز ثلاث مائة من قرن سيدنا خير البريّة، ثم بعد ذالک يأتی زمان كَلَيلٍ سَجٰی عند غيبة بدرٍ اختفٰی، وفيه يفشو الكذب ويهوی من الأهواء مَن هَوَی، ويزيد كلَّ يوم زُورٌ وأحاديث تُفترٰی.فإذا بلغ الكذب إلی حدّ الكمال فينتهی يومًا إلی ظهور الدجّال، وهو آخِرُ أيام هذا الألف كما يقتضيه سلسلةُ الترقی فی الزُور والافتعال، وكما هو مفهوم حديث رسول اللّٰه ذی الجلال.وذالک الزمان هو الزمان الذی يعرُج أمرُ اللّٰه إليه والهدیٰ، ويُرفع القرآن إلی

نہ کریں گے۔ان میں فربہی آ جائے گی اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ وہ حلف اٹھائیں گے حالانکہ ان سے حلف کا تقاضا نہ کیا گیا ہوگا۔پس اس حدیث سے، جوکہ متفق علیہ ہے ظاہر ہے کہ جھوٹ کے غلبہ سے جوکہ دجّالی صفات میں سے ہے،محفوظ زمانہ اورسچائی، نیکی اور پاکدامنی کا زمانہ سیدنا خیرالبریہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدی سے تین صدیوں سے آگے نہ جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایسا زمانہ آئے گا جیسے چاند کے چھپ جانے پر رات تاریک ہو جاتی ہے۔اُس میں جھوٹ پھیل جائے گا اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہلاک ہونے والا ہلاک ہوجائے گا۔ ہرروز جھوٹ اور من گھڑت باتیں زیادہ ہوتی جائیں گی۔ پھر جب جھوٹ حدِّ کمال کوپہنچ جائے گا تو ایک دن یہ دجّال کے ظہور پر منتج ہوگا اور وہ اس ہزار (سال) کے آخری ایّام ہوں گے جیسا کہ جھوٹ اور خود تراشیدہ باتوں کی ترقی کا سلسلہ اس کا متقاضی ہے اور جیسا کہ اللہ ذوالجلال کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے یہ زمانہ وہی زمانہ ہوگا جس میں اللہ کا امر اور ہدایت اس کی طرف چڑھ جائیں گے اور قرآن بلند آسمانوں پر

السمــاوات العُلٰى، وقد شهدت الواقعات الخارجية أن هذا الزمان الفاسد امتد إلى ألف سنة ..أعني إلى هذا الزمان، حتى صار الصِلُّ كالْأُفعُوان. فَفَهِمْنَا من هذا باليقين التام والعرفان، أن قوله تعالٰى يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ. يتعلّق بهذه المدّة التى مرّت فى الضلالة والفسق والطغيان، وكثُر فيه المشركون، إلا قليل من الذين كانوا يتّقون .وإنه ألف سنة ما زاد عليه وما نقص، فأى دليل أكبر من هذا لو كنتم تفكّرون. وإن لم تقبَلوا فبيِّنوا لنا ما معنى هذه الآية من دون هذا المعنى إن كنتم تعلمون .أتظنون أن القيامة هى ألف سنة كسنواتِ مُدّةِ الدنيا أو تصعَد الأعمال إلى الله فى يوم القيامة فى مدّةٍ كمثلها، ولا يعلَمها الله

اٹھالیا جائے گا۔ رونما ہونے والے واقعات گواہی دے چکے ہیں کہ یہ بگڑا ہوا زمانہ ایک ہزار برس تک یعنی اس زمانہ تک پھیلا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ چھوٹا زہریلا سانپ بڑے زہرناک سانپ کی مانند ہو گیا۔ پس اس بحث سے ہم نے کامل یقین اور عرفان سے سمجھ لیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗٓ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ [1] اُس مدت کے متعلق ہے جو ضلالت، فسق و فجور اور سرکشی میں گزری ہے۔ اس میں مشرکوں کی کثرت ہوگئی تھی سوائے چند لوگوں کے جو تقویٰ شعار تھے۔ یہ پورے ایک ہزار برس ہیں نہ اس سے زیادہ نہ کم۔ پس اگر تم سوچ بچار سے کام لو تو اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی اور اگر تم قبول نہ کرو تو ہمیں کھول کر بتاؤ کہ اس معنی کے سوا اس آیت کا اور کیا مفہوم ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ قیامت بھی دنیاوی مدت کے سالوں جیسے ہزار سالوں کی ہے یا قیامت کے دن اسی جیسی مدت میں اعمال اللہ کی طرف چڑھیں گے اور اس سے پہلے اللہ کو اُن اعمال کا علم نہ ہو گا۔

[1] وہ ایک ایسے دن میں اس کی طرف عروج کرتا ہے جو تمہاری گنتی کے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ (السجدة:٦)

قبلَها؟ اتّقوا اللّٰه أيها المسرفون. وأى شهادة أكبر ممّا ظهر فى الخارج. أعنى مقدار مدّةٍ غلبت الضلالة فيها، فإنكم رأيتم بأعينكم أن مدّة زمان الضلالة وشدّتها وتزايُدها بعد قرون الخير قد امتدّتْ إلٰى ألف سنة حقًّا وصِدقًا. أتنكرون وأنتم تشاهدون؟ وبدأ الكذب كزرع، ثم صار كشجرة، حتى ظهرت هيكل الدجّال وأنتم تنظرون. وإن الضلالة وإن كانت من قبل ولكن ما حدّتْ قرونُها إلّا بعد هذه القرون الثلاثة. ألا تقرء ون حديث القرون؟ وقد جمع هذا الألف كلَّ ضلالة، وأنواعَ شرك وبدعة، وأقسام فسق ومعصية، وأُضيعَ فيه حقوق اللّٰه وحقوق العباد وحقوق المخلوق، وانفتحت أبواب الارتداد، فبأى دليل بعد ذالك تؤمنون؟ وفُتحتْ يأجوج

اے حد سے تجاوز کرنے والو! اللہ سے ڈرو۔ اس سے بڑی کون سی گواہی ہے جو فی الواقع ظاہر ہو چکی۔ میری مراد اس مدت کی مقدار ہے جس میں گمراہی غالب رہی۔ تم یقیناً اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو کہ نیکی کی صدیوں کے بعد زمانۂ ضلالت کی مدّت اور اس کی شدّت اور اس میں اضافہ ہونا حقاً وصدقاً ایک ہزار سال تک ممتد رہا ہے۔ کیا تم خود مشاہدہ کر لینے کے باوجود انکار کرتے ہو۔ جھوٹ کھیتی کی روئیدگی کی طرح شروع ہوا پھر ایک درخت کی طرح ہو گیا۔ یہاں تک کہ دجّال کی بلند عمارت ظاہر ہو گئی اور تم دیکھتے رہے۔ گمراہی اگرچہ پہلے بھی تھی لیکن اُس کے سینگ ان تین صدیوں کے بعد ہی تیز ہوئے ہیں۔ کیا تم صدیوں والی حدیث نہیں پڑھتے۔ اس ہزار (سال) نے ہر طرح کی ضلالت اور شرک و بدعت کی سب انواع اور فسق و معصیت کی تمام اقسام اپنے اندر جمع کر لی ہیں۔ اس میں اللہ کے حقوق، بندوں کے حقوق اور مخلوق کے حقوق ضائع کر دیئے گئے ہیں۔ ارتداد کے دروازے کھل گئے ہیں پھر اس کے بعد تم کس دلیل پر ایمان لاؤ گے۔ یاجوج اور ماجوج کھول دیئے گئے ہیں

ومأجوج، وترون أنهم من كل حدَبٍ ينسلون .وما خرَجَا إلّا بعد القرون الثلاثة ، وما كمُل إقبالهما إلّا عند آخر حصةِ هذا الألف، وكُمّلَ الألف مع تكميل سطوتهما، وإن فيها لآية لقوم يتدبّرون، وإنّ القرآن يهدى لهٰذا السرّ المكتوم.ويقول إن يأجوج ومأجوج قد حُبِسا وصُفّدا إلى يوم الوقت المعلوم، ثم يُفتَحان فى أيام غروب شمس الصلاح وزمان الضلالات، كما أنتم ترون فى هذه الأيام وتشاهدون .وكفى الطالبين هذا القدر من البيان، وأرى أنّى أكملتُ ما أردت وأتممت الحجّة على أهل العدوان .وهذا آخر ما أردنا، فالحمد للّٰه على إتمامه لطلباء الزمان.

اورتم دیکھتے ہو کہ وہ ہر اُونچی جگہ سے دوڑتے چلے جارہے ہیں۔ یہ دونوں ان تین صدیوں کے بعد ہی نکلے ہیں۔ اوران دونوں کا اقبال اس ہزار کے آخری حصہ میں ہی مکمل ہوا ہے اوران کی سطوت کی تکمیل کے ساتھ اس ہزار کی تکمیل ہوئی ہے۔ یقیناً اس میں غور وفکر کرنے والی قوم کے لئے ضرور ایک نشان ہے۔قرآن اس پوشیدہ بھید کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یاجوج ماجوج ایک معلوم وقت کے دن تک روکے گئے اور جکڑے گئے ہیں پھر نیکی کے سورج کے غروب ہونے کے ایّام اور گمراہیوں کے زمانہ میں وہ دونوں کھول دیئے جائیں گے جیسا کہ ان دنوں میں تم دیکھتے اور مشاہدہ کرتے ہو۔حق کے طالبوں کے لئے اسی قدر بیان کافی ہے۔ میرا خیال ہے کہ مَیں جو چاہتا تھا وہ مَیں نے مکمل کردیا ہے اور ظالموں پر اتمام حجت کردی ہے۔ یہ وہ آخری بات ہے جس کا ہم نے ارادہ کیا، اِس زمانہ کے طالبانِ حق کے لئے اس بات کو پورا کرنے پر ہم اللہ کی حمد وثنا کرتے ہیں۔

تمّت

المؤلّف میرزا غلام احمد
۱۷/ اکتوبر۱۹۰۲ء

المؤلّف میرزا غلام احمد
۱۷/۱ اکتوبر۱۹۰۲ء